اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَایَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ (الحدیث)

"ترجمہ: بیشک اللہ کے دوست مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوتے ہیں۔"

مصباح النور

المعروف بہ

جلوۂ نوری

مع رسالۂ رشد و ہدایت

سوانح نگار

خلیفۂ دوم حضرت سید محی الدین شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

شہزادۂ قطب الاقطاب حضرت نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

ادیبِ شہیر حضرت سید عبد الغنی (ملا) قادری

ناشر

سید شاہد الطاف شاہ قادری

سجادہ نشیں آستانۂ قادریہ نوریہ و برادران، جنگلی پیٹھ، پرانی ہبلی ہُبلی کرناٹک

1

ڈسٹری بیوٹر

ALHUDA PUBLICATIONS

2982, Kucha Neel Kanth,Qaziwara,Daryaganj,New.Delhi-2

Tel: 011- 43259013, Cell: 08010503999

نام کتاب	:	مصباح النور المعروف بہ **جلوۂ نوری** مع رسالہ رشد و ہدایت
سوانح نگار	:	خلیفۂ دوم حضرت سید محی الدین شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ شہزادۂ قطب الاقطاب حضرت نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ
مرتبہ کردہ	:	ادیب شہیر حضرت سید عبد الغنی (ملا) قادری
بحسن رائے	:	پیر طریقت عالم اسرار ربانی حضرت شاہ عارف القادری صاحب قبلہ، دھارواڑ (کرناٹک)
پروف ریڈنگ	:	الحاج مولانا محمد ہارون رشید اشرفی صاحب، دہلی

سن اشاعت	:	2013
تعداد	:	1100
صفحات	:	208
قیمت	:	

ڈسٹری بیوٹر

ALHUDA PUBLICATIONS

2982, Kucha Neel Kanth, Qaziwara, Daryaganj, N.D-2

Tel: 011- 43259013, Cell: 08010503999

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(قصیدۂ بُردہ شریف)

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا　عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ　وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ
هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ　لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ　سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ
فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا　وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ
نَبِیُّنَا الْاٰمِرُ النَّاهِیْ فَلَا اَحَدٌ　اَبَرَّ فِیْ قَوْلِ لَامِنْهُ وَلَا نَعَمِ
مُحَمَّدٌ بَاسِطُ الْمَعْرُوْفِ جَامِعُهٗ　مُحَمَّدٌ صَاحِبُ الْاِحْسَانِ وَالْکَرَمِ
فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ　وَلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمِ
یَا رَبِّ بِالْمُصْطَفٰی بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا　وَاغْفِرْ لَنَا مَا مَضٰی یَا وَاسِعَ الْکَرَمِ

امام شرف الدین بوصیری علیہ الرحمۃ والرضوان

☆☆☆

اظہارِ خیال

(از سید عبدالغنی مُلاّ، جامع مسجد، پرانی ہبلی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نحمدہ ونصلّی علی رسولہ الکریم!

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ۔ (یونس ۱۰:۶۲، پارہ ۱۱)

’’خبردار بیشک اولیاء اللہ پر نہ کچھ خوف ہے، نہ غم وحزن وملال۔‘‘

حدیث قدسی صحیح بخاری میں اولیاء اللہ سے متعلق آتا ہے کہ جس نے میرے دوست سے عداوت وبغض وعناد رکھا، میرا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ اللہ اس بدبخت سوچ وعقل سے محفوظ رکھے کیونکہ دوسری جگہ ارشاد ہے:

یتقرب الی العبد بالنّوافِل فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وکنت بصرہ الذی یبصر بہ وکنت یدہ الذی یبطش بہ وکنت رجلہ الذی یمشی بہ۔ (رواہ کما قال)

3

یعنی جو بذریعہ نوافل میرا مقرب ہوجاتا ہے، میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

سبحان اللہ! ایسے طیب وطاہر برگزیدہ اولیاء اللہ کے ساتھ عداوت کا انجام کیا، خدا کے خلاف اعلان جنگ نہ ہوگا۔

قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ان من عباداللّٰہ لاناس ماھم بانبیاء ولاشھداء یغبطھم الانبیاء والشّھداء یوم القیامۃ بمکانھم من اللّٰہ۔

’’اللہ کے بندوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ نبی ہیں نہ شہید اور قیامت کے دن انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔‘‘

صحابہ کرام نے پوچھا:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم اخبرنا منھم وماعمالھم فعلنا نحبھم قال ھم قوم تحابوا فی اللّٰہ علی غیرارحام بینھم ولااموال یتعاطون بھا فواللّٰہ ان وجوھھم منور وانھم علی مناھر من نورلایخافون اذا خاف النّاس ولایحزنون اذاحزن النّاس ثم

قرأ أَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ۔

ہمیں بتایئے یارسول اللہ ﷺ! وہ کون ہیں ان کے اعمال کیسے ہیں؟ تاکہ ہم ان لوگوں سے محبت کریں، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے ایسی محبت کرتے ہیں نہ ان میں کوئی رشتہ ہوتا ہے نہ مالی مفاد کی غرض خدا کی قسم ان کے چہرے سراپا نور ہوں گے اور نور کی نہروں پر انہیں اٹھایا جائے گا۔ جب دوسرے لوگ خوفزدہ ہوں گے تو انہیں کوئی خوف نہ ہوگا، جب دوسرے لوگ غمزدہ ہوں گے تو انہیں کوئی غم نہ ہوگا"

صحیح بخاری میں حدیث قدسی ہے کہ اللہ کے نیک بندے قبروں میں نماز پڑھتے ہیں، قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور ان کو نعمتیں حاصل ہوتی ہیں اور ان کو لباس میسر آتا ہے۔

(شرح الصدور باب الحول الموتی فی قبورہم)، مرقاۃ میں آیا ہے کہ ولی دنیا میں ایسے ہوتا ہے جیسے تلوار نیام میں ہوتی ہے بعد وصال اس کی قسمت کی تلوار نیام سے باہر نکلنے والی ہوجاتی ہے، اس کا تصرف بہت زیادہ ہوجاتا ہے۔ اولیاء اللہ کے لئے زمین کو لپیٹ دیا جاتا ہے اور بیک وقت کئی مقامات پر پایا جانا ممکن ہے۔

زیر نظر کتاب جلوۂ نوری کا میں نے بغور مطالعہ کیا تو قطب الاقطاب سید نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ہر گوشہ نمایاں نظر آنے لگا، آپ کے

مبارک وقت کا ہر لمحہ قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے معطر نظر آتا ہے، آپ کی زندگی خدام خلق کے لئے ایک بہترین نمونہ ہے۔ ظاہر و باطن عشق محمدی ﷺ سے مزین نظر آیا۔ دکن کی سرزمین لائق صد احترام ہے، شہزادگان مصطفی ﷺ سے منور و معطر ہے، ہم اہل دکن کی یہ خوش نصیبی ہے کہ گلشن سیدہ زہرہ رضی اللہ عنہا کے پھول دکن میں مہک رہے ہیں، حضور قطب الاقطاب بیجاپور سے شہر ہبلی شریف لائے، خصوصاً قرب و جوار کے حضرات کے لئے بے حد مبارک ہے کہ آستانۂ عالیہ قادریہ نوریہ سے لوگ مستفید ہو رہے ہیں، شہر ہبلی آج جس صورت میں ہے خدا معلوم آپ کے دور میں کیا صورت رہی ہوگی کس قدر مسلمان رہے ہوں گے آپ کی تعمیر کی ہوئی شہر ہبلی میں پہلی اور اس قدر چھوٹی مسجد ہی اس کا ثبوت ہے کہ اس وقت انگلیوں پر گنے جانے والے مسلمان یہاں آباد رہے ہوں، آپ کے فیضان اور آپ جیسے اولیاء کاملین سے شہر ہبلی کی جو صورت آج پائی جاتی ہے جس قدر مسلمان یہاں بستے ہیں بس اس سے ثابت ہوجاتا ہے کہ یہ اللہ کے دوستوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے جو آج ہم ملاحظہ کر رہے ہیں۔

قرآن حکیم اور احادیث کریمہ میں انبیاء کرام کی مبارک زندگیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے قوموں کی تاریخیں بیان کی گئی ہیں۔ اصحاف کہف کی سوانح حیات بیان کی گئی ہے۔ لہٰذا امت محمد ﷺ کے اولیاء کاملین کے تذکرے، سوانح ایک عرصہ سے لکھے جارہے ہیں۔ انشاء اللہ لکھے بھی جائیں گے۔ اسی خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے ارادہ کیا کہ قطب الاقطاب سید نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح دوبارہ ترتیب دوں، اس کے لئے میں اپنے والد محترم

مرحوم سید عبداللہ صاحب بن غوث محی الدین کا بہت ممنون ومشکور ہوں کہ آپ نے حضرت قطب الاقطاب کی سوانح محفوظ رکھی تھی جو آستانۂ عالیہ قادریہ نوریہ کے دوسرے خلیفہ سید محی الدین عرف رستم زماں شاہ قادری کے لکھے ہوئے مسودے سے ماخوذ تھی۔ یہ وہ سوانح ہے جو قسمت سے محفوظ رہی کیونکہ ہمارے بزرگوں پر اکثر ایسے حالات آتے رہے کہ اس دوران قطب الاقطاب کی نایاب کتب اور قلمی مخطوطات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ گم ہوگیا، بچا کھچا جو رہ گیا تھا اس میں بھی بہت کچھ بوسیدہ پانی میں بھیگا ہوا اور کرم خوردہ رہ گیا تھا جسے میرے دادا صاحب قبلہ مرحوم نے مسجد کے قریب دفن کر دیا۔ ان بچے ہوئے تبرکات میں سے خدا کا فضل سے یہ کتاب بھی محفوظ رہ گئی اور اولیاء اللہ کے مبارک تذکروں میں شامل ہوگئی۔ حضرت محی الدین عرف رستم زماں شاہ قادری نے اس کتاب کا نام ''مصباح النور'' رکھا تھا۔ میرے والد محترم نے ''جلوۂ نوری'' اخذ کیا تو میں نے ان دونوں مبارک عنوانات کے ساتھ ''مصباح النور المعروف بہ جلوۂ نوری'' اخذ کیا ہے۔ اللہ اس کاوش و کوشش کو قبول فرمائے، حضرت قطب الاقطاب کے فیوض سے ہمیں مالامال کرے۔ آمین

☆☆☆

وصیت قطب الاقطاب سید نور محمد شاہ قادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کشف اللہ علیک اسرار القلوب

برخوردار واقف اسرار سید محمد نور احمد

مقبول الالہ عرف نور پادشاہ عفی عنہ

اے نور دیدۂ ہر کار خیر کہ مشغول باشی و بہر حالے کہ بہ گذرانے باید کہ درہمہ احوال نظر بدل داشتہ باشی و در ہمہ جا و در ہمہ کار دیدبان دل شوی و چنداں سعی دل بکار بری معی پاس انفاس تا اِسم اعظم بر دل تو نقش گیرد و دوران نقش صورتِ جان برتو مکشوف آید و چوں نقش اللہ بر دل فروغ بخشد مظاہر جمیع اشیاء برتو مشہود آید۔ ذات کائنات کہ ہمہ مظہر انوار محمدی جلوہ گر شود۔

بیت: نقش اللہ درہمہ اشغال صورت دل کن و بہ دیدۂ بہ بند دیدہ با دل بدید بانی۔ دہ نظریات درعروج دار بلند اے جگر گوشۂ من ہستی مطلق کہ ذات حق است در علم ذاتی روشن بذات خود است از اں روشنی کہ خود را یافت خورشید انا بتافت و ہستیٔ حق حقیقت اللہ است۔ وعلم ذاتی حقیقت علی ولی اللہ است، وانیت ذاتی حقیقت محمد رسول اللہ است۔ و بآن انیت از علم ذاتی صفات و

ظہور صفات روشن کردید، بامراتب خود را دانست وازاں دانش عالم ہم داشتہ شود۔

انا من نور اللّٰہ وکل شیءٍ من نّوری فرمود اشارہ ازاں نوراست کہ درعلم ذاتی کہ خود را روشن یافت خوری کہ در خود جمیع انانیتان موجودات روشن شود وآن انا میگوید کہ **انا من نور اللّٰہ و کل شیءٍ من نوری۔**

الولایت افضل من النبوۃ، اشارہ است بآں علم ذاتیست، **انا مدینۃ العلم وعلی بابھا**۔ اے برخوردار طالب حق را کسب حاصل شدن ومراد حاصل شدن فقیر نور محمد شاہ قادری، عرض نماید اول قبض حواس وہوش، برپاس انفاس وشاہد بربینا محو در انا وخود را در ہستیش فنا کردہ ہست نما شدہ۔ عمل خود وشعور نسبتی را بالکل فراموش کند، بجز ارشاد مرشد فراموشی دست ندہد، انشاء اللہ بروقت موقوف آن برخوردار بوقت مرید شدن از قبلہ گاہ خود حضرت پیر سید شیخ یوسف بن عبدالقادر شاہ قادری فقیر حاضر بود، از برکت آں دست مبارک سید آں نور الابصار، معمور الانوار کردید، الحمدللہ! بعض بزرگان ارشد صوری از فیض الٰہی راہ معنوی یافتہ اند، بخدا رسیدہ اند، ولیٔ کامل شدہ اند حق سبحانہٗ تعالیٰ دائمہ در بحر وحدت مستغرق دارد۔۔ بحق رسول وآلہ۔

الفقیر

نور محمد شاہ قادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ الَّذِیۡ نَوَّرَ قُلُوۡبَ الۡعَارِفِیۡنَ بِنُوۡرِ معرفتِہٖ وَاَحۡرَقَ اَکۡبَارَ الۡعَاشِقِیۡنَ بِنَارِ اشۡتِیَاقِہٖ وَاَمۡلَأَ صدورَالۡمُحبین بِحُبِّ ذات ھُوَ اَجۡلاَّ ضَمَایِرَالۡوَاصِلِیۡنَ بِنظرِجمالِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیۡبِہٖ وَرَسُوۡلِہٖ قَالَ فِیۡ شَانِہٖ وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی اِنۡ ھُوَاِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی وَآلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ قَالَ فِیۡ حَقِّھِمۡ اِنَّمَا یُرِیۡدُاللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَھِّرَکُمۡ تَطۡھِیۡرًا وَاَصۡحَابِہِ الَّذِیۡنَ قَالَ فِیۡ وَصۡفِھِم وَکُلًّا وَّعَدَاللّٰہُ الۡحُسۡنٰی وَعَلَیۡنَا مَعَھُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡن۔ اَمَّابَعۡدُ!

"ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جونہایت مہربان اوررحم کرنے والا ہے۔ حمد اس اللہ کے لئے ہے جو اپنی معرفت کے نور سے عارفین کے قلوب کو منور کرتا ہے اور عاشقین کے شوق کو اپنے اشتیاق کی لَو سے جلا بخشتا ہے اور محبین کے سینوں کو بھر دیتا ہے اپنی ذات کی محبت سے اور واصلین کے قلوب کو اپنی نظر جمال سے جلا عطا کرتا ہے اور رحمت کاملہ اور دائمی سلامتی نازل ہو اس کے حبیب اور اس کے رسول ﷺ پر جس کی شان مبارک میں خود ارشاد فرمایا وہ جو کچھ کہتے ہیں اپنی

خواہش سے نہیں بلکہ ان کی ہر بات وحیٔ الٰہی ہوتی ہے اور رحمت وسلامتی نازل ہو آپ کی آل پاک پر جن کے حق میں ارشاد گرامی ہوا بیشک اللہ چاہتا ہے کہ اہل بیت سے ان کی رجس (ناپاکی) کو دور کیا جائے اور انہیں خوب خوب ستھرا کیا جائے اور رحمت نازل ہو آپ کے اصحاب پر جن کی پاک صفات کا یوں ذکر فرمایا ان سب کے حق میں اللہ کا پاک وعدہ ہے ۔۔۔۔ اور ہم سب پر اس کے رحمت کی بارش کی چند چھینٹیں صبح قیامت تک نازل ہوتی رہیں ۔ اما بعد!

مختصر تعارف اور خاندانی پس منظر

سید یعقوب حسینی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ اکابر مشائخین میں شمار کئے جاتے ہیں ۔ آپ کے مرشد کامل نے آپ کو بشارت دی تھی کہ آپ کا ایک لڑکا ہوگا جو مادر زاد قلندر صفت ولیٔ کامل ہوگا جو صغرسنی ہی میں ایک مدت کے لئے آپ سے بچھڑ کر حضرت شیر خدا مولا علی کرم اللہ وجہہ کی بارگاہ کا خادم ہوگا اور وہیں سے روحانی فیوض و برکات حاصل کر کے واپس ہندوستان آئے گا اور اس کا نام سید محمد عرف محمد تقی ہوگا۔ ہوا بھی یہی کہ محض چھ سال کی عمر میں آپ اپنے والد ماجد کی خانقاہ سے اچانک ایک عرصۂ دراز تک غائب ہو گئے اور آپ کے والد ماجد مغموم ہو کر مشیت الٰہی کے تحت خاموش رہ گئے ۔ اچانک سید محمد ۲۸ سال کی عمر میں وارد گجرات ہوئے ۔ چالیس سال کی عمر میں اس وقت کے ایک نامور کامل و اکمل بزرگ سید عماد الدین کی بیٹی سے عقد کیا۔ ایک مختصر عرصہ

کے بعد آپ کے ایک بیٹا انتہائی حسین وجمیل پیدا ہوا جس کا نام حضرت سید نور محمد رکھا گیا۔ اس کے بعد دو اور لڑکیاں پیدا ہوئیں ۔ آپ پر اکثر جذب کی کیفیت طاری رہتی تھی ۔ سیلانی جذبہ بھی طبیعت میں موجود تھا آپ نے مع خاندان بیجاپور کی طرف رخت سفر باندھا اور عادل شاہی حکومت میں آپ کی بڑی پذیرائی ہوئی، شاہی سہولیات آپ کو فراہم کی گئیں ۔ چند سال بیجاپور میں رہے ۔ اچانک بیوی کا انتقال ہو گیا! (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) آپ کی بیٹیاں سادات خاندانوں میں بیاہی گئیں اور حضرت نور محمد شاہ قادری کو تنہا چھوڑ کر پھر حرمین شریفین کا قصد کیا اور راتوں رات غائب ہو گئے ۔

قطب الاقطاب نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی فطرت میں ازلی ولایت پہلے ہی سے پوشیدہ تھی، باپ کی سرپرستی میں تمام علمی وعملی منازل سلوک طے کر چکے تھے ۔ آپ کے جانے کے بعد چالیس سال کی عمر میں حضرت یوسف بن عبد القادر قادری رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت وارادت کی نعمت حاصل کی اور اسی سال چشتی تبرک حاصل کرنے کا اشتیاق ہوا اور سید خواجہ میراں جی شمس العشاق رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت واسطہ حاصل کیا۔ دوسرے سال آپ نے حرمین شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا۔ عادل شاہی درخواست بھی تھی کہ آپ زیارتیں کر آئیں ۔

الغرض! آپ مکہ معظمہ میں فریضۂ حج سے فارغ ہو کر جب مدینہ منورہ پہنچے تو آپ کے والد ماجد سے ملاقات کا شرف حاصل کیا، چند دنوں کے بعد وہ بھی خالق حقیقی کی طرف روانہ ہو گئے ۔ بہر کیف آپ ہی نے اپنے والد ماجد کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور مدینہ منورہ سے ہندوستان کی طرف لوٹ

آئے یہ آپ کا پہلا مقدس سفر تھا۔

عادل شاہی حکمران آپ کی حد درجہ عزت وتوقیر کرتے تھے کیونکہ آپ جید عالم دین تھے جن کو فقہاء کرام شمس الفقہاء کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ آثار محل بیجاپور میں آپ کی ایک عظیم الشان خانقاہ تھی۔ جہاں دن رات قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں گونجا کرتی تھیں۔ ظاہری و باطنی علوم میں آپ کو دسترس حاصل تھی اور علماء وفقہاء کرام کا تانتا ہر دم لگا رہتا تھا۔ دوسری طرف خانقاہی نظام کے بقاء کے لئے آپ کا طرز، طرز تکلم، حسن سلوک بیش قیمتی اثاثہ ثابت ہوا۔ آپ کے اثرات سے اس وقت کی تمام خانقاہوں سے قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں گونجنے لگی۔ آپ خدمت خلق کو ہی تبلیغ دین کا بہترین ذریعہ تسلیم کرتے تھے آپ کامل طبیب یعنی ثانی لقمان تصور کئے جاتے تھے مسلم غیر مسلم تمام حضرات میں یکساں مقبول تھے۔ قادریت کی فوقیت کے ساتھ آپ سلسلہ چشتیہ کے اصول سے حد درجہ متأثر تھے، چشتی سلسلے کی تعلیمات بھی آپ کے لئے تبلیغ دین کا بہترین ذریعہ ثابت ہوئیں۔ فن تعمیر میں آپ ایک بہترین ڈیزائننگ (سول انجیر) تھے۔ بیجاپور کے اطراف واکناف میں یا عہد عادل شاہی میں تعمیر کی جانے والی کئی مساجد کے نقشے آپ ہی کے تجر علمی کا نتیجہ تھے۔ آپ انتہائی شفیق وخلیق شاعر بھی تھے، اس وقت کی اردو زبان میں کئی اشعار آپ کے قلم کے مرہون منت ہیں جس کا نمونہ آگے پیش کیا جائے گا۔

فارسی شاعری میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ نظریۂ وحدت الوجود کے سخت حامی بلکہ علمبردار کی طرح دکن ہندوستان میں آپ مقبول تھے۔ علم تصوف پر

آسان ترین کئی تصنیفات آپ نے رقم فرمائیں مگر افسوس ہجرت کے بعد جب آپ شہر ہبلی میں قیام پذیر ہوئے تو صدیوں بعد آپ کی اولادوں نے کتابوں کا بوسیدہ کرم خوردہ حال دیکھ کر بہت سی کتابوں کو جامع مسجد پرانی ہبلی کے بغل میں دفنا دیا۔ المختصر! جب تک آپ شہر بیجاپور میں رہے آپ کا شہرہ رہا آپ واحد ایک ایسے قادری صوفی ہیں جن سے صوفیت کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ آپ باکرامت شخصیت کے مالک تھے کہ آپ کے سامنے بڑے بڑوں کی زبانیں خاموش رہ جاتی تھی۔ کہنے سے پہلے دل کی بات بتادیا کرتے تھے۔ سائل کے سوال کرنے سے پہلے سائل کو جواب عطا کیا جاتا تھا۔

قوت کرامت سے مردہ شہزادہ کو زندہ کرنا

ایک دن عادل شاہی شہزادہ ہاتھی کو قابو کرنے کا ہنر سیکھ رہا تھا ہاتھی کو غصہ آ گیا اور وہ بپھر کر شہزادے پر ٹوٹ پڑا اور اٹھا کر پٹخ دیا اور شہزادے کی موت واقع ہوگئی۔ کئی طبیب بلائے گئے کچھ نہ ہوا آخرکار شہزادے کی لاش لے کر حضرت سید نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں کچھ وزراء آ گئے، آپ نے پوچھا اسے کیا ہوا؟ وزراء نے کہا اسے ہاتھی نے مار ڈالا۔ آپ نے اس ہاتھی کا نام پوچھا تو کسی نے بتایا کہ اس کا نام شہاب ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گرجدار آواز میں پکارا اے شہاب تو جہاں کہیں ہے ہمارے پاس آ جا۔ یہ آواز سن کر بندھا ہوا شاہی ہاتھی زنجیریں توڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے در پر بیٹھ گیا۔ آپ نے ہاتھی سے پوچھا کہ اس کو ہلاک کیوں کیا؟ تو ہاتھی نے اپنی زبان نکال کر دکھادی کہ اس شہزادے

نے اس کی زبان کو آہنی سوزن سے زخمی کیا تھا آپ نے ہاتھی کو تنبیہ کرکے واپس کر دیا پھر مردہ شہزادے سے مخاطب ہو کر فرمایا اے شہزادے اٹھو اور اپنے زخموں کو مندمل کر لو۔بس یہ الفاظ شہزادے کے لئے حکم کن کی تاثیر ثابت ہوئے شہزادہ زندہ ہوگیا، آپ نے شہزادے کو نصیحت کی کہ اللہ کی مخلوق پر کسی بھی طرح کا ظلم نہ کرے اور اللہ سے توبہ کرلے۔

مندر کے پجاری کی فریاد

ایک دن کسی مندر کا پجاری آپ کے پاس شکایت لایا کہ میرے مندر کی مورتی کے گہنے چوری ہو گئے ہیں، بادشاہ سے شکایت کی بادشاہ نے تفتیش کا حکم دیا مگر گہنے نہیں ملے۔میری برادری والے مجھ ہی کو چور سمجھ کر سزائیں تجویز کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔لہٰذا میری مدد فرمایئے! پجاری کے آنسو دیکھ کر آپ رنجیدہ ہو گئے آپ کے کندھے پر ایک تولیہ تھا وہ تولیہ ہاتھ میں لے کر پجاری سے کہا جاؤ! مندر سے آگ لاؤ، پجاری دوڑ کر مندر گیا اور آگ لایا کہا آتشدان کو نیچے رکھو جیسے ہی پجاری نے آتشدان نیچے رکھا آپ نے اپنے تولیہ کو آگ میں جھونک دیا اور پجاری سے کہا جاؤ کل صبح آ جاؤ دوسرے دن صبح جیسے ہی پجاری آیا آپ نے بیٹھنے کے لئے کہا: پجاری بیٹھ گیا اتنے میں ایک شخص جو عادل شاہی فوج سے تعلق رکھتا تھا روتا کراہتا آپ کے قدموں میں آ کر گر گیا،کہا حضور میرے سارے بدن میں آگ جل رہی ہے، خدارا مجھے بچا لیجئے! آپ نے غضبناک ہو کر

اس مریض سے فرمایا جا! جس مندر کے گہنے تو نے چوری کیے ہیں وہ واپس اس مندر کی مورتی کو پہنا کر آ جا۔وہ مرتا کیا نہ کرتا توبہ کرتے ہوئے دوڑا۔ تمام گہنے لے کر مندر کی طرف گیا اور مورتی کو پہنا کر واپس آپ کی خدمت میں آیا اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کیا۔پجاری حیران تھا آپ نے پانی منگوایا اور آتشدان کو ٹھنڈا کر دیا جیسے ہی آتشدان ٹھنڈا ہوا چور صحت یاب ہوگیا۔ پجاری سے فرمایا جا! مندر میں دیکھ کہ تمام گہنے آ گئے یا نہیں، پجاری خوشی خوشی لوٹ گیا۔

آپ کی خدمت میں برہمن پنڈتوں کی آمد

جمعہ کا دن نماز کے بعد طعام سے فارغ ہو کر آپ خانقاہ میں مریدوں کے ساتھ تشریف فرما تھے اتنے میں چند برہمن پنڈتوں کی ایک جماعت آپ سے ملنے آئی۔آپ بڑے خوش اخلاق تھے،تمام کو خود جا کر دروازے سے خانقاہ کے اندر لے آئے اور اپنے سامنے بٹھا کر گفت وشنید میں مصروف ہوئے،محبت اور پریم کی باتیں ہوئیں کسی برہمن نے ایک فارسی کا شعر پڑھا اور اس کا معنی پوچھا۔

وہ شعر یہ ہے:

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص وعام
با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

حضرت قطب الاقطاب سید نور محمد شاہ قادری علیہ الرحمۃ نے اس شعر کو جب برہمن سے سنا پھر خود ہی اس شعر کی تکرار کرتے ہوئے مسکراتے رہے۔

پھر کیا تھا کہ تمام برہمن حیرت زدہ ہو کر رام رام کہنے لگے، آپ مسکرا رہے تھے کہ برہمن پنڈتوں نے کہا کہ ہم نے اس شعر کے معنیٰ کا درشن آپ میں کرلیا ہے۔ کہنے لگے ہم معنیٰ کو سمجھ چکے ہیں۔ آپ تو آپ، آپ کے تمام بھکتوں میں ہمیں وہ معنیٰ نظر آ رہا ہے۔ سبحان اللہ! برہمن پنڈتوں نے آپ میں کیا کیا دیکھا ہوگا جو رام رام کرتے رہے۔ پنڈتوں نے آپ کو تحفۃً کپڑے قینچی اور سوئی دھاگہ پیش کیا، آپ نے قینچی واپس کر دیا کپڑے اور سوئی دھاگہ رکھ لیا۔ معنیٰ یہ ہے کہ قینچی کاٹنے کا کام کرتی ہے، سوئی دھاگہ جوڑنے کا کام کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ جوڑنے کے کس قدر قائل تھے۔ گو آپ قادری تھے مگر آپ کی فطرت پر چشتی رنگ نکھر کر دکھائی دیتا تھا۔ آپ خواجۂ خواجگان حضرت معین الدین حسن چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کو مسلک محبت و اخوت کا نام دیتے تھے۔ حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو شدید محبت تھی، کبھی کبھی محفل سماع میں شرکت بھی کرتے تھے۔ سماع کے اختتام پر خوب روتے تھے اور حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو یاد فرمایا کرتے تھے۔

حضرت فریدالدین مسعود شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے خانقاہی نظام کے بے حد ممنون تھے اور کہا کرتے تھے آپ کے دم قدم سے خانقاہوں کی زینت ہند میں برقرار ہے۔ حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی فیض و شغف حاصل کرتے تھے اکثر فرمایا کرتے تھے آپ کے امیر خسرو کا یہ احسان ہے کہ ہند میں دولت صلح اور اتحاد موجود ہے۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو عظیم شاعر، سنسکرت، عربی، فارسی اور ہندی کو متحد کرنے والا اتحادی، محبت کا مبلغ اور کئی

راگ راگنیوں کا موجد اور عظیم موسیقار تسلیم کرتے تھے۔ حضرت امیر خسرو کی تصنیف ''خالق باری'' کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ یہ کتاب فارسی، عربی، ترکی، ہندی زبانوں کی آمیزش اور اتحاد کا انمول خزانہ ہے۔

حضرت فریدالدین گنج شکر کی نصیحت

حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر تمام مریدوں کے درمیان بڑے ذوق و شوق سے کرتے اور فرماتے تھے کہ آپ کی بارگاہ میں سادھو، سنت، جوگی، سبھی آیا جایا کرتے تھے۔ آپ تمام غیر مسلم سنتوں سے نیکی، اخلاص حسن سلوک سے متعلق گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے نزدیک محبت اور خدمت خلق کو عبادت کا درجہ حاصل تھا۔ حضرت فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان سب کو بڑی محبت سے سنایا کرتے تھے چشتیہ سلسلے کا اصول یہ ہے کہ مسلم ہو یا غیر مسلم سب سے محبت کرنی چاہیے۔ سب کے ساتھ محبت کا رشتہ ہونا چاہیے کیوں کہ صبر و محبت ہمدردی، رواداری، ملنساری اور اخلاق حمیدہ کے اختیار کرنے والے سے ہر کوئی محبت کرتا ہے اور عاشق معشوق کے مذہب پر آ جاتا ہے۔ اکثر نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ بڑے ادب سے کیا کرتے تھے (فرمایا کہ) ایک بت پرست بت کی پوجا کر رہا تھا حضرت محبوب الٰہی نے یہ شعر پڑھا:

ہر قوم راست را ہے
دینے و قبلہ گاہے

سبحان اللہ! خلقت سے محبت کا جذبہ آپ کے خمیر میں ازل سے

موجود تھا۔ اکثر حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھ کر آپ محظوظ ہوتے تھے وہ شعر یہ ہے:

اے کہ زبت طعنہ بہ ہندو بری
ہم زوئے آموز پرستش گری

اور تیر چل چکا

قطب الاقطاب سید نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ آثار محل بیجاپور میں واقع تھی آپ کے در پر ہمیشہ ایک کتیا رہتی تھی جس کے دو بچے بھی تھے۔ ایک دن ایک بارسوخ عادل شاہی ملازم آپ کی ملاقات کے لئے آیا، ملاقات کے بعد جیسے ہی خانقاہ سے باہر نکلا، کتیا کا ایک چھوٹا سا بچہ اس کی راہ میں آ گیا، اس نے اس بچے کو ایک ایسی ٹھوکر ماری کہ بچہ دور جا گرا، بلبلا کر چلانے بھوکنے لگا اور اس کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی۔ حضرت قبلہ بنفس نفیس باہر تشریف لائے تو بچہ آپ کے قدموں میں آ کر چلانے لگا آپ نے بچہ کو اٹھا کر خادم کو آواز دی کہ اندر سے مرہم اور پٹّی لائے۔ خادم نے فوراً تعمیل کیا آپ نے اس کتیا کے بچے کی مرہم پٹی کی اور کتیا کے بچوں کو غذا رکھوا کر اندر چلے گئے۔ اسی رات اس رسوخ زادے کا بچہ نیند سے جاگ کر کتے ہی کی طرح بھونکنا شروع کیا اور صبح تک بھونکتا رہا۔ اس شخص نے دوسرے دن کئی حکماء کو بلا کر علاج اور مرض کا سبب دریافت کیا کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا، کئی دنوں تک اطباء نے علاج معالجہ کیا کوئی افاقہ نہ ہوا، مجبور ہو کر اس وقت کے کسی مجذوب کی خدمت میں پہنچا اور بچہ کو دکھایا، گمنام

مجذوب نے کہا تیر چل چکا ہے۔ اس کا واپس لینا تمہارے بس کی بات نہیں، اب وہیں جا جس کے کتیا کے بچہ کو تو نے ٹھوکر ماری تھی۔ امیر زادے کی سمجھ میں بات آ گئی اور پورا واقعہ یاد آ گیا۔

فوراً گڑگڑاتے روتے معافی مانگتے ہوئے بیٹے کو لے کر حضرت موصوف قبلہ کی خدمت میں گیا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ کیفیت جلال سے سرخ ہوئے جا رہے تھے مگر بھونکتے ہوئے انسانی بچہ کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گئے اور خادم سے فرمایا دو سیر دودھ اور پیالے لاؤ، خادم نے فوراً حاضر کر دیا۔ آپ نے ایک پیالہ دودھ لے کر کچھ خود نوش فرمایا، کچھ بچہ کو پلایا بچا ہوا دودھ کتیا اور اس کے بچے کو پلوایا۔ بچہ نے بھونکنا بند کیا اور انسانی حالت پر لوٹ آیا۔ امیر زادہ قدم بوس ہو کر چلا گیا۔

بیوہ کی فریاد

عادل شاہی مشیر ابوالحسن خان شیرانی کے پڑوس میں ایک بیوہ رہتی تھی، جس کا ایک باغیچہ تھا، اسی باغ کے پھلوں کی فروخت سے اس بیوہ بھوری بیگم اور اس کے بچوں کا گذارا ہوتا تھا۔ مشیر کا ایک جواں سال لڑکا اپنے دوستوں کے ہمراہ باغیچہ کے پھلوں کی فصل کو ناحق برباد کرتا تھا، بیوہ کے اعتراض پر کہتا تھا کہ میں اپنے باغیچہ کے پھلوں کو پتھر مار کر توڑتا ہوں اگر پتھر تیرے باغیچہ میں جا گرتے ہیں تو میں کیا کروں؟ بیوہ نے لاکھ منت سماجت کی مگر وہ نہ مانا کسی رات تمام فصل کو دوستوں کے ہمراہ نقصان پہنچا دیا۔ بیوہ پریشان ہو کر حضرت قبلہ کی خدمت میں آئی اور

روداد سنائی تو آپ نے غمگین ہو کر بھوری بیگم سے کہا ایک مٹھی مٹی اور ایک پتھر لانا، وہ لے آئی تو نہ جانے آپ نے کیا دم کر کے دیا اور کہا اس پتھر کو ظالم کے باغیچہ میں پھینک دے اور مٹی اس کے گھر کی طرف رخ کر کے اچھالا دے، مظلومہ نے حسب ارشاد کیا۔ ظالم کے باغیچہ کے تمام پھل پتھر کے ہو گئے اور اس کے گھر جو اناج کھانے پینے کا سامان جاتا دھول مٹی ہو جاتا۔ اس واقعہ سے عادل شاہی مشیر بہت پریشان ہو گیا اور کئی علماء سے رائے مشورہ کیا۔ کسی نے کہا یہ کسی کی بددعاء کا اثر ہے، کسی نے کہا جادو کیا گیا ہے، کسی نے کہا جنات کا انتقام ہے بہر کیف ہر طرح کی تدبیر کروایا سب کچھ بے سود ہو گیا۔

بالآخر لاچار ہو کر حضرت قبلہ سید نور محمد شاہ قادری علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر روداد سنایا۔ آپ نے غضبناک ہو کر حکم صادر فرمایا کہ تمہارے بیٹے کو بلاؤ۔ بیٹا بلوایا گیا اور وہ اپنی کرتوت کی معافی کا خواستگار ہوا۔ دوبارہ کسی کو بھی اذیت نہ پہنچانے کے وعدے کے ساتھ توبہ کی اور سرکار نے معاف فرما کر کہا کہ اس بیوہ کا سال بھر کا ہرجانہ دیا جائے۔ مشیر نے بخوشی قبول کیا۔ باغیچہ دیکھا اور گھر کا حال دیکھا دونوں اپنی اصلی حالت پر آ چکے تھے۔

مورتی کا خون کے آنسو رونا

ایک دن سرکار قبلہ کی بارگاہ میں چند پنڈت پہنچے اور کہا کہ ہمارے مندر میں ایک مورتی ہے جو خون کے آنسو رو رہی ہے، کئی جاپ کئی طرح کی پوجا ارچنا کی گئی۔ ہزار طرح معافی مانگی گئی مگر آنسو ہیں کہ تھمتے ہی نہیں۔ کہا

مہاراج ہم سے کیا خطا ہو گئی جو بھگوان ہم سے ناراض ہے، ہماری قوم میں ہر طرف ہاہا کار مچا ہوا ہے۔ لہٰذا کوئی تدبیر فرمایئے کہ مورتی اپنی اصلی حالت پر آ جائے۔ آپ نے اپنے مستعمل کوزے کا پانی ایک دوسرے کوزے میں ڈال کر مندر کے پنڈت کو دیا اور کہا کہ اس پانی کو مورتی پر بہاؤ۔ بس پانی کا بہانا تھا کہ مورتی سے خون کے آنسو بہنا بند ہو گئے۔ پنڈت حضرات دوبارہ آپ کی خدمت میں آ کر واقعہ سنایا اور پوچھا کہ یہ ماجرا کیا تھا، آپ نے کہا وہ ایک جن تھا جو یہ حرکت کر رہا تھا۔

عادل شاہ کا فال لینا

بسا اوقات اگر کوئی مہم درپیش آتی یا کوئی جنگی مرحلہ ہوتا تو عادل شاہ اکثر آپ سے فال لیتا تھا۔ ایک دن ایک طبق میں کاغذ قلم اور تیر رکھ کر بھیج دیا۔ تو سرکار قبلہ نے اس تیر کو توڑ کر دو ٹکڑے کر دیا اور کاغذ پہ لکھ بھیجا۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اور طبق کو واپس بھیج دیا۔ عادل شاہ بڑا دانا تھا اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہا میری جان بچ گئی۔ لہٰذا دشمن حملہ آور کے ساتھ صلح کر لی جائے۔

ایک اور فال لینا

بادشاہ نے آپ کی خدمت میں ایک طبق بھیجا جس میں ایک خنجر تھا۔ سرکار قبلہ نے خنجر مٹی میں گاڑ دیا، بدلے میں کئی طرح کے رنگ برنگ پھولوں کا ایک گلدستہ بنا کر بھیج دیا۔ مطلب یہ ہے کہ انسانی رشتوں کو کاٹا نہ جائے

بلکہ رنگ برنگ پھول سمجھ کر گلدستہ بنالیا جائے۔

آپ کی بارگاہ میں عادل شاہ کی حاضری

ایک دن نماز فجر کے بعد عادل شاہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر اولاد کی فرمائش کی۔ آپ نے دو چھوہارے دیئے اور کہا دولڑکے بیک وقت ہوں گے، ایک لڑکا ہمیں دے دینا کیونکہ وہ مردان خدا میں سے ہوگا۔ ہوا بھی یہی کہ چند مہینے کے بعد عادل شاہ نے ایک بچہ کو حضرت کے سپرد کیا۔ بچہ آپ کی خدمت میں تین سال رہا پھر اچانک غائب ہوگیا۔ بادشاہ کو خبر لگی پریشان ہوکر آپ کی خدمت میں آکر بچے کا حال پوچھا۔ حضرت نے بادشاہ کو پریشان دیکھ کر اپنی چادر سے ڈھک دیا اور پوچھا کہ دیکھئے آپ کا بچہ کہاں ہے؟ تو بادشاہ نے کہا مسجد اقصیٰ میں حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہشاش بشاش بیٹھا ہے۔ پھر آپ نے اپنی چادر بادشاہ کے جسم سے کھینچ لی۔ مغموم بادشاہ مسرور ہوکر آپ پر لاکھوں اشرفیاں نچھاور کرکے عوام میں تقسیم کروادیا۔

بادشاہ کے حرم خاص کے ستون اور کرامت

بادشاہ کے حرم خاص کے تمام ستون ایک رات اس قدر گرم ہوگئے کہ جیسے لوہا۔ بادشاہ پریشان ہوگیا کئی جوتشیوں اور نجومیوں سے معمہ کی تفتیش کروایا، معاملہ حل نہ ہوسکا۔ ہر کوئی پریشان تھا کہ آخر ماجرا کیا ہے؟ لاچار ہوکر بادشاہ نے آپ کی خدمت میں معروضہ پیش کیا۔ آپ نے کہا اے

بادشاہ وقت! چلو شہنشاہوں کے شہنشاہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا وقت آچکا ہے۔ ظہر کی اذان پکاری جاچکی تھی آپ نے نماز پڑھائی بادشاہ آپ کی اقتداء میں نماپڑھ رہا تھا۔ دوران نماز اس نے مشاہدہ کیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ کسی جنگ میں بادشاہ کی فوجیں ایک مہم پر مصروف پیکار ہیں، توپ بردار سے خطا ہوگئی اور توپ کا گولہ کسی مسجد کو جالگا اور مسجد منہدم ہوگئی، مسجد سے متصل اس مسجد کے بانی کامل ولی اللہ کا مزار تھا، وہ بزرگ عادل شاہی فوج کے تعلق سے بڑے غضبناک تھے، نماز کے بعد ہی عادل شاہ معافی کا خواستگار ہوا، نئی مسجد کی تعمیر کا وعدہ کیا اور اس بزرگ نے معاف کردیا۔ عادل شاہ کو حیرت ہورہی تھی کہ میں نے کیسی نماز پڑھی دوران نماز ہی صورت حال سے واقف ہوگیا۔ الغرض نماز کے بعد عادل شاہ حضرت سے مصافحہ ومعانقہ کے بعد معافی مانگ کر چلا گیا اور حضرت مسکرانے لگے۔ جب عادل شاہ اپنے حرم خاص میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ ہر چیز بحال ہوگئی ہے۔

نابینا کا بینا ہونا

عبدالمجید خان حضرت نور محمد شاہ قادری کا مرید تھا آپ سے ایک دن علم کیمیاء سے متعلق کچھ پوچھا تو آپ نے فرمایا اور کہا کہ یہ فن تمہارے کام کا نہیں مگر وہ در پردہ اس شوق میں مستغرق تھا۔ اپنے طور پر یہ کوشش کرتا ہی رہتا تھا۔ کئی اقسام کے کیمیاجات جلانا، بھٹی میں پھونکنا، اپلے جلانا وغیرہ کرتا ہی رہتا تھا۔ پتہ نہیں کیا کیمیاء جلایا، کیسی بھٹی جلائی جس کے دھوئیں سے اس کی آنکھوں کی روشنی چلی گئی۔ روتا چلاتا رہا اور بیوی

سے کہا کہ مجھے میرے پیرومرشدم کے پاس لے چلو، بیوی آپ کی بارگاہ میں نابینا کو لے کر آئی۔ آپ نے کچھ ناراضگی کا اظہار کیا، آنکھوں پر دم کیا اور کچھ دیر سورج کو دیکھنے کی ہدایت کی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اس قدر بینا ہوگیا اور خوش ہوکر آپ کے قدموں میں گر کر کہنے لگا کہ میری آنکھیں پہلے سے زیادہ روشن ہوگئیں۔ پھر آپ نے اس سے پوچھا کہ کس مجبوری کے تحت وہ یہ کام کیا کرتا تھا کہا کہ میری تین جوان بیٹیاں ہیں اگر کچھ کامیابی میسر آتی تو سوچا تھا کہ ایک چھوٹا سا مکان بھی بنالیتا اور بچیوں کی شادی بھی کرادیتا۔ یہ بات سن کر آپ نے ایک پتھر منگوایا۔ ایک پتیلی پانی منگوایا، پانی پر چند بار درودونور پڑھ کر دم کیا اور پتھر کو اس پتیلی میں رکھ کر پتیلی کا منہ کپڑے سے باندھ کردے دیا اور کہا کہ اسے گھر جا کر کھولنا۔ سبحان اللہ! گھر جا کر وہ جیسے ہی پتیلی کھولا اور پتھر نکالا تو پورا پانی غائب تھا مگر پتھر سونا بن چکا تھا۔ جس سے خان صاحب نے اپنی ہر ضرورت پوری کر لی۔

ایک ستار سے اللہ اللہ کی آواز آنا

آپ کے مریدوں میں ایک ستار کا ماہر استاد تھا۔ جب وہ ستار بجاتا تھا تو سماں باندھ دیتا تھا۔ کبھی کبھی آپ کی بارگاہ میں بھی بجایا کرتا تھا۔ آپ نے کسی دن اسے اپنا ٹوٹا ہوا عصا دیا۔ ستارنواز لے گیا اور ٹوٹے ہوئے عصاء کے کچھ ٹکڑے اس نے تبرکاً اپنے ستار میں جڑ دیا اور وہ ستار ایک ہند و پنڈت کو بیچ دیا۔ جیسے ہی پنڈت نے اس ستار کو چھیڑا تو ستار کے تاروں

سے اللہ اللہ کی آواز آنے لگی، پنڈت حیران ہوکر مسلمان ستارنواز عبدالحلیم خان صاحب (جس نے ستار بیچا تھا) سے رجوع کیا آپ نے بھی ستار کو چھیڑا تو اللہ اللہ کی آواز آئی۔ دونوں ستارنواز پریشان ہوکر حضرت نور محمد شاہ قادری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے۔ ماجرہ سنا کر ستار کو چھیڑا۔ وہاں موجود تمام مریدوں پر اللہ اللہ کا غلبہ طاری ہوگیا ہر شخص بے خود ہوکر اللہ اللہ پکارنے لگا، پنڈت کے زبان سے بھی بے ساختہ اللہ اللہ نکلنے لگا۔ حضرت موصوف نے معاملہ کا تصفیہ کیا اور بتایا کہ جو چیز اللہ کے دوست کے قصبے میں آجاتی ہے وہ بھی اللہ کا دوست بن کر اللہ اللہ کرتی ہے۔ بالکل اسی طرح ہمارے عصاء کی برکت سے یہ ستار بھی اللہ اللہ کر رہا ہے۔ یہ کرشمہ دیکھ کر پنڈت فوراً مسلمان ہوگیا۔

یوم عاشورہ کی کرامت

ایک مرتبہ ماہ محرم یوم عاشورہ میں شہداء کربلاء کی شان میں تعزیتی جلسہ منعقد کیا گیا تھا۔ شاہی دعوت پر آپ بھی جلسے میں شریک تھے۔ علماء کے بیانات شہداء کرام کی شان میں ہو رہے تھے، قصیدے پڑھے جارہے تھے، رزمیہ پڑھی جارہی تھی اور آپ سنتے رہے۔ ایک شیعہ عالم نثار علی تقریر کر رہا تھا۔ دوران تقریر اس نے توہین رسالت وصحابہ کرام بھی کیا۔ جلسہ میں کئی شیعہ علماء بھی تھے جو سبحان اللہ کہہ رہے تھے۔ جب آپ کو تقریر کے لئے بلایا گیا تو آپ نے بسم اللہ پڑھی اور صرف اتنا کہا کہ خدا کرے گستاخان صحابہ کرام اور رسول اللہ ﷺ کی زبانیں گونگی ہوجائیں۔ ان کی پگڑیاں اچھل

جائیں۔بس پھر کیا تھا جلسے میں افراتفری مچ گئی۔گستاخوں کی زبانیں گونگی ہوگئیں۔ان کی پگڑیاں لوگوں کے قدموں میں اچھلنے لگیں اور آپ اسی کیفیت جلال میں واپس تشریف لائے۔جب یہ خبر عادل شاہ کو پہنچی تو بہت دکھی ہوا۔اور تمام علماء کی شاہی امداد فوراً بند کردیا۔آپ سے معافی کا خواستگار رہوا۔کہا کہ ان کے حق میں دعا فرمائیں تاکہ وہ صحت یاب ہوجائیں تو آپ نے جواب دیا اللہ کا حکم چل چکا ہے۔اب اسے میں نہیں لوٹا سکتا اب یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں ہے اتنا کہہ کر آپ اپنے کمرے میں چلے گئے۔ایک مہینے تک یہی حال رہا آخرکار تمام گستاخوں نے فیصلہ کیا کہ پھر حضرت قبلہ کی بارگاہ میں معافی طلب کی جائے۔زبانیں تو گونگی تھی ایک معروضہ لکھ کر آپ کی خدمت میں لائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ نئے سرے سے نبی کریم ﷺ پر ایمان لایا جائے تمام صحابہ کرام کو حق گو، حق پسند، حق طلب صدق دل سے تسلیم کیا جائے۔من ہی من میں گیارہ ہزار کلمہ طیب اور گیارہ ہزار درود شریف کا ورد اس وقت تک کیا جائے جب تک کہ تم نے جن حضرات قدسیہ کی بے حرمتی کی ہے تم ان کی بارگاہ میں روحانی جثہ کے ساتھ پہنچ کر معافی طلب نہ کرو۔اور اگر وہاں سے تم معاف نہ کئے گئے تو تمہاری سات پشتیں گونگی بہری ہی پیدا ہوں گی۔تمام گستاخوں نے حسب ارشاد عمل کیا۔نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی بزم میں تمام حضرات پہنچے اور معافی تلافی حاصل کرلی اور اپنی اصلی حالت پر آ گئے۔مذکورہ گستاخوں میں کچھ پائے کے شیعان علی اور علماء بھی تھے طبقۂ علماء شیعہ میں انتشار کا عالم تھا کیوں کہ جو کل تک شیعہ علماء تھے آج شیعیت کے خلاف کھڑے ہوگئے

تھے۔سنّی علماء خاموش تھے،سنی علمائے ظاہر ہزار کوششوں کے باوجود شیعہ علماء پر غلبہ حاصل نہ کرسکے۔مگر حضرت موصوف کی زبان مبارک سے نکلا ہوا تیر اپنا کام کر گیا سنّی علماء دیکھتے ہی رہ گئے۔

مراقبہ میں حضور اکرم ﷺ کا تشریف لانا

ایک رات تمام مریدین کو آپ نے اپنی خانقاہ میں مراقب کیا اور خود اپنے حجرۂ خاص میں جا کر مراقب ہوگئے۔دیکھتے کیا ہیں کہ نبی کریم ﷺ آپ کو مدینہ منورہ میں حاضری کی دعوت دے رہے ہیں اور آپ انتہائی مسرور ہو کر بے ساختہ یہ شعر پڑھتے رہے۔

لا یمکن الثّناء کما کان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

اس شعر کو بلند آواز میں تکرار کے ساتھ پڑھتے رہے۔کچھ دیر بعد آپ تمام مریدین کے درمیان آ گئے اور مریدوں سے فرمایا اس شعر کو پڑھو اور بارگاہ مصطفوی ﷺ میں سر تسلیم خم کرکے واپس آ جاؤ۔تمام مریدین حسب ارشاد عمل کرکے حضرت قبلہ کے سرور میں شامل ہو کر واقعہ کا حال دریافت کیا۔آپ انتہائی مسرور ہو کر مریدین کے درمیان حالت وجد میں کہنے لگے کہ مجھے میرے آقا نے اپنی بارگاہ میں بلایا ہے۔لہٰذا ہمارے سفر کا انتظام کیا جائے۔

مدینہ منورہ کے لئے روانگی

آپ کچھ ضروری اشیاء اور اپنے سات جاں نثاروں کے ہمراہ مقدس سفر پر نکل پڑے اور بیجاپور سے گجرات تک کا سفر گھوڑوں کی مدد سے کیا۔ گجرات میں آپ سب سے پہلے احمد آباد تشریف لے گئے۔ آدھی رات گذر چکی تھیں آٹھ حضرات پر مشتمل یہ مختصر سا قافلہ قطب الاقطاب حضرت یعقوب حسینی علیہ الرحمہ کے آستانہ مبارک پر تشریف لے گیا۔ کھانے پینے کی اشیاء راستے ہی میں ختم ہو چکے تھیں تقریباً سبھی حضرات بھوکے تھے اتنے میں کیا دیکھتے ہیں ایک حسین وجمیل جماعت آپ کی منتظر تھی۔ آستانے کا دروازہ کھلا ہوا تھا آپ نے فاتحہ پڑھی دعائیں فرمائیں۔ آپ کے ساتھ اجنبی جماعت کے حضرات بھی آمین آمین کہہ رہے تھے۔ بعد فاتحہ آپ اجنبی جماعت کے امیر سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ تم ہم میں سے نہیں ہو مگر ہم جیسے لگتے ہو یہاں کیوں آئے ہو؟ جماعت کے امیر کا نام غلام علی تھا جو جنات کا بادشاہ تھا کہا ہم سب قوم اجنہ سے ہیں اور آپ کے دادا حضور کے خدام ہیں کئی سالوں سے خدمت کرتے ہیں اور ہم کو حکم ہوا ہے کہ آپ کے قیام وطعام کا انتظام کیا جائے۔ پہلے چل کر کھانا کھالیجئے پھر ہم اپنی حاجت بیان کریں گے۔ آپ اپنے مریدوں کے ہمراہ آستانہ کے باہر بیٹھ کر کھانے سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا حاجت بیان کرو؟ جن غلام علی نے کہا کہ ہمیں اپنے حلقہ ارادت میں شامل کر لیجئے گا؟ کیونکہ یہ حکم آپ کے دادا حضور کا ہے کہ ہم آپ سے بیعت کریں اور آپ سے علم حاصل

کریں۔ لہٰذا آپ نے ساڑھے تین سو جنات کی جماعت کو اس شرط کے ساتھ حلقۂ بیعت میں لیا کہ اللہ کی کسی بھی مخلوق کو تاحیات نہ ستایا جائے، راستہ بھولے بھٹکے لوگوں کی رہبری کی جائے، خدمت خلق کو عبادت سمجھ لیا جائے تو جماعت اجنہ نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کیا اور آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے۔

علی الصبح اس وقت کے سجادہ نشین تشریف لائے دیکھا کہ آستانہ مبارک کھلا ہے اور آپ مع مریدین مراقبہ میں مصروف ہیں اور فجر کی اذان سن کر آپ اپنی حالت پر آ گئے۔ سجادہ نشین آپ کے تایازاد بھائی تھے تمام حضرات کو حجرۂ خاص میں لے گئے۔ ناشتہ وغیرہ کا انتظام فرمایا۔ بعد فراغت حال وکیفیت پوچھی کہا کہ مدینہ منورہ کا قصد ہے۔ آپ کے تایازاد بھائی نے کچھ دن احمد آباد میں رکنے کی درخواست کی تو آپ نے تسلیم کر لیا اور تقریباً تین مہینے احمد آباد میں رہے اور آپ کی ملاقات کیلئے اس وقت کے نامور علماء، صلحاء اور صوفیان کرام تشریف لاتے رہے آپ اپنے سے بڑوں کی تعظیم کرتے اور ان سے نصیحت طلب کرتے تھے جو آپ سے چھوٹے ہوتے ان کو نصیحت کرتے تھے۔

ایک بوڑھے فقیر کا سوال

ایک بوڑھا مجذوبانہ کیفیت میں آپ سے ملاقات کے لئے آیا اور کچھ عجیب سا سوال کیا۔ پوچھا یہ نور محمد کون ہے؟ کہا نہیں معلوم! پوچھا تم کون ہو؟ کہا نہیں معلوم! پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ کہا نہیں معلوم! پوچھا کہاں

جانا چاہتے ہو؟ کہا نہیں معلوم! پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ فقیر نے جھلا کر کہا ارے نہیں معلوم! نہیں ہو گئے ہو تو ہستی میں کیا کر رہے ہو؟ نہیں! نہیں! نہیں! اللہ۔ اللہ۔ اللہ کہتا ہوا چلا گیا۔ اس فقیر کے جانے کے بعد تمام حضرات نے پوچھا؟ حضور یہ فقیر آپ سے کیا پوچھ رہا تھا؟ کہا کہ اللہ کا پتہ پوچھ رہا تھا سبحان اللہ! یہ ہوتی ہے اللہ والوں کی زبان۔

جماعتِ علماء کا آپ کی خدمت میں تشریف لانا

ایک دن گجرات کے نامور عالم فقیہ مولانا عزیز اللہ صاحب آپ کی خدمت میں کچھ علماء کے ساتھ حاضر ہوئے۔ حضرت نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا آپ کے اخلاق مکمل سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے پرتو تھے۔ مولانا موصوف نے ادباً سوال کیا کہ آپ کس مسلک سے تعلق رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا مسلکاً میں قادری ہوں، میرے اخلاق چشتی ہیں ہمارے بزرگ حنبلی بھی رہے، شافعی بھی رہے، میں حنفی ہوں۔ یہ میرا مذہب تھا اور ہے اب ایک اور مذہب کو قبول کر چکا ہوں۔ مولانا موصوف نے پوچھا وہ کیا ہے؟ آپ نے کہا میرا مذہب محبت، امن و امان اور خدمت خلق ہے۔ میرے نزدیک مذہب محبت ہی مذہب اسلام کی جان ہے۔ مولانا نے کہا سبحان اللہ! ہمیں بھی اپنے حلقۂ ارادت و محبت میں شامل کر لیجئے علماء کی تمام جماعت نے آپ سے بیعت کیا بعد فراغت آپ نے ذکر و اذکار، فکر و افکار اور مراقبات کے طریقے سمجھائے۔

مولانا عزیز اللہ صاحب کا عجیب سوال

آپ نے سوال کیا: اَ لَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (یونس۱۰:۶۲، پارہ۱۱) ظاہری معنی تو ہم جانتے ہیں مگر اس کا حقیقی معنی کیا ہے؟ سینکڑوں افراد آپ کے روبرو تشریف فرما تھے تو آپ نے کہا اس سوال کو اکیلے میں پوچھو۔ مولانا صاحب نے اصرار کیا کہ حضور اچھا ہے کہ تمام اہل جلسہ اس سوال کے عرفان سے واقف ہو جائیں اس لئے تمام ہی کے روبرو ہمیں اس آیت کریمہ کے عرفان سے آگاہ فرمایئے۔ حضرت نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ دیکھو! تمام حاضرین دروازہ کی طرف دیکھنے لگے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں تمام حاضرین کی سانسیں پھولنے لگیں حضرت عزرائیل علیہ السلام اپنی اصلی ہیئت و شکل میں آ رہے تھے کئی افراد بے ہوش ہو گئے آپ حقیقی شکل کا دیدار شاید برداشت نہ کر سکے۔ علماء کی تمام جماعت بے ہوش و بے سدھ پڑی تھی آپ اور آپ کے ساتھی مسکرا رہے تھے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کی واپسی کے بعد آپ نے بیہوش حاضرین سے کہا سب ہوش میں آ جایئے وہ چلے گئے ہیں۔ تقریباً پورا مجمع ہوش میں آ چکا تھا پھر علماء سے مخاطب ہو کر سرکار قبلہ نے فرمایا اللہ کا ولی وہ ہوتا ہے جو نہ موت سے ڈرتا ہے نہ خوف زدہ ہوتا ہے۔ نہ جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل سے ڈرتا ہے کیونکہ اللہ کا ولی اشرف المخلوق ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اشرف المخلوقات سے مراد ہر عام انسان نہیں بلکہ خاص اولیاء اور انبیاء ہیں۔ اولیاء اور انبیاء نہ کسی چیز کو پا کر

خوش ہوتے ہیں نہ کچھ کھو کر غمگین ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ! اولیاء اللہ کی یہ شان ہے تو انبیاء کرام کی کیا شان ہوگی؟

والیٔ گجرات سلطان محمود کا بیٹا آپ کی خدمت میں

شہزادۂ گجرات گردے کے عارضہ میں مبتلا تھا۔ علاج و معالجہ کروایا گیا۔ آپ کی شہرت سن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔ آپ نے اپنے چچازاد بھائی سید محمد باعلوی سے کہا قصاب سے دو تازہ بکرے کے گردے منگوالو۔ حسب ارشاد سید صاحب قصاب سے دو گردے لائے۔ سالم گردے دھو دھلا کر ابال کر رکھ لئے گئے جیسے ہی شہزادہ آیا سرکار قبلہ نے شہزادے کے سامنے گردے پیش کیا اور کہا کہ اسے کھا لیجئے۔ شہزادے نے دونوں گردے کھا لیے۔ درد گردہ فوراً موقوف ہوگیا اور پیشاب کی تنگی کی جو شکایت تھی وہ بھی فوراً رفع ہوگئی۔ شہزادے نے درخواست کی کہ پیشاب کی شدت ستا رہی ہے۔ آپ نے بیت الخلاء جانے کی اجازت دی اس نے کھل کر پیشاب کیا اور فارغ ہو کر وضو کیا اور آپ کے قدموں میں گر کر رونے لگا اور کہا کہ میں مکمل شفایاب ہوگیا ہوں۔

واپس جاتے ہوئے اپنے شاہی محل میں ایک بار تشریف لانے کی درخواست کی۔ سرکار قبلہ نے فرمایا شہزادے شہنشاہ فقیر کی دعاؤں کا محتاج ہوتا ہے، فقیر شہنشاہ کا محتاج نہیں ہوتا، شہزادہ نے شرمندہ ہو کر جاتے ہوئے دو اشرفیوں کی تھیلیاں آپ کی خدمت میں پیش کیں، آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور آپ نے تھیلیوں کا منہ کھول کر الٹ دیا تو وہ اشرفیاں کیڑے

مکوڑے کی شکل میں تبدیل ہو چکی تھیں۔ شہزادہ شرما کر آپ سے مرید ہوا، نصیحت پا کر واپس لوٹ گیا۔

گجرات کے عظیم بزرگ سید محمد شمس سے ملاقات

سید محمد شمس رحمۃ اللہ علیہ حضرت یعقوب حسینی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو تشریف لائے زیارت سے فارغ ہو کر سرکار نور محمد شاہ قادری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سرکار قبلہ پرتپاک انداز میں آپ سے بغل گیر ہوگئے کیونکہ حضرت شمس رحمۃ اللہ علیہ آپ کے قریبی رشتہ دار بھی تھے۔ آپ نے گجرات کی طرف آنے کا قصد معلوم کیا تو حضرت نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے مدینہ منورہ طلب فرمایا ہے۔ حضرت سید شمس نے فرمایا حضرت سمندری سفر بڑا دشوار ترین ہوگیا ہے۔ برٹش پرتگالی فرانسیسی افواج جنگ و محاربات میں اُلجھ کر ہر بحری بیڑے کو لوٹ رہے ہیں لوگوں کو قتل کر رہے ہیں اس لئے بہتر ہے آپ اپنے قصد سفر کو ملتوی کر دیں تو آپ نے برجستہ فرمایا میرے آقا و مولا ﷺ بلائیں اور غلام نہ جائے یہ کیسے ممکن ہے۔

گجرات میں تین مہینوں کے قیام کے بعد

گجرات میں تین مہینوں کے قیام کے دوران کئی غیر مسلم حضرات نے آپ کے مذہب محبت کو قبول کیا اور آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوگئے۔ آپ نے نصیحت کی کہ زندگی اور موت کے درمیان موقعہ کو وقت نماز سمجھ کر گذارنا چاہیے۔ تمام مریدوں سے فرمایا کہ زندگی کو غنیمت

سمجھے اور خدمت خلق کو اپنا مشرب بنالے اور امن آشتی کے لئے کام کریں۔عادل بادشاہ کی اطاعت کریں،ظالم بادشاہ کے سامنے حق کہنے سے ہرگز گریز نہ کریں چاہے وہ قتل کردے ورنہ آج نہیں تو کل ضرور مرنا ہے۔ مردحق آگاہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مرتا ہے موت کا نام سنکر بزدل مرتے ہیں۔آپ نے ہزارہا مریدوں اور مسلمانوں سے بطور خطاب نصیحت فرمائی۔

نصیحت آمیز کلمات اور مقام محبت

فرمایا ہر مذہب کی روح محبت ہے:

کُنْتُ کَنْزًا مَّخْفِیًا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق۔

''میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس محبت کے اظہار کیلئے میں پہچانا جانا چاہا تو مخلوق کو پیدا کیا۔''

فرمایا یاد رکھو! خلقت کا اظہار صرف محبت کے لئے ہوا ہے، محبت ہر عبادت کی جان ہے بغیر محبت کے عبادت مردہ ہے۔فرمایا صادقین سے محبت کا انداز سیکھو اور محبت کرنے والے ہو جاؤ۔جو برا ہے اسے محبت سے جیت کر اس کی برائی کو اچھائی میں بدلنے کی کوشش کرو۔اگر محبت نہیں کرسکتے تو نفرت بھی نہ کرو۔اللہ سے محبت اور اللہ کے بندوں سے نفرت، محبوبوں کا شعار اور شیوہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔جو خدا سے محبت کرتا ہے وہ خدا کی مخلوق سے نفرت نہیں کرسکتا۔خدا کا اقرار اور اس کی قدرت کا انکار کفر ہے۔

دراصل صوفیان کرام کے نزدیک جذبۂ کفر ہی نفرت کا نام ہے اور ایمان محبت کا نام ہے۔فرمایا بندہ خدا کے محبوبوں میں اس وقت تک شامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا نامۂ اعمال نفرت نام کے گناہ سے پاک نہیں ہوجاتا۔خاصان خدا کے نزدیک محبت کا درجہ بہت عظیم ہے۔تم جس دین کے پیروکار ہو یعنی اسلام، اسلام سلامتی کا نام ہے، سلامت رہنے والی چیز صرف محبت ہے۔مٹنے والی چیز کا نام نفرت ہے۔

جس کی فطرت میں خدا کی محبت اور خدا کی قدرت سے نفرت کا جذبہ ہے وہ منافق ہے اور منافقت کفر کی بدترین شکل ہے۔فرمایا حقیقی محبت لافانی ہے۔فقراء محبت خدا سے حقیقی اور قدرت سے مجازی محبت کرتے ہیں جو نفرت سے پاک ہوتی ہے۔فقیر محبت، محبت کے سوا نہ کچھ رکھتا ہے نہ قبول کرتا ہے۔فقیر محبت کا مذہب یہ ہوتا ہے کہ محبوب کی نظر میں ہمیشہ محبوب رہے اور ہمیشہ یہ فکر کرتا ہے کہ کہیں محبوب اسے نظر سے نہ گرادے۔

فرمایا: جو محبت کا بندہ ہوتا ہے وہ ماتھے کی آنکھوں سے محبوب حقیقی کا دیدار کرتا ہے۔

فرمایا: محب وہ ہے جو محبوب کی محبت میں کن کہے تو فوراً ہو جائے۔ حال قال، سمع، بصر اور کلام محبت سے خالی نہ ہو۔

فرمایا: اللہ کے تمام صفات کا مظہر محب ہوتا ہے اللہ کی ذات کا مظہر محبوب ہوتا ہے، محبت، محب اور محبوب کے علم، اخلاق اور سیرت کے مجموعہ کا نام اسلام ہے۔جو اس اسلام کا پیروکار نہیں اس کا اسلام نفاق سے خالی نہیں ہوتا۔محب محبت کی کرامت کے قبضے میں ہوتا ہے اور محبت محبوب کے

جلوؤں میں ہوتی ہے۔

فرمایا: محبت کا فقیر ازل سے ابد تک محبت کے اختیار میں ہوتا ہے اور وہ محبت کے خلاف ہرگز نہیں کرسکتا۔

فرمایا: محبت کا انجام ہیبت (قربت کا ایک مقام) کے سوا کچھ نہیں دراصل یہ ہیبت ہی محبت کا دوسرا نام ہے اور محبت کے ہیبت زدہ کے نزدیک دل آزاری سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔

فرمایا: انسان اسے کہتے ہیں جس کے ہر رگ و ریشہ میں صرف محبت ہی سرایت کرے۔ اگر انسان کا دل محبت سے خالی ہے تو وہ ویران قبرستان کی مانند ہے۔

فرمایا: محبت معرفت کی آنکھ ہے جس سے فقیر محبت ہر چیز میں اپنے محبوب کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جو محبوب سے محبت کرتا ہے وہ محبوب کی قدرت سے نفرت نہیں کرسکتا کیونکہ محبوب کی قدرت محبوب کے وجود کی مانند ہے۔

فرمایا: محب وہ ہے جس کے وجود میں محبت کے سوا کچھ نہ ہو اور محبت اسے کہتے ہیں جس میں محبوب کے سوا کچھ نہ ہو یہی اشارہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں پوشیدہ ہے۔ اس لئے اثبات سے پہلے ''لا'' نفی کا اشارہ ہے اس اشارے کو اہل محبت کے دل سمجھتے ہیں، بس یہی فرق اقرار باللسان اور تصدیق میں ہے۔

فرمایا: محب اس وقت تک عارف نہیں ہوسکتا جب تک وہ محبت حقیقی کا دیدار نہیں کرلیتا۔

فرمایا: محبت کیا ہے؟ محب کیا ہے؟ محبوب کیا ہے؟ انسان میں محبت ہی محب کی شکل میں تبدیل ہوتی ہے۔ محب ہی محبوب کی صورت اختیار کرکے یکتا اور تنہا ہوجاتا ہے اور قدرت کے ہر آئینے میں خود اپنا دیدار کرتا ہے۔ ''انا انت وانت انا'' کا یہی راز ہے۔

فرمایا: خدا سے محبت، خدا کے بندوں سے نفرت۔ یہ ایسا گناہ ہے جسے قبر کی مٹی بھی نہیں مٹا سکتی ہے۔

فرمایا: محب محبت میں اکثر مغموم رہتا ہے اور منتظر رہتا ہے کہ کب محبوب بلائے۔

فرمایا: محب وہ ہے جس کے در سے سائل سوال کرنے سے پہلے وہ سب کچھ پالے جس کے لئے وہ سوالی بن کر آیا تھا۔ محبت یہ ہے کہ دونوں جہان کی کسی چیز کو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔

فرمایا: محب اہل محبت سے محبت کرتا ہے، اہل نفرت کو محبت سے بدل کر مذہب محبت میں لے آتا ہے اور حقیقی تبلیغ یہی ہے یعنی مبلغ کا معنی محب ہے۔

فرمایا: محب کی عبادت، محب کی زندگی، طعام و قیام تمام کی تمام محبت ہے۔ اس کے بغیر محب ایک پل بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔

فرمایا: محب وہ ہے جو مخلوق کی اذیت اور تکلیف سے نہ کبھی رنجور ہو نہ ایک پل کے لئے محبت سے مہجور ہو۔

فرمایا: محب وہ ہے جو محبوب کی محبت میں رات کو مرتا ہو اور صبح کو زندہ ہوتا ہو۔

فرمایا: محبت کیا ہے؟ محب کیا ہے؟ محبوبیت کیا ہے؟ نفس سے مردہ ہونے کا نام محبت ہے۔ دیدار محبوب سے زندہ ہونے کا نام محب ہے۔ محبوب میں فنا ہو کر محبوب کی صورت میں متشکل ہونے کا نام محبوبیت ہے۔

صوفیان کرام کے نزدیک رویت باری تعالیٰ کا معنی ان تینوں مقامات میں پوشیدہ ہے۔

فرمایا: اہل محبت میں محبت بولتی ہے، محبت سنتی ہے، محبت چاہتی ہے اور محبت کرتی ہے یعنی محب کی ہر حرکت میں محبت ہی محرک ہوتی ہے۔

فرمایا: جس محب کے دل میں محبت کے خلاف اگر کوئی وسوسہ آ جائے تو اس کا نام اہل محبت کی فہرست سے کاٹ دیا جاتا ہے اور ایسا شخص فرقت کی آگ میں اس وقت تک جلتا ہے جب تک کہ اس پر کسی محب کی نظر نہیں پڑ جاتی۔

فرمایا: گذرے ہوئے اوقات کی تجلیات کی یاد اگر دل کو راحت پہونچاتی ہو اور وہ اسی میں مسرور ہو تو ایسے شخص کا دعوائے محبت راسخ نہیں ہوسکتا کیونکہ محب ہر لمحہ محبت کی تجلی سے مرتا ہے اور ہر لمحہ ایک نئی زندگی کے ساتھ زندہ ہوتا ہے۔ زندگی اور موت کے درمیان اس سلسلے کا نام ہی محبت ہے اور محبوب کی یہی تو ادائیں ہیں جس پر محب قربان ہوتا رہتا ہے۔

فرمایا: محبت ایک بحر بے کنار ہے اور اہل محبت قطروں کی مانند ہوتے ہیں جب سمندر سے ملتے ہیں خاموش ہو جاتے ہیں۔ محب محبت کے لئے ہے اور محبت محبوب کے لئے ہے۔ اس راز کو اہل درد کے سوا کون جانتا ہے۔

فرمایا: محب کی جان میں دونوں عالم ہیں دونوں عالم کی جان محبت ہے اور محبت محبوب کی آنکھوں کا سرمہ ہے۔

فرمایا: محب کی نماز محبت کے مصلے پر ادا ہوتی ہے اور محبت کا مصلیٰ محبوب کے قدموں میں بچھا ہوتا ہے۔ اسی کو الصلوٰۃ معراج المؤمنین کہتے ہیں۔

فرمایا: اہل محبت کے لئے محبت موت ہے اور یہ وہی پل ہے جو محبوب سے ملا دیتا ہے۔ محبت کے بغیر زندگی، طاعات اور حسنات سب کچھ دکھاوہ ہے اور دکھاوہ حیرت ترین تماشہ ہے۔

فرمایا: محبت محبوب سے ہوتی ہے اور محبوب کی جلوہ گاہ دل انسان ہے۔ اس لئے کسی کو ذلیل نہ کرو دلوں کی عزت کرو، ورنہ محبوب غضبناک ہو جائے گا۔

فرمایا: محبت کے عارف ہر سانس میں عرش کا طواف کرتے ہیں اور اہل محبت کی خاموشی کو اہل عبادت نہیں سمجھ سکتے۔

فرمایا: اہل محبت سے دونوں عالم روشن ہیں، اہل محبت کے بغیر یہ دنیا تاریکیوں کا گھر ہے اور اہل محبت سے یہ دنیا آباد ہے ورنہ کب کی برباد ہو چکی ہوتی۔ اہل محبت کی نظر سے جہنم کانپتی ہے۔ اہل محبت کے دل عرش کا طواف کرتے ہیں اور عرش اہل محبت کی قبروں کا طواف کرتا ہے۔

فرمایا: اہل محبت کی پہچان چار چیزوں سے ہوتی ہے:

(۱) فقیر میں تونگری۔

(۲) فقر و فاقہ کا طعام۔

(۳) غم میں راحت۔
(۴) ہر ایک سے صلح اور محبت۔

فرمایا: آنے اور جانے کے درمیانی وقفہ کا نام زندگی ہے، اس وقفہ میں کس نے کیا کیا، کیا پایا کیا کھویا، اس حقیر راز سے بھی اگر انسان غافل ہو جائے تو اسے انسان کہنا ہی انسان کی توہین ہے۔

فرمایا: یہ دنیا سانپوں کے ڈسنے سے بے موت مر جاتے ہیں۔

سبحان اللہ! آپ کی اس تقریر کے بعد مجمع میں ایک جید عالم دین عبدالعلی خان صاحب کھڑے ہو گئے اور معروضہ پیش کیا کہ اس جلسہ میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو آپ سے کچھ سوالات پوچھنا چاہتے ہیں۔ خدارا جواب سے مطمئن فرمایئے گا؟ حضرت نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا پوچھئے جو پوچھنا ہے۔ حضرت عبدالعلی خان صاحب نے پوچھا!

سوال: دنیا کیا ہے؟

جواب: محب، محبت اور محبوب کے سوا جو کچھ ہے وہ دنیا ہے۔ دیدار و وصل محبوب ہی جنت اور نعمہائے جنت ہیں۔ محبت کے سوا جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے وہ دنیا ہے اور یہ دنیا اور صاحب دنیا دونوں فانی ہیں اور جو کچھ دلوں کی دنیا سے باہر ہے وہ بھی دنیا ہے اس کی محبت ہی نار ہے اور ناری جہنمی ہے۔ نفس کا مذہب دنیا ہے اور روح کا مذہب محبت ہے۔ دنیا کے شب و روز سے اگر تو محبت کے بغیر گذر جائے تو قبر کے اندھیرے میں تنہا ہو جائے گا۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ۔ ''ترجمہ: دنیا کا

سرمایہ تھوڑا سا ہے۔''

سوال: اللہ سے محبت کس طرح کریں؟

جواب: محبت ایک ازلی دولت ہے جو اللہ کی جانب سے بندے کی فطرت میں پوشیدہ رکھی جاتی ہے اور یہ کاملین صالحین کی صحبت اختیار کرنے سے بیدار ہو جاتی ہے۔ جو دل محبت کے لئے پیدا ہوتے ہیں ان کے مقامات بدل جاتے ہیں اور آخری مقام پر قلب سلیم حاصل ہوتا ہے اور یہ دل محبوب کے سوا کسی اور کے لئے ہرگز نہیں دھڑکتا، اگر دھڑک گیا تو ایسا شخص مرتبہ محبت سے گر جاتا ہے۔

سوال: ہم سب اللہ کی مخلوق ہیں۔ ہم انسان ہیں، پیدا ہونے اور مرنے میں سب برابر ہیں تو یہ فرق و تفاوت کیوں؟

جواب: اللہ نے انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ عطا کر کے انسانی قلب کے ساتھ نفس کو بھی کچھ اختیارات کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ قلب محبت کے لئے اور نفس محبت کی خلاف ورزی کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس فعل میں انسان کا امتحان مقصود ہے کہ انسان محبت حقیقی کو اختیار کرتا ہے یا محبت نفس میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ دل محبت کا مظہر ہے، نفس نفرت کا مظہر ہے۔ ایک محبت پسند کرتا ہے تو دوسرا نفرت پسند کرتا ہے دراصل انسان کو یہ لڑائی اپنے اندر لڑنی ہوتی ہے یعنی انسان کو اپنے اندر مجاہدہ کرنا ہوتا ہے۔ محبت کی جیت سے انسان کامیاب ہو کر محبوب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ نفرت کی جیت سے انسان وحشی جانور بن کر اہل

محبت کی عداوت میں زندگی گذارتا ہے اور جہنم کا حقدار ہو جاتا ہے۔اس لئے انسان کو محبوب سے محبت کرنا چاہیے، محبت کے سوا کسی بھی چیز سے سمجھوتہ نہیں کرنا چاہیے۔

سوال: نفرت اور محبت کی لڑائی میں ہر کوئی محبت کے ساتھ کامیاب نہیں ہوسکتا اس وقت ہم کیا کریں؟

جواب: اللہ نے عام انسانوں کی مدد کے لئے انبیاء کرام (علیہم السلام) کو پیدا کیا پھر اولیاء کرام، صالحین، متقین (رحمہم اللہ تعالیٰ) کو عوام کے درمیان بھیجا تا کہ عوام ان کی طرف رجوع ہو کر نفرت پر محبت کی جیت کا ہنر سیکھ سکیں۔ اگر کوئی بدبخت اللہ کے بھیجے ہوئے نمائندوں کی مدد لینا پسند نہیں کرتا تو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ اس کی اپنی ازلی شقاوت ہے جو نفرت کیلئے پیدا ہوا ہے نفرت کے ساتھ جیا نفرت کے ساتھ ہی مر گیا تو انجام ظاہر ہے۔

سوال: کیا بندے کو محبت اور نفرت پر اختیار حاصل ہے؟

جواب: بندے کو اللہ نے علم وعقل عطا کر کے پیدا کیا ہے اور بندے کے علم وعقل کے مطابق اللہ کا کرم اور غضب حرکت میں آ جاتا ہے۔ بندے کا علم وعقل محبت کی طرف مائل ہو کر اللہ سے حسن ظن رکھتا ہے تو اس پر اللہ کے کرم کا فیض جاری ہو جاتا ہے اور اس کا دل محبت کو قبول کرنے کی استطاعت حاصل کر لیتا ہے۔اگر بندے کا علم وعقل محبت کے خلاف عمل کرتا ہے تو اللہ کا غضب اس بندے کے دل میں نفرت کی شکل میں ڈھل جاتا ہے۔محبت کا انجام محبت

ہے اور نفرت کا انجام نفرت ہے۔

سوال: دین اور دنیا کیا ہے؟

جواب: دین محب، محبت اور محبوب کے اخلاق وسیرت کا نام ہے۔ دنیا، محب، محبت اور محبوب سے بغاوت اور نفرت کا انجام ہے۔

سوال: دین کی تعریف ذرا اور وضاحت سے بیان کیجئے؟

جواب: دین تو ایک ہی ہے مگر لوگوں نے دین کے تین درجات بنا لیے ہیں

(۱) ایک ان کا دین جو نہ اہل محبت ہوتے ہیں نہ اہل محبت کے خلاف کرتے ہیں، نیکی کرتے ہیں اور گناہ سے گریز کرتے ہیں، ایسوں کو جنت مرغوب ہوتی ہے۔

(۲) دوسرا ان کا دین جو دنیا سے جدا ہو کر آخرت کی راحت طلب کرتے ہیں، یہ محبت کا بوجھ اٹھا بھی نہیں سکتے، نہ اہل محبت سے بغاوت کرتے ہیں۔

(۳) تیسرا ان کا دین جو محبت کیلئے پیدا ہوتے ہیں اور محبوب کے سوا کسی چیز کو نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے، نہ پسند کرتے ہیں یہ اہل محبت کا دین ہے۔

سوال: شریعت اور طریقت کیا ہے؟

جواب: شریعت محبت ہے، متشرع محب ہے اور طریقت محبوبیت کیلئے ہے۔

سوال: (از حاجی عبداللہ اودھی) حضور کلمہ کی عرفانی تعریف بیان کیجئے؟

جواب: کلمہ کے دو معنی ہیں ایک ذات انسانی کو بھی کلمہ کہا گیا ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اللہ نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو کلمہ کی

شکل میں دیا ہے۔ دوسرا وہ کلمہ جس پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے اسے کلمہ نہیں کلمۂ طیب کہتے ہیں۔ صرف کلمہ کہنے سے بعض دفعہ غلط فہمی کا امکان رہتا ہے۔

سوال: کلمۂ طیب کیا ہے؟

جواب: محب، محبت اور محبوب کا اقرار و تصدیق ہے۔ یعنی اس کلمۂ طیب کے دو معنیٰ ہوتے ہیں۔ ایک اقراری معنیٰ، دوسرا تصدیقی معنیٰ۔ اقراری معنیٰ محب، محبت اور محبوب کا اقرار زبان ہے۔ تصدیقی معنیٰ یہ ہے کہ محب بن کر محبت سے محبت کرکے محبت کے دیدار کے بعد محبت ہی کی شکل اختیار کرکے محبوب کے دیدار میں محو ہو جانے کا نام تصدیق بالقلب ہے۔

سوال: (از مولانا برہان الدین سورتی) نماز کیا ہے؟ اور نماز کو معراج کا مرتبہ کب حاصل ہوتا ہے؟

جواب: محب بن کر محبت کے دیدار میں غرق ہو جانے کا نام نماز ہے اور محب کا سراپا محبت بن کر محبوب کے دیدار وصل میں غرق ہو جانا ہی نماز معراج ہے۔

سوال: (از مولانا عبدالجلیل امام شاہی مسجد احمد آباد) روزہ کیا ہے؟

جواب: خود فراموشی یعنی خود کو بھول کر محب کی صورت میں محبت سے محبت کا دیدار کرنے کا نام روزہ ہے۔ اگر خود فراموشی حاصل نہ ہوئی اور ظاہری عقل بشری تقاضہ کرے تو یہ روزہ خاصان خدا کے نزدیک درست نہیں اور محب کا روزہ محبت کے دیدار کی

سحری سے شروع ہو کر محبوب کے دیدار کی افطار پر ختم ہوتا ہے۔

سوال: از مولانا عبدالہادی شطاری سورتی) حضور زکوٰۃ کی تعریف بیان کیجئے؟

جواب: زکوٰۃ مال و دولت پر ہے۔ خدا ایک اس کی قدرت اور یہ قدرت خدا کا مال ہے اب بندہ نے کمایا تو کہاں سے کمایا۔ اسی کی قدرت کا ایک حصہ پایا۔ گو پانے کے طریقے جائز و ناجائز ہو سکتے ہیں مگر جائز مال میں بندے کا وجود بھی شامل ہے کیونکہ یہ بھی خدا کی قدرت کا ایک حصہ ہے۔ معلوم ہوا کہ دولت ہی مال نہیں، بندہ بھی خدا کا مال ہے۔ اگر بندہ اپنی کمائی کا چالیسواں حصہ دیتا ہے تو دولت کی زکوٰۃ ادا ہوئی۔ مگر مال قدرت یعنی بندہ کی زکوٰۃ کہاں ادا ہوئی؟ اس لئے خاصان خدا کے نزدیک خود کو خدمت خلق کے لئے وقف کر دینا زکوٰۃ کبریٰ اور مال کا چالیسواں حصہ ادا کرنا زکوٰۃ صغریٰ ہے۔ محب کی زکوٰۃ یہ ہے کہ خدا کے سوا اس کے پاس دنیا کی کوئی چیز نہ رہے نہ زکوٰۃ دینے کی نوبت آئے، رہا خود کا وجود اسے خدمت خلق میں مصروف کرنے کا نام محب کا محبت کرنا ہے تاکہ محبوب راضی ہو جائے۔

سوال: (جفار ہدایت اللہ گجراتی (حضور حج کسے کہتے ہیں؟

جواب: حج کا منظر دیکھئے ہزاروں قالب ہوتے ہیں مگر ہر قلب کا رنگ ایک ہو جاتا ہے ہر قلب سے ایک ہی صدا نکلتی ہے ''لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ'' معلوم ہوا کہ حج کا تعلق قلب سے ہے۔ ایک سال میں ایک مرتبہ حج فرض فرما کر خدا نے ساری کائنات کے

قلوب کو جوڑ کر یا ایک رنگ میں رنگ کر اپنی حمد و ثنا سننا پسند کیا۔ محبت کا اپنے اندر سفر کرنا سفر حج ہے۔ یہاں حمد و ثناء کی ضرورت یا ذکر الٰہی کی ضرورت پڑتی ہے مگر دل کا دیدار محب کے لئے ہے اور کعبہ کا دیدار محب کی محبت میں محبت بن کر محبوب کا دیدار کرنے کا نام حج ہے، اگر یہ نہیں تو وہ نہیں، دراصل یہی حج ہے۔

حضور نور محمد شاہ قادری تقریباً تین ماہ گجرات میں رہے اس وقت کے کاملین سے ملاقاتیں کیں۔ کئی مشہور اولیاء اللہ کی بارگاہوں کی زیارت سے مشرف ہو کر سورت کی بندرگاہ سے جہاز پر سوار ہوئے۔ سبحان اللہ! اللہ کے اس کامل فقیر کا دورہ کسی بھی لمحہ فیوض و برکات سے خالی نہ رہا اور تبلیغ محبت ہی کو تبلیغ دین سمجھ کر آپ نے امت محمدی ﷺ کے دل بنا کر دلوں کو خدا کیلئے دھڑکنے کا شعور عطا کرتے چلے گئے۔ حضرت سید شمس رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تقاریر پر مبنی ایک رسالہ محبت نامہ تحریر فرما کر آپ ہی کے حوالے کر دیا۔

دوران سفر جہاز کا بادبان کھل جانا

جہاز تین دنوں تک پرسکون چلتا رہا اچانک رات میں تیز ہوائیں چلی اور بادبان پھٹ کر کھل گیا اور جہاز ہچکولے کھانے لگا، جہاز کو راستے سے بھٹکنے کا اور ڈوبنے کا بھی خدشہ پیدا ہو گیا۔ تمام مسافر چلانے چیخنے لگے۔ الامان الامان! اے اللہ رحم فرما! لوگوں کی چیخ و پکار سن کر سمیع اللہ خان جو آپ کے مرید اور آپ کے ہمراہی تھے درخواست کی کہ حضور تمام حضرات مقدس سفر پر جا رہے ہیں ان میں عورتیں بچے بوڑھے بھی ہیں اللہ سے دعا فرمائیے کہ معاملہ

درست ہو جائے۔ آپ نے اپنے سر سے عمامہ کھولا اور خدام سے فرمایا جاؤ! اس عمامہ کو بادبان کی جگہ باندھ دو۔ ہچکولے کھاتے جہاز پر جیسے ہی آپ کا عمامہ باندھا گیا جہاز فوراً اپنی درست رفتار پر آ گیا۔

سمندری قذاقوں کا حملہ

حضور نور محمد شاہ قادری کے جہاز کی طرف تین جہاز بڑی تیزی سے آ رہے تھے لوگ چلا رہے تھے کہ یہ قزاق ہیں تمام حضرات نے حضور سے مدد کی درخواست کی۔ آپ نے ایک پیالے میں پانی لیا، آسمان کی طرف دیکھ کر کچھ پڑھا اور قزاقی جہازوں کی طرف انتہائی غضبناک نظر ڈالی اور پیالے کا پانی تینوں جہازوں کی طرف تھوڑا تھوڑا اُچھال دیا۔ پھر کیا تھا قزاقی بیڑے اپنی رفتار سے بھٹک کر بھنور کی مانند پانی میں چکر کھانے لگے تو بڑی ہمت کے ساتھ منور حسن نام کے مرید نے پوچھا! حضور یہ قزاقوں کے ساتھ کیا معاملہ ہو رہا ہے؟ فرمایا کہ یہ اندھے ہو گئے ہیں اب یہ زندگی بھر اندھے ہی رہیں گے اور اگر یہاں سے صحیح سلامت بچ کر نکل گئے تو بھی اندھے ہی رہیں گے۔

جہاز پر ایک مجذوب کا موجود ہونا

آپ کے جہاز پر ایک نامعلوم غیر معروف مجذوب شخص بھی بیٹھا ہوا تھا پیش آنے والے تمام واقعات کو خاموشی سے دیکھ رہا تھا، اچانک ایک رات جب کافی لوگ سوئے ہوئے تھے اس وقت وہ مجذوب ایک چاقو سے جہاز میں چھید کر رہا تھا حضرت نور محمد شاہ قادری کے مریدوں نے

کہا حضور وہ شخص چاقو سے جہاز میں چھید کر رہا ہے جب ہم منع کرتے ہیں ڈنڈا اٹھا کر مارنے کا اشارہ کرتا ہے حضور والا نے اس مجذوب کو آنکھوں کے اشارے سے منع کیا مگر وہ اپنا کام کرتا ہی رہا۔آپ نے اپنی کلمہ کی انگلی اپنے ہاتھ پر مارنا شروع کیا تو اس مجذوب کا چاقو مجذوب ہی کے ہاتھ پر وار کرتا گیا اور مجذوب کا ہاتھ لہولہان ہو گیا۔غصہ سے مجذوب چیخا ،اے درویش یہ بازی گری کیا مسافروں کو دکھا رہے ہو؟ صبح ہونے کو ہے مجھے جدہ پہنچنا ہے کئی ہفتوں کا سفر میں نہیں کر سکتا۔اتنا کہہ کر وہ پانی میں کود گیا اور پانی پہ چلتا ہوا جہاز سے آگے نکل گیا لوگ حیران تھے کوئی کہتا یہ کامل ہو گا، کوئی کہتا یہ کوئی مرد خدا ہو گا بہر کیف صبح ہوئی جہاز میں اذان گونجی تمام حضرات نماز سے فارغ ہو کر جہاز سے باہر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ مجذوب تھکا ہارا کبھی پانی پر چلتا ہے کبھی ڈوبتا ہے اور جہاز کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ جہاز اس کے ہاتھوں نہیں لگتا بہت زور لگاتا پھر بھی لب بام تو فاصلہ رہ ہی جاتا۔روتا چلاتا ہوا گزارش کرنے لگا اے درویش !ہمیں معاف کر دو،ہمیں جہاز پر چڑھنے دو، ہم سے خطا ہو گئی۔کہا ان کے لئے معاف کر دو جن کی دعوت پر آپ جا رہے ہیں تو آپ نے فوراً اپنا ہاتھ بڑھایا اور جہاز پر مجذوب کو سوار کر لیا اور مجذوب سے کہا خدا سے لڑائی کرنا چھوڑ دو ورنہ بچی کچھی کمائی بھی چلی جائیگی مجذوب شرمندہ ہو کر آپ کے ہاتھ پر تائب ہوا۔

جہاز کا جدہ پہنچنا

کئی ہفتوں بعد جہاز جدہ کی بندرگاہ پہنچا۔آپ جہاز سے اُترے آپ

کے استقبال کے لئے چالیس ابدالین کی جماعت کھڑی تھی۔آپ کے تمام مرید حیران تھے،سوچتے تھے کہ یہ کاملین کی جماعت ہوگی۔آپ نے تمام ابدالین سے مصافحہ کیا اور اپنے مریدوں کے ساتھ ہی ابدالین کی دعوت پر ان کے ساتھ چل پڑے۔کچھ مسافت طے کرنے کے بعد ایک پرانی مسجد میں تمام حضرات داخل ہو گئے۔آپ کے سامنے اشیاء خورد و نوش پیش کی گئیں یعنی ناشتہ کے بعد آپ نے فارغ ہو کر مریدوں کو حکم دیا کہ مسجد کے صحن میں بیٹھیں خدا جانے کیا گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت خضر علیہ السلام سلام کرتے ہوئے مسجد میں داخل ہو گئے اور تمام حضرات نے اُٹھ کر آپ کا استقبال کیا۔کچھ دیر تک حضور والا سے گفت و شنید چلتی رہی پھر تمام حضرات حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ چلے گئے۔آپ مسجد میں کچھ دیر مریدین کے ہمراہ رکے اور پیدل ہی مدینہ منورہ کی طرف جا رہے تھے کہ اچانک ایک قافلہ نمودار ہوا اور آپ کے سامنے سواری کے لئے اونٹوں کی پیش کش کی آپ نے ان کی محبت دیکھ کر سواری قبول کر لی۔ تمام مریدین کے لئے بھی سواری مہیا ہو گئی اور مدینہ منورہ کی سرحد کے پار پانچ میل دور سواری سے اُتر کر مریدین کے ہمراہ نماز دوگانہ ادا کی اور پیدل چلتے رہے۔مدینہ منورہ کی سرحد میں داخل ہونے سے پہلے دوگانہ نماز ادا کی اور بڑے ادب و احترام سے سرحد میں داخل ہو گئے پھر درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے بارگاہ سید المرسلین ﷺ کے احاطے میں روتے ہوئے داخل ہوئے، آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لیتے تھے۔داڑھی تر ہو چکی تھی۔درود شریف کے گلہائے عقیدت نچھاور کرتے ہوئے باب رحمت للعالمین پر منتظر کھڑے تھے کہ خدّام دوڑا دوڑا آیا،دست و قدمبوسی سے مشرف ہوا۔بارگاہ

اقدس کا دروازہ کھولا، آپ درود شریف پڑھتے ہوئے اندر داخل ہوئے، بارگاہ اقدس سے حکم ہوا کہ طبق میں رکھے ہوئے کھجور کھا کر پیالے میں رکھا ہوا دودھ پی لیں آپ نے حسب ارشاد تعمیل کیا، نبی کریم ﷺ سے بالمشافہ روحانی ملاقات ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ نے آپ کے سینہ پر دست رحمت پھیرا اور ارشاد فرمایا: اللہ تمہیں اسی قدر علم وعرفان عطا فرمائے جس قدر تم نے دودھ پیا ہے۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ مدینہ منورہ میں چالیس دن قیام کر کے انبیاء کرام کی زیارتوں سے مشرف ہو کر اپنے اجداد کی زیارتیں کر لیں۔ مریدین باہر منتظر تھے کہ آپ نے آقائے نامدار ﷺ کے حکم سے باہر نکل آئے۔ سب سے ملاقات کی آپ کی خوشی کی انتہا نہ تھی، خدامان روضۂ اطہر نے آپ کے رہنے سہنے کا انتظام کیا اور آپ ایک حجرہ میں مریدین کے ہمراہ منتقل ہو گئے۔

سادات عظام مشائخین کرام اور علماء کرام کا آپ سے ملنا

پہلا دن حجرہ میں اطمینان سے گذرا مگر دوسرے دن سے سادات عظام مشائخین کرام علماء کرام اور صحابہ کرام کی معزز اولادوں کا تانتا لگ گیا حجرہ تنگ ہونے لگا تو آپ کو ایک بڑے حجرے میں منتقل کیا گیا تا کہ ہر خاص وعام کو آپ سے ملنے کی کھلی اجازت رہے۔ علمی وعرفانی مذاکرات، متبرک مباحثات جاری تھے آپ سے علمی فیوض ہر خاص وعام حاصل کرتے تھے۔ کئی مریض، کئی مسائل میں اُلجھے ہوئے لوگ آپ کی خدمت میں آئے۔ دوا دعا کا دور چلتا رہا۔ آپ کی شہرت مدینہ منورہ میں گونج رہی تھی، اس وقت حرمین شریفین کا اقتدار سادات عظام کے ایک شریف شہزادہ کے ہاتھ میں تھا۔ اس

وقت کے شریف سید محمود آپ کی خدمت میں ایک درخواست بھیجی کہ آپ ان کے گھر تشریف لائیں آپ نے دوسرے دن کا وعدہ کیا اور شریف محمود نے صاحب قبلہ کے گھر گئے وہاں آپ کی خاطر و مدارت ہوئی پھر واپس آپ اپنے حجرۂ مبارکہ پر آ گئے چالیس دنوں تک آپ نے مدینہ منورہ کے علماء وصلحاء اور مشائخین کو ذکر واذکار، مراقبات مشاہدات کے آسان ترین طریقے بتائے تا کہ صوفیانِ کرام کے علوم زندہ رہیں۔

شریف سید محمود کی دعوت پر دوبارہ ان کے گھر جانا

نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق آپ کو مدینہ منورہ میں چالیس دن رہنا تھا۔ تقریباً ایک مہینہ آپ نے گذارا۔ شریف سید محمود قبلہ کی دعوت پر آپ ان کے گھر دوبارہ تشریف لے گئے۔ شریف محمود صاحب قبلہ نے آپ کی میزبانی کے بعد آپ کو کچھ تبرکات عطا فرمائے جس میں نبی کریم ﷺ کا جامۂ اطہر، سرمہ دانی، موئے مبارک، حضرت رضی اللہ عنہما کے موئے مبارک اور پیراہن، ایک خنجر، حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی چادر مبارک اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا ایک قرآن کریم، تسبیح وعصاء عنایت فرمایا۔ حضور نور محمد شاہ قادری علیہ الرحمہ ان تبرکات کو اپنے سرِ مبارک پر رکھ کر اپنے حجرے میں تشریف لائے۔ سبحان اللہ بقیہ دس دن بھی گذار کر نبی کریم ﷺ کی اجازت سے آپ مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور ایک مہینہ تک آپ نے حرم کعبہ میں قیام فرمایا۔

مکہ معظّمہ میں قیام کرنا

شریف سید محمود کے خدام آپ کے استقبال کے لئے مکہ معظمہ میں ایک آراستہ حجرے میں منتظر تھے کہ یہ آٹھ افراد پر مشتمل قافلہ حجرے میں داخل ہوا۔ آپ کے خورد و نوش کا انتظام پہلے سے ہی کیا گیا تھا آپ فارغ ہو کر اپنے مریدین کے ہمراہ تشریف فرما تھے کہ آپ کے عزیز رشتے دار جو حرم شریف کے امام تھے وہ بھی ملاقات کو آ گئے۔ کئی علماء کرام، رؤسا اور فقراء کرام کا یہاں بھی تانتا لگا رہا اور آپ کے باطنی فیوض سے ہر خاص و عام مستفید ہوتے رہے۔ مختلف مقامات پر خلق خدا کی رشد و ہدایت کے لئے روحانی نشستوں کا سلسلہ بھی چلتا رہا۔ آپ جب تک مکہ معظمہ میں رہے فجر اور عشاء کی نماز آپ ہی کے اقتداء میں ادا کی جاتی تھی۔ ایک دن عشائیہ سے فارغ ہو کر بیٹھے ہوئے تھے اور کئی حضرات خاص و عام آپ کی خدمت میں تشریف فرما تھے کہ اچانک چھت پر گڑ گڑاہٹ کی آواز آئی۔ آپ نے آواز دی کہ اوپر جو کوئی چھت پر ہے نیچے آ جائے اوپر سے آواز آئی کہ ہمارے لئے جگہ بنائی جائے۔ آپ نے کہا اچھی بات ہے! لہٰذا آپ نے تمام حاضرین سے کہا کہ حجرہ مکمل خالی کر دیا جائے اور ہر خاص و عام تھوڑی دیر کے لئے حجرے سے باہر انتظار کرے اور صرف ایک خادم یہاں رہے۔ ایک کے سوا تمام حضرات باہر چلے گئے۔ حجرہ خالی پایا تو قوم اجنہ کا سردار اپنے 90/نوّے جن ساتھیوں کے ساتھ حاضرِ خدمت ہوا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ نے فرمایا: حاجت بیان کرو! بادشاہ جن نے کہا ہم جنت البقیع کے نگراں ہیں اور قریب ہی کی

ایک مسجد میں نماز پڑھا کرتے ہیں اور جہاں جگہ ملے وہیں رہ لیتے ہیں۔ اب ہماری مسجد کو شہید کر کے وسیع مسجد بنانے کا حکم جاری ہوا ہے۔ ہم نہیں چاہتے ہیں کہ یہ مسجد شہید کی جائے بلکہ اس سے ملحق اگر توسیع کی جائے تو ہمیں اعتراض نہ ہوگا۔ حضور نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ اس مسجد کی جدید تعمیر سے تمہیں کیوں اعتراض ہے؟ جنات کے سردار نے کہا کہ اس مسجد کی تعمیر میں ہمارے بزرگ حصہ لے چکے ہیں اور وہ یہیں نماز پڑھا کرتے ہیں۔ آپ نے ایک خط لکھا اور جنات کے سردار سے کہا اس کو شریف سید محمود کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ اس مسجد کو منہدم کرنے کا مرحلہ کچھ اس طرح ٹلا کہ جیسے ہی سرکار کی جانب سے یہ حکم نامہ موصول ہوا خادم حرمین شریفین شریف محمود نے مسجد کو نہ شہید کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ سارے جنات سرکار نور محمد شاہ قادری کے دستِ حق پر بیعت سے مشرف ہو گئے پھر سرکار نے جماعت اجنّہ کے جانے سے قبل ان سے اس بات کا خصوصی عہد لیا کہ خلق خدا کی خدمت کرنا، مذہب محبت پر قائم رہنا اور کسی کو ضرر نہ پہنچانا اس کے بعد سب کو رخصت کر دیا۔

آبِ زمزم کا دودھ اور شہد بن جانا

آپ کے معتقد علماء کرام نے آپ کی خدمت میں آبِ زم زم کے دو مٹکے پیش کئے آپ نے برجستہ کہا کہ کیا لائے ہو؟ شہد اور دودھ۔ علماء کرام نے کہا: نہیں حضور! آبِ زم زم لائے ہیں۔ کہا نیچے رکھ دو اور دیکھو! جب لانے والوں نے مٹکوں میں دیکھا تو آبِ زم زم کی جگہ شہد اور دودھ تھا اور آپ مسکرا رہے تھے۔ علماء کرام نے پوچھا اس ماجرہ سے کیا مراد ہے؟ آپ

نے کہا کہ یہ آب زم زم کی حقیقت ہے، اس میں جنت کے شہد اور دودھ کی معرفت پوشیدہ ہے۔

ایک بدوی شخص کی حاضری

آپ کی خدمت میں ایک بدوی شخص آیا اور کہا حضور میں بکریاں چراتا ہوں یہی میرا پیشہ ہے، کئی مہینوں سے میری بکریاں مرنے لگی ہیں۔ آپ نے کہا کیوں؟ بدوی نے کہا: نہ جانے کیوں صرف میری ہی بکریوں کو ایک قسم کے کیڑے لگ جاتے ہیں اور وہ کیڑے راتوں رات اس قدر پھیل جاتے ہیں کہ جس کی اذیت سے میری بکریاں مرجاتی ہیں۔ ہزار علاج معالجہ کروایا مگر بے سود رہا۔ حضور والا نے فرمایا: تو نے جس بیوہ کی حق تلفی کی ہے اس کی بکری اور اس بکری کی اولادیں واپس کردے۔ بدوی نے شرمندہ ہوکر کہا حضور یہ جرم تو مجھ سے ہوا ہے اور میں نے ایک بیوہ کی بکری چرائی تھی اب اس کی اولادیں 60/ساٹھ ہوگئیں ہیں فرمایا: جاؤ! یہ اس بیوہ کی امانت ہے اس کو واپس دے کر اس سے معافی طلب کرو ورنہ اس کی بددعا سے تیرے خاندان والوں کو بھی یہ بیماری لگ جائے گی۔ بدوی توبہ کرکے گھر آیا اور 60/ساٹھ بکریوں کا ٹولہ لے کر بیوہ کے سپرد کردیا خلوص سے معافی مانگی اور وہ مرض دفعۃً ہوگیا۔

ایک دولت مند کی حاضری

آپ کی خدمت میں ایک امیر کبیر دولت مند آیا حضور والا نے فرمایا

کہو: کیوں آئے ہو؟ امیر صاحب نے کہا حضور میں نے ایک بڑا شاندار مکان بنایا ہے جب سے ہم اس گھر میں رہنے لگے ہیں ہر رات گھر پر پتھر برستے ہیں، بہت تدبیریں کروائیں کچھ فائدہ نہ ہوا خدارا مجھے اس آفت سے نجات دلوائیں۔ حضرت نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ سرخ ہوگیا فرمایا: یہ خدا کا قہر ہے ضرور تم نے یتیموں کا حق مارا ہے اور یہ اس کی سزا ہے۔ وہ امیر صاحب شرمندہ ہوگئے کہا حضور مجھ سے یہ خطا ہوئی ہے میرے پڑوس میں دو یتیم بچے رہتے ہیں۔ میں نے ان کی جگہ غصب کی اور اپنے لئے مکان تعمیر کرلیا۔ فرمایا: جاؤ! ان یتیم بچوں کو میرے پاس لے آؤ۔ یتیم بچے لائے گئے جو وہیں کسی جھونپڑے میں رہتے تھے، بچوں کے ساتھ آپ انتہائی شفیق ہوگئے اور انہیں پہننے کی کچھ اشیاء عطا کرکے امیرزادہ سے مخاطب ہوئے اور کہا میں ان بچوں کا والی ہوں اب اگر تو اس قہر خداوندی سے بچنا چاہتا ہے تو ان بچوں کے لئے بھی ویسا ہی گھر بنادے جیسا تو نے اپنے لئے بنوایا ہے۔ فوراً اس امیر نے حضور والا کے قدموں پر گرکر اقرار کرلیا کہ ضرور بنواؤں گا اور بچوں کی پرورش بھی اپنے بچوں کی طرح کروں گا۔ بچوں سے کہا اس شخص کو معاف کردو پھر حضور والا نے امیر سے کہا اگر تو نے یا تیری اولاد نے پھر ان بچوں کے ساتھ غداری کی یا ناحق ستانے کی کوشش بھی کی تو آئندہ خدا کے قہر سے تم میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچ سکے گا۔ اس امیرزادہ نے ہر طرح کا وعدہ کیا اور آپ سے مرید ہوکر بچوں کے ہمراہ چلا گیا اور اس دن سے سنگ باری بند ہوگئی۔

جنت البقیع میں بن موسم برسات

آپ اپنے مریدین اور مکہ معظمہ کی عوام وخواص کے ساتھ جنت البقیع کی زیارت کے لئے گئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزارِ مقدس پر فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ آپ کے آنسوں رواں ہو گئے۔ آنسو چہرۂ مبارک سے اتر کر داڑھی مبارک تک پہنچ رہے تھے۔ اچانک ایک بادل کا ٹکڑا آیا اور جنت البقیع میں اس قدر بارش ہوئی کہ ہر کوئی بھیگ گیا اور جیسے ہی احاطہ سے باہر آئے تو کہیں بھی بارش کا ایک قطرہ نہیں تھا یعنی یہ بارش صرف جنت البقیع میں ہوئی تھی خدا جانے یہ بارش تھی یا آسمان رو رہا تھا۔

المختصر! آپ نے تمام متبرک صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت سے مشرف ہو کر جو ارعب میں آرام فرما انبیاء کرام کی زیارت سے فارغ ہو کر نجف اشرف کی طرف رختِ سفر باندھا۔

بارگاہِ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ میں حاضری

اپنے مریدین کے ہمراہ آپ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے آستانے پر پہنچے دروازہ مقفّل تھا حضرت نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے دروازے پر کھڑے ہو کر الصلوٰۃ والسلام یا جدی کہا بس اتنا کہنا تھا کہ دروازے کے تمام تالے ٹوٹ گئے اور دروازہ کھل گیا اور خادم دوڑا دوڑا آیا اور معافی طلب کر کے کہنے لگا اے شہزادۂ علی! مجھے تو کل ہی آپ کی آمد کی بشارت دی گئی تھی مگر میری اہلیہ بہت بیمار تھی اس لئے میں آپ کے استقبال کے لئے نہ آسکا۔

الغرض! حضور والا بارگاہِ مرتضوی رضی اللہ عنہ میں داخل ہوئے، بارگاہ کی فضا انتہائی معطر تھی! آپ نے فاتحہ پڑھی اور کچھ دیر وہیں مراقب ہو گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روح پرفتوح سے فیوض و برکاتِ باطنی حاصل کیا، نصیحتیں حاصل کی اور تمام امتِ احمدِ مرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے طالب ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے بھی ان آثار کو دیکھا، چھوا یا دیکھنے کی خواہش کی انشاء اللہ وہ بخشا جائے گا۔ آپ نے ہشاش بشاش ہو کر مریدوں کو اندر آنے کی اجازت دی اور دوبارہ مریدین کے ساتھ فاتحہ پڑھی اس طرح نجف اشرف میں تین دن تک رہے۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی روح پرفتوح نے آپ سے فرمایا کیا تم نے کربلا اور کوفہ کی زیارت نہیں کی حضور والا نے کہا: میرے آقا میرے مولا اِس فقیر میں اتنا حوصلہ نہیں ہے کہ کربلا کا کرب برداشت کرسکوں اور یہ بھی ہمت نہیں کہ مدفون بزرگوں کی زیارت کرسکوں اور کوفہ کی تاریخ کو فراموش کروں اس لئے سیدھے سیدھے آپ کی بارگاہ میں آگیا ہوں! حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا! کیا آپ کو میرے حسین رضی اللہ عنہ کی یاد نہیں آئی؟ حضور والا کے آنسو نکل پڑے۔ آنسو نہیں! آنسوؤں میں خون بہنے لگا یا حسین رضی اللہ عنہ یا حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہوئے آپ غش کھا کر گر پڑے۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی روح پاک نے آپ پر دستِ شفقت پھیرا آپ ہوش میں آگئے۔ الغرض! حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو صبر کی تلقین کی اور تین دنوں بعد نجف اشرف سے آگے کے سفر کی اجازت حاصل ہوئی۔

نجف اشرف کی سرحد کے پار

سرحد کے پار کچھ آتش پرست بستے تھے ان کی بستی بسی ہوئی تھی اور حضور والا کا قافلہ وہاں سے گذر رہا تھا اور اس دن ان کا تہوار تھا، آتش نمرود کی مانند آگ جلائی گئی تھی اور تمام آتش پرست آگ کی پوجا کر رہے تھے۔ حضور والا کے ایک مرید نے ایک آتش پرست سے پوچھا! یہاں قریب میں کوئی مسجد ہے؟ آتش پرست نے مزاحیہ انداز میں کہا ہے ہاں! پوچھا کہاں؟ آتش پرست نے کہا: کیا تمہیں نماز پڑھنی ہے؟ مرید نے کہا ہاں! آتش پرست نے کہا: نماز تو کہیں بھی ہو جاتی ہے یہاں تو آگ سے زیادہ پاک جگہ کوئی بھی نہیں اس آگ ہی کو مسجد سمجھ کر نماز پڑھ لو۔ حضرت نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ سرخ ہو گیا آپ اپنے مریدوں کے ہمراہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھکر يَانَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ کہتے ہوئے بھڑکتی و دہکتی ہوئی آگ کے لپٹوں میں چلے گئے۔ آتش کدہ کافی وسیع اور عریض تھا۔ تمام حضرات بھڑکتی ہوئی آگ میں جا کر بیٹھ گئے۔ حضور والا نے حکم دیا کہ وقت اذان ہے اذان پکارو جیسے ہی اذان پکاری گئی، آگ ٹھنڈی ہوگئی، اطمینان کے ساتھ سارے حضرات نے نماز پڑھی اور آتش کدہ سے باہر آگئے۔ آتش پرستوں کا پیشوا یہ منظر دیکھ کر حیران تھا اور بے ساختہ کہنے لگا کہ آگ خدا نہیں ہو سکتی اگر خدا ہوتی تو خدا میں جا کر یہ حضرات کس طرح نماز پڑھتے؟ بیشک خدا وہ ہے جس کی عبادت یہ مسلمان کرتے ہیں۔ تمام آتش پرست حیران تھے جیسے ہی پیشوا کا اعلان سنا تمام آتش پرست مسلمان ہو گئے

پھر چند دن سرکار نور محمد شاہ قادری نے وہاں قیام فرما کر ان سب کو سلوک الی اللہ کے منازل کی تربیت اور علم عطا فرمایا۔ دریں اثناء اس نظارہ کو ایک یمنی قافلہ بھی دیکھ رہا تھا۔ تمام حضرات پریشان تھے۔ عقلیں اللہ والوں کے مراتب دیکھ کر حیران تھیں۔

یمن کی طرف سفر

حضور نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات دیکھ کر یمنی قافلہ کا بزرگ امیر نے آپ کو یمن کی طرف چلنے کی دعوت دی آپ نے بخوشی قبول کر لیا۔ ایک لمبی مسافت طے کرنے کے بعد حضور والا کا قافلہ بھی یمن پہنچا۔ آپ بہت ہشاش بشاش نظر آرہے تھے کیونکہ یمن کی سرزمین نبی کریم ﷺ کی دعاؤں کی آماجگاہ تھی اور یہ انتہائی سرسبز شاداب علاقہ تھا۔ اس پر کمال یہ کہ یہاں بھی آپ کے اجداد آرام فرما رہے تھے، آپ کثرت سے درود شریف پڑھتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے آپ کے ہمراہ چلنے والے قافلے کے امیر نے ایک تیز رفتار اونٹنی پر قاصد بھیج کر یمنی علماء اور روساء کو خبر پہنچا دی تھی کہ یمن کی طرف ایک اللہ کا دوست مع سات افراد پہنچ رہا ہے۔ خبر پا کر یمنی عوام اور خواص آپ کے استقبال کے لئے سرحد پر کھڑے ہوئے تھے اور نعروں، نغموں سے آپ کا استقبال کیا گیا۔ آپ کو ایک وسیع و عریض کمرے میں ٹھہرایا گیا۔

دہریئے کا مناظرہ

آپ ایک آئینہ میں اپنے سر کے بال درست فرما رہے تھے کہ

اچانک ایک دہریہ اپنی ایک مختصر جماعت کے ہمراہ آپ کی ملاقات کے لئے آیا، آپ مسکراتے ہوئے ان لوگوں کو دیکھ رہے تھے۔ دہریہ نے بھی مسکرا کر آپ سے ملاقات کی، آپ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور اپنے بال درست کرنے میں مشغول رہے، اچانک دہریہ نے مزاحیہ سوال کیا، اے بزرگ! آئینہ میں کیا دیکھ رہے ہو؟ حضور والا نے کہا کہ خدا جو کچھ دکھا رہا ہے وہ دیکھ رہا ہوں۔ دہریہ نے پوچھا کیا آئینہ میں خدا سب کچھ دکھاتا ہے؟ آپ نے کہا بیشک! دہریہ نے کہا: ذرا اپنے خدا سے کہئے کہ مجھے بھی دکھادے! حضور والا نے پوچھا کیا دیکھنا چاہتا ہے؟ کہا اپنی صورت! حضور والا نے دہریہ کے ہاتھ میں آئینہ دیتے ہوئے فرمایا: دیکھ لو! دہریہ نے آئینہ لیا اور اپنی شکل دیکھنے لگا اور اچانک چیخ کر آئینہ پھینک دیا! آپ نے پوچھا کیوں کیا ہوا؟ خدا نے کیا دکھایا؟ اس نے کہا یہ آئینہ جھوٹا ہے، جھوٹ دکھاتا ہے! آپ نے مسکرا کر پوچھا، آئینہ کیا جھوٹ دکھاتا ہے؟ دہریہ نے کہا ہاں! یہ میری صورت کو خنزیر کی صورت میں دکھاتا ہے۔ آپ نے کہا آئینہ جھوٹا نہیں ہے نہ ہی جھوٹ دکھاتا ہے۔ آئینہ میں خدا نے تجھے وہی دکھایا ہے جو تیری فطری صورت ہے! دہرئیے کی جماعت کے افراد حیران و پریشان تھے اور دہرئیے نے پوچھا اے میرے ساتھیو! تم کیوں پریشان ہو، اتنا حیران کیوں ہو؟ اس کے ساتھیوں نے کہا: نہ آئینہ جھوٹ دکھاتا ہے اور نہ خدا جھوٹ دکھاتا ہے، دہریہ عالم نے پوچھا کیا مطلب؟ اس کے ساتھیوں نے کہا کہ واقعی تمہاری صورت خنزیر کی ہوگئی ہے۔ اس نے حیران ہو کر اپنی صورت کو چھو کر دیکھا تو واقعی اس کی صورت وہی تھی جو اس نے آئینے میں دیکھا تھا۔ اس کے تمام ساتھی رو رہے

تھے، دہریہ عالم کی گستاخی اور اپنی خطاؤں کی معافی مانگ رہے تھے۔ حضور والا نے فرمایا: صدق دل سے توبہ کر کے مسلمان ہو جاؤ اور اللہ سے لڑائی کرنا چھوڑ دو! اللہ کی ہستی کا انکار نہ کرو۔ دہریہ جماعت نے توبہ کی اور حضور والا نے کلمہ پڑھایا جب دہریہ نے من ہی من توبہ کے ساتھ کلمہ پڑھا اس کی شکل اپنی اصلیت پر آگئی۔ پھر آپ نے آئینہ دیا اور فرمایا اب دیکھو کہ خدا تمہیں کیا دکھا رہا ہے۔ دہریہ عبدالرحمٰن صفوی اپنی شکل دیکھ کر کبھی خوش ہوتا کبھی حیران ہوتا! آپ نے پوچھا: کبھی خوش ہو رہا ہے کبھی حیران ہو رہا ہے بتا خدا تجھے کیا دکھا رہا ہے؟ دہریہ عالم نے کہا حضور والا آئینہ میں، میں کبھی خود کو دیکھتا ہوں کبھی آپ کو دیکھ رہا ہوں۔ حضور والا نے پوچھا یہ کیسے ممکن ہے کہ آئینہ تو تیرے ہاتھ میں ہے تو اپنی شکل کے بدلے میری شکل کیسے دیکھ رہا ہے؟ میں تو نہیں دیکھ رہا نہ آئینہ میرے ہاتھ میں ہے۔ تو اپنی شکل کے بدلے میری شکل کس طرح دیکھ رہا ہے۔ دہریہ نے فوراً کہا کہ اللہ دکھا رہا ہے۔ حضور والا نے کہا بیشک دکھانے والا خدا ہی ہے۔ اب جا جس طرح تم نے لوگوں کو گمراہ کیا ہے اسی طرح لوگوں کو ہدایت کی دعوت دے۔ دہریہ عالم کو آئینہ دے کر فرمایا کہ اس آئینہ کو لے جا اور جسے چاہے دکھا۔ دیکھنے والا اپنی اصلیت کو دیکھ لے گا کیوں کہ اس آئینہ میں اللہ دکھاتا ہے۔

ایک بوڑھیا کا آپ کی خدمت میں آنا

آپ جس مکان میں ٹھہرے تھے اس مکان کے پڑوس میں ایک بوڑھیا رہتی تھی وہ روتی چیختی ہوئی آئی اور یمنی زبان میں کہنے لگی: حضور میں

نے ایک حدیث پڑھی ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مانند ہیں کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ حضور والا نے فرمایا: میں اس حدیث سے متفق ہوں! بوڑھیا نے پھر کہا: بنی اسرائیل کے انبیاء مردوں کو زندہ کر دیتے تھے، کیا اس امت کے علماء میں یہ کمال ہے؟ حضور والا نے کہا بیشک! کیا تجھے اس میں شک ہے؟ بوڑھیا نے کہا نہیں! تو پڑوس میں میرا مکان ہے کیا آپ تشریف لائیں گے؟ حضور والا مسکراتے ہوئے اس بوڑھیا کے مکان پر تشریف لے گئے۔ آپ جیسے ہی بوڑھیا کے گھر میں داخل ہوئے آپ نے کیا دیکھا کہ چار بچے اور ان کی ماں ایک جوان کی لاش سے لپٹ کر رو رہے تھے۔ حضور والا بوڑھیا کے سوال کو سمجھ گئے، اب جواب دینا باقی تھا کہ حضور والا نے لاش سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ اے نوجوان! اللہ کے حکم سے اٹھ جا، لاش میں جنبش ہوئی فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا! اور آپ کے قدموں پہ گر کر شکریہ ادا کیا۔ اس کرامت کا شہرہ یمن میں اس قدر ہو گیا کہ ہر خاص و عام آپ کے دیدار کے لئے آنے لگے۔ علماء، روساء اور فقراء کا میلہ ہر وقت لگا رہتا تھا۔

ڈھونگی پیر کا آپ کی خدمت میں دودھ پیش کرنا

یمن میں ایک ڈھونگی پیر رہتا تھا جو ہر شخص کے دل کا حال بتا کر لوگوں کو لوٹتا تھا، جنات کی مدد سے دوسروں کے گھروں کا حال بتا دیتا تھا اور یمن میں اس کا بڑا چرچہ تھا مگر علماء کرام ہمیشہ اس سے نالاں رہتے تھے، اگر چھیڑ چھاڑ کرتے تو جادو کیا کرتا تھا۔ اس لئے ہر کوئی اس سے خائف تھا آپ کی

کرامت کا چرچہ سن کر ایک دن وہ بھی آ گیا اور اپنے ساتھ زہر میں بجھے ہوئے کھجور کا ایک طبق لایا کھجور صرف آٹھ تھے اور آپ حضرات بھی آٹھ! کہا حضور! یہ صرف آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کیلئے لایا ہوں۔ آپ نے ان تماموں کو ایک ایک کھجور دیا اور ایک خود کھا گئے اور ارشاد فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھا لیجئے! دیکھیں خدا کو کیا منظور ہے جیسے ہی تمام حضرات (مریدین) اور آپ نے کھجور کھا لیئے وہ جادوگر آٹھ مرتبہ اپنے گلے کو پکڑا اور تڑپنے لگا فوراً مر گیا حضور والا نے فرمایا: لے جاؤ اس کو غسل دے کر قبرستان کے باہر دفن کر دو۔

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر حاضری

حضور والا اپنے مریدوں کے ہمراہ حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں پہلے سے ہی مجاور منتظر تھا جیسے ہی آپ پہنچے وہ آپ کی دست بوسی و قدم بوسی کر کے ادب سے کھڑا ہو گیا۔ آپ بارگاہ میں پہنچ کر ہدیہ سلام پیش کیا، آپ کو جواب آیا وعلیکم السلام! پھر بعد فاتحہ کے کچھ دیر آپ وہاں مراقب ہوئے کیوں کہ حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے اجداد میں تھے آپ کو حکم ہوا کہ چار مہینہ دس دن آپ کی بارگاہ میں مستقل رہا جائے۔ اس وقت غالباً دنیا کا ہر بڑا ملک جنگ میں اُلجھا ہوا تھا۔ بھکمری کی نوبت آنے کو تھی جیسے ہی سرکارِ فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ کا حکم ہوا آپ نے چار ماہ، دس دن آپ کی بارگاہ میں رہنے کا قصد کامل کیا اور لوگوں کا ہجوم امڈ کر آنے لگا۔ آپ نے لنگر خانہ جو بند تھا کھلوا دیا اور صبح سے رات تک کے لئے لنگری طعام جاری کروا دیا۔ اللہ کی مخلوق صبح سے رات تک آتی، سیراب ہو کر طعام حاصل کرتی، آپ رات میں اللہ کے بندوں کو

دعوت ہدایت دیتے، درس و تدریس میں مشغول رہتے۔ رات کے بعد آپ یادالٰہی میں مشغول ہو جاتے، اس دوران آپ نے کبھی بستر پر آرام نہیں فرمایا۔ حضور والا کی خدمت میں ہر طرح کے سائل آتے اور اپنی مرادیں پا کر خوشی خوشی چلے جاتے۔ کہتے ہیں یہ لنگر زمانۂ دراز تک چلتا رہا۔

بصرہ والوں کی دعوت قبول کرنا

آپ کی شہرت سن کر بصرہ سے کئی کامل صوفیاء کرام آپ کی خدمت میں آ کر بصرہ میں کچھ دن قیام کرنے کی دعوت دی جسے آپ نے قبول فرمایا اور چار مہینے دس دن کے بعد آپ بصرہ تشریف لے گئے۔

بصرہ میں جان لیوا وبا کا آنا

ان دنوں بصرہ میں ایک جان لیوا وبا پھیلی ہوئی تھی، شدت کے بخار نے کئی لوگوں کو لقمہ اجل بنا لیا تھا اور ہزاروں لوگ مر رہے تھے۔ آپ کو بصری عوام پر ترس آیا، عشاء کی نماز کے بعد آپ مقام حیرت میں پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔ اذانِ فجر سنکر ہوش میں آئے فجر کی نماز آپ نے ہی پڑھائی اور مسجد میں دعا فرمائی کہ اے اللہ تعالیٰ! میرے پاس یہ جو تبرکات ہیں ان کے وسیلے میں اہل بصرہ کو اس وبا سے نجات عطا فرما! بس اتنا کہنا تھا رحمت باری تعالیٰ جوش میں آ گئی اور جتنے مریض بصرہ میں تھے، سب کے سب شفاء یاب ہو گئے۔ بصرہ میں آپ نے تین سال قیام کیا۔ الغرض! آپ بصرہ میں بندگانِ خدا کی رشد و ہدایت میں مصروف رہے اور اہلِ بصرہ سرکار کے روحانی فیضان

سے مالا مال ہوتے رہے۔

آپ کے ایک مرید کا انتقال کر جانا

آپ کی جماعت میں آپ کے مرید محمد حنیف خان تھے جو کافی عمر رسیدہ تھے، سفر کے حالات اور بدلتے موسم کی وجہ سے ان کی عمر جواب دے چکی تھی ایک رات وہ لیٹے تھے نمازِ فجر کے لئے جب جگایا گیا تو جاگے ہی نہیں جب حرکت دینے کی کوشش کی گئی تو وہ داعیٔ اجل کو لبیک کہہ چکے تھے۔ حضور والا اپنے چہیتے مرید کی لاش کو دیکھ کر نمناک آنکھوں سے فرمانے لگے اسے سونے دو! یہ کافی تھک چکا تھا۔ محمد حنیف خان کے جنازہ میں ہزاروں لوگ جمع تھے، ایک وسیع و عریض میدان میں جنازہ کی نماز پڑھی گئی اور بصرہ ہی کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ کافی دنوں تک آپ ملول رہے تو مریدوں نے بغداد کے سفر کا ارادہ ظاہر کیا۔ آپ نے فرمایا جب تک محمد حنیف اجازت نہ دے میں بصرہ سے باہر نہیں جاؤں گا، اس لئے آپ تین سال تک بصرہ میں قیام پذیر رہے۔ اس دوران اللہ کے بندوں کے لئے آپ مشعل رشد و ہدایت بن چکے تھے اور امراء، روساء، فقراء اور علماء کا آنا جانا لگا رہتا تھا۔

سید محمد یاسین رحمۃ اللہ علیہ کی آمد

سید محمد یٰسین ابدال تھے ابدالوں کی جماعت کے ساتھ آپ سے ملنے کے لئے تشریف لائے اور آپ کو قطب الاقطاب کے خطاب سے کلام فرمایا۔ رات بھر یہ مقدس ملاقات رہی! نہ جانے کیا بات ہوئی۔ سید محمد علوی آپ کے

رشتہ دار اور مرید تھے آپ ابدالین کی خدمت رات بھر کرتے رہے اور صبح ہوئی تو لوگوں نے بہت پوچھا کہ کل رات کیا باتیں ہوئیں اور وہ لوگ کون تھے؟ سید محمد علوی نے فرمایا وہ حضرات ابدالین تھے۔ آپ سے کسی مرید نے کہا یہ ماجرہ آپ لکھ لیجئے اور محمد حنیف خان کے تحریری کام کو جاری رکھیئے! تو آپ بخوشی اس سفر کے حالات لکھتے رہے۔

خشک ندی کا آج تک جاری رہنا

ایک دن علی الصبح چند بصری کسان آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا حضور! ہمارے یہاں کھیتوں سے باہر ندی گزرتی ہے، اسی پانی کے استعمال سے ہمارے کھیت ہرے بھرے رہتے تھے یعنی آب پاشی ندی کے پانی سے ہوتی تھی۔ چند سالوں سے اچانک یہ ندی خشک ہوگئی ہے اور ہمارے کھیت بھی بنجر ہو رہے ہیں۔ لہٰذا آپ اللہ کے دوست ہیں، اللہ سے دعا فرمائیے کہ یہ ندی پہلے کی طرح جاری ہوجائے۔ آپ نے استعمال کیا ہوا ایک کوزہ پانی سے بھر کر کسان کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ اس کوزہ کو رات کے وقت ندی میں چھوڑ دیا جائے! حسب ارشاد لوگوں نے کیا اور صبح بصری عوام کیا دیکھتی ہے کہ ندی میں پانی رواں ہوگیا ہے پانی پہلے سے زیادہ شیریں ذائقہ دار ہوچکا ہے اور آج تک یہ ندی بہتی ہے۔

جادوگر عبدالجبار بصری سے مناظرہ

جادوگر عبدالجبار تک آپ کی شہرت پہنچی تو آپ کی خدمت میں آیا۔

جادوگر کی حاضری سے لوگ پریشان تھے کہ یہ بہت ظالم شخص ہے کہیں یہ حضرت والا کو نقصان نہ پہنچائے۔ الغرض! جادوگر نے کہا حضرت مجھے لوگ جادوگر دہریہ کہتے ہیں ممکن ہے میں وہی ہوں۔ حضور والا نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ کہا: عبدالجبار! حضور والا نے فرمایا: تیرا نام تو عبدالسحر ہونا چاہئے تھا تو عبدالجبار کس طرح ہوگیا؟ کہا: ماں باپ نے رکھا ہے۔ خیر! بتا یہاں کیوں آیا ہے؟ کہا میں جاننا چاہتا ہوں کہ جادو اور کرامت میں کیا فرق ہے؟ حضور والا نے فرمایا تیرا جادو بتا؟ قریب ہی ایک گدھا بندھا ہوا تھا، جادوگر نے گدھے کو کوئی عجیب اشارہ کیا اور گدھا مر گیا، لوگ حیران تھے، جادوگر نے مسکراتے ہوئے کہا کہ اب آپ کرامت دکھائیے! حضور والا نے مردہ گدھے سے کہا اٹھ اور تجھ پر ظلم ہوا ہے اس کا حساب لے! گدھا فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور جادوگر پر ٹوٹ پڑا، جادوگر زمین پر گرا گدھے نے جادوگر عبدالجبار کو بری طرح زخمی کر کے لہولہان کر دیا، جادوگر بے بس تھا کوئی جادو نہ چل سکا، لہولہان ہو کر بلکتا رہا، کہا حضور معاف فرمائیے! حضور نے کہا اب جا اللہ کے بندوں کو جادو کے زور سے تکلیف پہنچا! جادوگر نے خوفزدہ ہو کر کہا حضور والا معاف فرمائیے! میرا علم جادو تو گدھا لے گیا، اب میں ان عیب کے ساتھ کس طرح جیوں گا؟ آپ نے فرمایا یہی تیرے لئے عبرتناک سزا ہے۔

جادوگر کے ستائے ہوئے انسان اور جانوروں کا آنا

جادوگر کا انجام خلق خدا میں مشہور ہوا تو اس کے ستائے ہوئے لوگ اور جانور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے لگے۔ حضور والا نے پانی سے بھرا ایک

بڑا مٹکا لے کر اس میں اپنی تسبیح رکھ دی اور مسحور انسانوں سے کہا اس کا پانی پی لو اور جانوروں کو بھی پلاؤ۔ حسب حکم لوگوں نے کیا اور شفاء پائی حتیٰ کہ جانور بھی شفایاب ہو گئے۔

جادوگر کے تین شاگردوں کا حاضرِ خدمت ہونا

جادوگر کے تین شاگرد تھے تینوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور ایمان لے آئے۔ حضور والا نے تمام حضرات کو بیعت سے مستفید فرمایا۔ سیکھا ہوا جادو رفع ہو گیا اور آپ کی خدمت میں صبح وشام رہنے لگے۔

ایک عالم دین کا سوال

حضور مومن اور غیر مومن میں کیا فرق ہے؟ حضور والا نے فرمایا مومن اپنی بیوی کی محبت میں بوڑھے ماں باپ کو گھر کے کمرے میں قید نہیں کرتا۔ بس اتنا کہنا تھا عالم نے اپنی پگڑی آپ کے قدموں میں رکھ دی اور معافی طلب کرنے لگا۔

قحط سالی کی شکایت

آپ کی خدمت میں امراء، روساء اور علماء بادشاہ وقت کی جانب سے فرمان لائے کہ دعا فرمائیں تاکہ قحط دور ہو کیونکہ لوگوں کی زمینیں بنجر ہو رہی ہیں، باغات ویران ہو رہے ہیں۔ جانور مرنے لگے ہیں اور لوگ بے روزگار ہو رہے ہیں شاہی خزانہ قریب قریب ختم ہوتا جا رہا ہے۔ لہٰذا حضور دعا فرمائیں

تاکہ رحمت خداوندی نازل ہو۔ حضور والا نے شاہی فرمان کے جواب میں لکھ بھیجا کہ بصرے میں جتنی کنواری لڑکیاں ہیں ان کی فوراً شادی کروادی جائے اور پھر بصرہ کی طرف قحط رخ نہ کرے گا کیونکہ کنواری لڑکیوں کی آہ اپنا کام کر رہی ہے اس لئے فوراً اس فقیر کی گزارش پر عمل کیا جائے۔ اسی دن شاہی اعلان ہوا اور شاہی اخراجات پر تمام کنواری لڑکیوں کا نکاح کروادیا گیا اور اسی رات سے موسم بارش اپنے شباب پر آکر برسنے لگا اور علاقہ سرسبز وشاداب ہو گیا۔

حضور والا کی خدمت میں تین سو سالہ بڑھیا کی حاضری

حضور والا کی خدمت میں ایک بڑھیا آئی اور کہنے لگی جب میں جوان تھی میرا شوہر مر گیا۔ ایک بچہ تھا وہ بھی جوان ہو کر مر گیا۔ اس وقت میں نے اللہ سے عہد کر لیا کہ جب تک میں زندہ رہوں گی ہرگز کھانا نہیں کھاؤں گی بلکہ صرف مٹی کھاؤں گی اور میں چالیس سال کی عمر سے صرف مٹی کھا کر گذارہ کر رہی ہوں، اب میری عمر تین سو سال ہو گئی ہے پھر بھی میں زندہ ہوں، میں جینا نہیں چاہتی مرنا چاہتی ہوں۔ مجھے موت کیوں نہیں آتی؟ حضور والا سنجیدہ ہو گئے فرمایا تو نے قدرت کے ساتھ جھگڑا کیا ہے، غلط قسم کا عہد کیا اور قسم کھالی، اب صدق دل سے توبہ کر لے۔ بوڑھیا نے حسب ارشاد کیا اب حضور نے فرمایا تیرے عہد کا کفارہ ادا کرنا ہے۔ بوڑھیا نے کہا کیا کفارہ ادا کروں؟ حضور والا نے ایک برتن کھانا، لذیذ گوشت اور زم زم کا پانی پیش کیا اور کہا بسم اللہ کے ساتھ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر کھالے! بوڑھیا نے حسب ارشاد کیا اور طعام سے فراغت کے بعد کہا حضور

مجھے نیند آرہی ہے! آپ نے کہا سوجا یہ تیری آخری نیند ہے۔ پس بڑھیا سوگئی اور روح پرواز کرگئی پھر بڑے اہتمام کے ساتھ آپ نے نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کردیا۔

آپ کی خدمت میں عجیب جڑواں بچی کا پیش کیا جانا

آپ کی خدمت میں ایک رنجیدہ باپ ایک عجیب الخلقت لڑکی کو لے آیا جس کا سر ایک تھا اور جسم دو تھے۔ آپ اس دس سالہ لڑکی کو دیکھ کر مغموم ہوگئے۔ خدام سے کہا ہمارا کمرہ کھولو، اذان ہونے کو ہے۔ لہٰذا کمرہ کھولا گیا، بچی کو وضو کروا کر حضور والا نے بچی پر ایک سفید چادر ڈال دی اور کمرے میں بٹھا کر کمرہ بند کرلیا۔ مؤذن نے اذان دی، نماز عصر سے فارغ ہوکر آپ نے دعا فرمائی اور کمرے سے باہر آکر خدام سے کہا کہ جاؤ اور بچیوں کو میرے پاس لے آؤ! خدام بچیوں کو دیکھ کر حیران ہوگئے کیونکہ یہ تو ایک سر اور دو جسم والی ایک بچی تھی، اب ہو بہو حسین و جمیل دو جڑواں بچیاں موجود تھے یعنی اب وہ ایک نہیں دو بچیاں تھیں۔ حضور والا بچیوں سے بڑے شفیق ہوکر ملے۔ اپنی چادریں عطا فرمائی اور کہا نمازوں کی پابندی کرنا اور اللہ کا شکر ادا کرنا۔ بچیوں کا باپ مسرور ہوکر بامراد گیا۔

بصرہ کی فصلوں پر ٹڈی دل کا حملہ

ایک سال بصرہ کی ہر فصل پر ٹڈی دل حملہ کررہے تھے، تمام فصلیں تباہ و برباد ہورہی تھیں۔ بادشاہ نے پریشان ہوکر آپ کی خدمت میں معروضہ بھیجا!

حضور والا نے شاہی فرمان پڑھا اور جواب لکھ بھیجا کہ قاضی کو برخاست و معزول کردو یہ عتاب الٰہی ہے۔ بس یہ فرمان پڑھ کر بادشاہ نے قاضی کو طلب کیا۔ قاضی سے پوچھا بتا تو نے ایسا کونسا گناہ کیا ہے جس کی وجہ سے یہ عتاب نازل ہورہا ہے! جواب میں قاضی نے ہیرا چاٹ کر خودکشی کرلی۔ بعدازاں تفتیش کی گئی تو قاضی بڑا عیاش اور اوباش نکلا جس نے پہلی بیوی کے زندہ ہوتے ہوئے اس کی سگی بہن سے نکاح کرکے کسی اور مکان میں رہتا تھا اور یہ فعل حرام تھا جس کی سزا عوام بھگت رہی تھی۔

سید ابو یوسف الطحاوی کا حاضر خدمت ہونا

سید ابو یوسف نوعمر انتہائی پرہیزگار متقی عالم تھے۔ حضور والا سے حدیث احسان کی تشریح چاہی۔ اسلام کیا ہے؟ فرمایا ایک اللہ، ایک رسول ﷺ کی محبت کو بلاتفریق متحد کرنے کا نام اسلام ہے اور اس محبت کے محب کو مسلمان کہتے ہیں: پوچھا ایمان کیا ہے؟ فرمایا محبوب سے محبت کا اقرار کرنے کے بعد محبوب کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ یعنی ملائکہ، مرسلین، کتب حقہ، قضاء و قدر، خیر و شر کی حکمتوں کی معرفت کے ساتھ اطاعت کرنے کا نام ایمان ہے۔ پوچھا احسان کیا ہے؟ حضور والا نے فرمایا: ''احسان'' میں پانچ حروف ہیں مکررہ کو غیر مکررہ کرتے ہیں تو صرف احسن رہ جاتا ہے۔ احسن قلب کا مقام ہے یعنی ذات انسانی سے متعلق ہے، احسن سے اگر الف کو قطع کریں تو حسن رہ جاتا ہے اور حسن قالب سے متعلق ہے۔ اگر بندے کا قالب حسن اور قلب مرتبۂ احسن پر جاتا ہے تو انسان، احسان نام کا نور بن جاتا ہے۔ دیکھا جائے تو احسان اور

انسان میں صرف ’’نون‘‘ کا فرق ہے، انسان کا پہلا ’’نون‘‘ جب ’’حا‘‘ کی شکل اختیار کر لیتا ہے احسان کا مرتبہ اس پر ظاہر ہو جاتا ہے اور اس کا دین مکمل ہو جاتا ہے۔

سائل کا دوسرا سوال: خلق اور خلقت کیا ہے؟

جواب: خلق۔ اخلاق کا مادّہ ہے۔ اخلاق ’’اللہ‘‘ کے صفات ہیں۔ خلق صفت ہے، خلقت صفات کی مظاہر ہے۔ لہٰذا اللہ کے صفات سے بغض و عناد نہ رکھنا ہی عین اسلام ہے۔ سب سے محبت کرنا ایمان ہے۔

کھارے کنواں کا میٹھا ہو جانا

لوگوں نے شکایت کی کہ حضور ہمارے شہر میں ایک بہت بڑا کنواں ہے جس سے ہم سیراب ہوتے ہیں۔ مویشی اس کا پانی پیتے ہیں اور اچانک اس کا ذائقہ کھارا ہو گیا ہے اور آج اس کا پانی قابل استعمال بھی نہ رہا۔ کرم فرمائیے! حضور والا ہمارا کنواں اپنی اصلی حالت میں آجائے۔ آپ نے مسکرا کر نمک پر کچھ دم کر کے دیا اور کہا جاؤ اس نمک کو کنویں میں ڈال دو۔ حسبِ ارشاد لوگوں نے کیا اور ذائقہ شیریں ہو گیا۔

مسجد کی تعمیر کا ایک عجیب واقعہ

شاہی حکم کے مطابق بصرہ میں ایک سر پھرے وزیر کے اہتمام میں ایک مسجد کی تعمیر کے لئے بنیاد رکھی جا رہی تھی، اچانک زمین سے خون کا فوارہ

چھوٹ پڑا سب مزدور گھبرا گئے۔ آپ کا قیام قریب ہی کے ایک مکان میں تھا، وزیر کے حکم سے کچھ مزدور حاضر خدمت ہوئے اور واقعہ سنایا۔ حضور کے آنسو جاری ہو گئے اور کہا وہ اللہ کا شہید ہے، چلو چلتے ہیں۔ آپ جائے وقوع پر تشریف لے گئے اور دیکھا کہ خون بہہ رہا ہے! آپ نے معافی طلب کی اور اسی جگہ اس قبر کو تعمیر کرانے کا قصد کیا۔ خبر اُڑی تو بادشاہ وقت تک پہنچی بادشاہ وقت نے کہا کہ آپ اجازت دیں تو اس شہید کی قبر کھود کر لاش مبارک وہاں سے دوسری طرف منتقل کرتے ہیں تو آپ نے اجازت دے دی۔ لاش مبارک نکالی گئی ہزاروں لوگ دیدار و زیارت سے شرفیاب ہوئے بعدہٗ دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھ کر قریب کے باغ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

عادل شاہی طرز تعمیر پر مسجد کا نقشہ بنایا گیا

بادشاہ وقت کی التجا پر مسجد کی تعمیر کا کام آپ نے اپنے ذمہ لے لیا اور عادل شاہی طرز تعمیر پر مسجد کی تعمیر کی گئی۔ مسجد سے متصل ایک اسلامی درسگاہ بھی تعمیر کی گئی اور آپ کی خانقاہ بھی وہیں بنائی گئی۔ جہاں آپ نے عرصۂ دراز تک منصب امامتِ حقہ پر فائز رہ کر بندگانِ خدا کی ظاہری و باطنی رہبری فرمائی۔ انہیں میں سے باصلاحیت ناظر و منظور مریدین کو خلافت و نعمت سے سرفراز فرما کر مسجد و خانقاہ کی نگرانی و سرپرستی کی ذمہ داری سونپ دی۔

حضرت خضر علیہ السلام کی آمد

حضرت خضر علیہ السلام ایک دن حاضر ہوئے اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ

میں حاضر ہونے کی دعوت دی ۔اب تک بصرہ میں آپ کے تین سال ایک مہینہ گذر چکا تھا دوسرے دن صبح اور شام اہل بصرہ سے ملاقاتیں رہیں اور اہل بصرہ کسی بھی قیمت پر آپ کو وہاں سے کہیں بھی جانے نہیں دینا چاہتے تھے ۔ آپ نے لوگوں سے کہا بصرہ میں، میں نہیں رہوں گا مگر بصرہ میرے ساتھ رہے گا۔الغرض ! تین روز تک ہر خاص وعام سے ملاقاتیں رہیں، وعظ ونصیحتیں چلتی رہیں ۔آخر کار چوتھے دن بصرہ سے نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد رخت سفر باندھا تاکہ سیدالاولیاء حضور غوث العالمین کی بارگاہ میں حاضری ہوسکے ۔

بغداد کی سرحد میں داخلہ

بغداد کی سرحد میں جیسے ہی حضرت نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر قافلہ داخل ہورہا تھا ایک معمر شیخ اپنے ہاتھ میں ایک طبق لیے ہوئے آپ سے ملا علیک سلیک کے بعد کہا: اے بزرگ ! کیا آپ بغداد شریف جارہے ہیں؟ کہا ہاں ! تو شیخ نے کہا یہ پھول ہیں، حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پیش کر دیجیئے ۔حضور والا نے کہا دکھاؤ ! اُسے خوان پوش ہٹا کر دکھایا تو واقعی پھول تھے ۔حضور والا نے کہا اے ظالم کب تک لوگوں کو گمراہ کرتا رہے گا! یہ کیوں بھول چکا ہے کہ اللہ نے تجھے اور مجھے اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے! تو کیوں اللہ کی منشاء سے بھٹک کر لوگوں کو بھٹکا رہا ہے؟ بوڑھے شیخ نے کہا حضرت میں نے کیا خطا کی ہے جو آپ غضبناک ہورہے ہیں؟ حضور والا نے آگے بڑھکر طبق کا کپڑا کھینچ لیا، بوڑھا شیخ بھونچکارہ گیا، دیکھا تو طبق میں پھول کی جگہ بوسیدہ ہڈیاں بھری پڑی تھیں ۔حضور والا نے کہا افعال لعنت

سے کیوں ملعون ہورہا ہے؟ اے ملعون ! اللہ کے عاجز فقراء سے تیرا یہ مذاق تجھے اور ملعون کر دے گا۔ بوڑھا شیخ مسکرا کر کہنے لگا آپ نے مجھے پہچان ہی لیا اور کیسے نہیں پہچانیں گے آخر ایک غوث، ایک غوث سے ملنے جو جارہا ہے! حضور والا اس شیخ پر جلالی لہجے میں برس پڑے اور کہا اے ابلیس ! میں غوث نہیں ۔غلام غوث اعظم ہوں اور ایک غلام اپنے آقا کی بارگاہ میں جارہا ہے ۔ابلیس نے مسکرا کر کہا ! چلو میرا یہ حربہ بھی بیکار گیا، خیر خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب کی بار میں دو باتیں بتاؤں گا سن لیجیئے؟ حضور والا نے کہا بتا! کیا بتانا چاہتا ہے؟ ابلیس نے کہا آخری دم تک علم حاصل کیجئے اور اللہ کی بارگاہ میں کثرت سے سجدے کیجئے ۔حضور والا نے کہا ہاں ! میں ان دونوں افعال کے انجام سے واقف ہوں ۔ابلیس نے کہا کیا معنٰی ؟ حضور والا نے کہا حضرت آدم نے بھی علم حاصل کیا اور تو نے بھی علم حاصل کیا، انجام ظاہر ہے کیونکہ حضرت آدم کا علم باعرفان الٰہی تھا، تیرا علم بے عرفان الٰہی ہے اور اسی علم نے تجھے مارا اور حضرت آدم کو بچالیا کیونکہ یہ فضل الٰہی تھا، رہی دوسری بات سجدے کی ۔تجھے بہت عزیز تھے اور حضرت آدم کو بھی عزیز تھے تجھے خدا نے حکم سجدہ سے ہلاک کر دیا اور حضرت آدم پر سجدے رحمت بن گئے ۔شیطان شرمندہ ہو کر چلا گیا۔

المختصر ! جب آپ بغداد شریف میں داخل ہوئے تو حضور والا کے استقبال کے لئے بارگاہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے کچھ مخصوص خدام آئے اور آپ کو بارگاہ غوثیت میں لے گئے، آپ نے در دولت پر دوگانہ نماز ادا کی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا دروازہ مقفل تھا خدام سے کہا دروازہ کھولیں ! خدام نے کہا حضور آپ خود

ہی کھول لیجئے۔آپ حضوروالا نے در دولت پر کہا السلام علیک یا سیدی اندر سے جواب آیا وعلیکم السلام یا عبدی اور تالا خود بخود کھل گیا۔حضور والا بارگاہ قادریہ عالیہ میں تشریف لے گئے اور سلامِ عقیدت کا نذرانہ پیش کیا دوران سفر گیارہ ختم قرآن کیا تھا اس کا ثواب بارگاہ اقدس کی نذر کیا،فاتحہ کے بعد بارگاہ اقدس معطر ہوگئی، آنکھوں سے اشک رواں ہوگئے،بڑے برسوں کی حسرت نکل رہی تھی،خادم بارگاہ نے عرض کیا حضوروالا آپ کو بیت الامان میں ٹھہرانے کا حکم ہوا ہے۔لہٰذا آپ تشریف لے چلئے آپ بیت الامان نام کے حجرے میں تشریف لے گئے،اس وقت کے سجادہ نشیں نے دعوت نامہ بھیجا کہ دوپہر کا کھانا میرے یہاں قبول فرمائیں، آپ نے ادباً قبول کیا مگر حضورغوث پاک رضی اللہ عنہ کے لنگر پر گذارہ کرنے کی درخواست بھی بھیج دی۔کیونکہ لنگر صبح شام چلتا ہی رہتا تھا۔الغرض! آپ دوپہر کا کھانا کھا کر برج عجمی کی زیارت کا ارادہ ظاہر کیا،حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سجادہ نشین نے آپ کی یہ خواہش پوری کی اور آپ نے یہاں گیارہ دنوں تک رہنے کی درخواست کی جومنظور کرلی گئی۔آپ نے حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اس مقدس جگہ کو کعبۂ عشق کا درجہ عطا فرمادیا اور ایک لمبی عشقیہ نظم فی البدیہ کہی افسوس کہ صرف ایک مصرع رہ گیا جو برج عجمی کے قریب کندہ کروایا گیا تھا۔

کعبۂ عشق است برج عجمی

المختصر! آپ نے برج عجمی کے قریب گیارہ دن تک مقیم رہے حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ کی روح پرفتوح سے نیاز حاصل کیا اور علوم وعرفان کی دولت حاصل کی آپ نے ان گیارہ دنوں میں ایک منظوم کلام کا مجموعہ عشق

نامہ کے نام سے تحریر فرمایا اور گیارہ دنوں کے بعد آپ بیت الامان تشریف لے گئے۔رات کے پہلے پہر میں اس عشق نامے کے اشعار پڑھکر حاضرین کو عشق کے رموز ونکات سمجھاتے تھے۔ہر رات آپ کی بارگاہ بیت الامان میں ہزاروں کا مجموعہ رہتا تھا حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ کی روح پرفتوح نے حکم فرمایا کہ بیان قال وحال چاہئے؟ حضوروالا پریشان ہوگئے کہ بارگاہ عشق و کرامت یعنی منبع ولایت میں مجھ جیسا شخص لب کشائی کی جرأت کس طرح کرسکتا ہے؟ بالآخر حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک رات آپ کو حجرۂ خاص میں طلب کیا آپ نے حسبِ ارشاد کیا۔

حضوروالا بارگاہ غوثیت معاب میں حاضر تو ہوچکے تھے مگر پسینے سے شرابور ہورہے تھے حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ عالم رویاء میں نمودار ہوئے تو حضوروالا نے قدمبوسی اور دست بوسی کی حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے سینے سے لگالیا اور آپ کا سینہ علوم کا گنجینہ بن گیا،تحت الثریٰ سے عرش معلی اور پرے کی ہر چیز روشن ہوچکی تھی،لوح محفوظ کی ہر تحریر آپ کے گرد رقص کررہی تھی،فرشتے آپ کے حق میں مراتب کے لئے دعا گو تھے،زمین وآسمان کی کوئی حقیقت آپ سے پوشیدہ نہیں رہی تھی۔حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے مقابل بٹھالیا اور براہ راست بیعت سے سرفراز فرمایا۔آپ مسرور تھے حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کے سامنے قرآن کھول کر کہا پڑھو! آپ نے تعوذ وتسمیہ کے بعد صرف بِسۡمِ اللّٰہ پڑھی ہی تھی کہ اَللّٰہ الرحمن الرحیم کے حروف انوار کی صورت میں بذریعہ نظر آپ کے قلب پاک میں منتقل ہوگئے۔پھر الحمد کی سورت سے آخری سورت و النّاس تک آپ کی نظر سے ہوتے

ہوئے آپ کے قلب پاک میں قرآن کے انوار منقش ہوگئے۔ آپ حیرت زدہ تھے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے قرآن پڑھایا یا قرآن پلایا تھا۔ پھر حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اے میرے فرزند! بس یہی کیفیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تھی کہ آپ گھوڑے کے رکاب میں ایک قدم رکھ کر دوسرا قدم رکھنے تک ختم قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔ سبحان اللہ! کس قدر حیرت انگیز گتھی کو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے سلجھا دیا۔

الغرض! حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ اب عجمی نہیں عربی ہوگئے ہیں، بس جاؤ اہل بغداد میں ہماری نشستوں کی یاد تازہ کرو اور گیارہ مہینے ہماری بارگاہ میں قیام کرو۔ حسب ارشاد آپ نے تعمیل کی ہر رات ایک نشست کا انتظام کیا جانے لگا آپ عشق کے اسرار و رموز بیان کرنے لگے، عشق نامہ کے اسرار بیان کرنے لگے، جب قال حال میں تبدیل ہوجاتا تو کئی حضرات آپے سے باہر ہوجاتے کئی دیوانہ وار رونے بلکنے لگتے، بیہوش ہوجاتے، رجال اللہ مردان غیب، ابدالین کی مست جماعتیں آپ کے بیانات سننے کے لئے آتیں اور سبحان اللہ کے نعرے گونجتے۔

ایک دن آپ نے بیان فرمایا کہ قرآن میں کہیں بھی کسی خاص ولی کا ذکر ماسوئ حضرت لقمان اور حضرت خضر علیہ السلام کے نہیں ملتا مگر کیا میرے غوث کا نام قرآن میں نہیں ہے؟ ہر آدمی حیران تھا، ہر شخص پریشان تھا کہ یہ کیا نکتہ ہے؟ آپ نے کہا سید العالمین، سید الکونین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اطہر اللہ کے قریب آسمانوں پر احمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا، زمین پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔ اسی طرح حضور غوث العالمین کا نام اطہر ''عشق'' تھا جو حروف مقطعات میں پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

آپ کی روح اطہر عشق کا مظہر ہوئی اور زمین پر آپ کا وجود اطہر عبد القادر محی الدین جیلانی ہوا۔ فرمایا شب معراج کو یاد کرو حضرت جبرئیل علیہ السلام براق لے آئے، براق کیا ہے؟ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ برق رفتار کا مظہر ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کی عقل کامل کا مظہر تھے، ایک حد کے بعد دونوں رک گئے مگر آپ سوار ہو کر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوئے۔ عشق کیا ہے؟ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی روح پاک کا مظہر ہے، آپ کی ذات اطہر کا مظہر ہے، پس اس راز کو آپ نے ھٰذہٖ قدمی کے دعویٰ میں پیش کیا۔ سبحان اللہ! آپ نے حق کہا، میرے کندھے پر میرے نانا کا قدم اور روئے زمین کے ہر ولی کے کندھے پر میرا قدم۔ حاضرین سبحان اللہ کے نعرے لگانے لگے۔

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا لنگر دن رات جاری ہوا۔ آپ کے مبارک زمانے کی یاد تازہ ہوگئی۔ آپ نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی تعلیمات کو آپ ہی کی خانقاہ میں جاری کیا اور خانقاہ میں قال اللہ قال الرسول کی صدائیں گونجنے لگیں۔

حضور والا کی خدمت میں ایک بڑھیا کا آنا

ایک دن نماز فجر کے بعد آپ مریدین کے ہمراہ ناشتہ فرما رہے تھے کہ اچانک ایک حسین و جمیل بڑھیا نے اندر تشریف لانے کی اجازت چاہی آپ نے پانی پی کر فوراً ہاتھ دھولیا اور بڑھیا کو لینے کے لئے خانقاہ سے باہر تشریف لے گئے اور بوھیا کو اپنی نشست پر بٹھا کر خود سامنے بیٹھ گئے۔ بڑھیا نے مختصر سی گفتگو کے بعد ایک سوال پوچھا ''العشق ھو النار'' کا معنی

تمہارے نزدیک کیا ہے؟ حضور والا نے العشق هو النار تین مرتبہ کہا چوتھی مرتبہ آپ آگ کا شعلہ بن کر چھت توڑ کر آسمان کی طرف گئے اور غائب ہو گئے۔ حاضرین یہ کیفیت دیکھ کر خائف ہو گئے، عقلیں حیران تھیں کہ یہ کیا ماجرہ ہو رہا ہے اور بڑھیا مسکرا رہی تھی۔ حاضرین نے پوچھا ماں صاحبہ آپ نے ہمارے حضور والا کے ساتھ یہ کیا معاملہ کیا وہ کہاں گئے اور بلاؤ انہیں؟ تو بڑھیا نے کہا درود شریف کثرت سے پڑھو، تمام حضرات پڑھنے لگے، فضا معطر تھی اور آپ پانی کے حوض سے ظاہر ہوئے۔ کپڑے پانی سے تر تھے، تمام مریدین حاضرین کثرت سے درود شریف پڑھ رہے تھے تو حضور والا بھی درود شریف کے ورد میں مشغول نظر آرہے تھے۔ ختم درود کے بعد بڑھیا دعائیں دیتی ہوئی لوٹ گئی۔ حاضرین نے پوچھا حضور والا یہ بڑھیا کون تھی؟ آپنے فرمایا احترام سے نام لو یہ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا تھیں۔

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ارشاد

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے مراقبہ میں حکم دیا کہ بغداد کے کامل اولیاء اللہ کی زیارت کی جائے۔ آپ نے سب سے پہلے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا ارادہ فرمایا تو لوگوں کا اژدہام آپ کے پیچھے چل رہا تھا اور آپ نے منع فرمایا صرف چھ مریدین جو آپ کے ساتھ بیجا پور سے چلے تھے، انہیں کو لے کر حاضر بارگاہ جنیدی رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔ آپ نے سلام عشق وعقیدت پیش کیا خادم نے تالا کھولا، دن کا وقت تھا تمام فانوسوں کے چراغ خود بخود جل گئے اور آپ تنہا آستانۂ جنیدیہ میں رہ گئے۔ حضور جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر

فتوح نے آپ کو دعائیں دی، خدمت خلق کو مقصد ومشرب بنا لینے کی نصیحت فرمائی اور ایک مختصر سا کتابچہ عطا فرمایا، حضور والا کو دیا اور کہا پڑھو! آپ نے اشکبار آنکھوں سے رسالہ کھولا آپ حیران ہو گئے کہ آپ پر بارہ سو فتوے دیئے گئے تھے جو آپ کی ذات کے خلاف تھے۔ حضور والا نے پوچھا یہ کیا ہے؟ حضور جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ میرے دور کے علماء کا اسلام ہے۔ حضور نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ کتابچہ اور علماء کا ایسا اسلام جو آپ کی ذات کے خلاف ہے یہ میرے کس کام کا؟ حضور جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہی تو انسان کے صوفی ہونے کا ثبوت ہے۔ خدا جانے اور کیا گفت وشنید ہوئی کہ بہت جلد آپ نے وہاں سے نکل کر حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا قصد کیا اور وہاں سے فراغت کے بعد بغداد شہر کے کئی کاملین یعنی اولیاء اللہ کی زیارت کے بعد واپس حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

بادشاہ وقت کا سوال

بادشاہ وقت نے شاہی قاصد کے ہاتھوں ایک برتن میں ایک خط بھیجا جس میں لکھا تھا اے درویش! تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟ حضور والا نے خط پڑھا اور اپنے پاس رکھ لیا اور برتن میں ایک عطر کی شیشی رکھ کر بادشاہ کی خدمت میں بھیج دی۔ بادشاہ نے عطر کی شیشی لی اور سونگھ کر کہا یہ عشق کی خوشبو ہے یہ تو عاشق ہے! خدا کرے بغداد میں اس کے عشق کی خوشبو پھیلے پھر محل میں تشریف آوری کیلئے یہ پیغام بھیجا کہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُوْلُوا الْاَمْرِ مِنْکُمْ یعنی اللہ کی اطاعت کرو، اللہ کے رسول کی اطاعت کرو

اور بادشاہ کے امر کی اطاعت کرو۔آپ نے جواب میں خط بھیجا کہ اللہ کی اطاعت فقراء دیدار الٰہی کے ساتھ کرتے ہیں، رسول پاک ﷺ کی اطاعت بھی دیدار رسول پاک ﷺ کے ساتھ کرتے ہیں۔رہا اولوالامر منکم کا سوال ہمارے مشرب میں صاحب امر صاحب ولایت اور کامل ولی اللہ کو کہتے ہیں جو اللہ اور رسول پاک کو پہچانتا ہو وہ اطاعت بھی حضور غوث پاک کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کر رہا ہوں۔رہا سوال تمہاری اطاعت کا مجھے اس کیلئے وقت ہے، نہ میں تمہاری رعایا میں شامل ہوں۔بادشاہ نے پھر خط بھیجا کہ مجھے حاضری کی اجازت دی جائے۔تو آپ نے بادشاہ کو حاضری کی اجازت دی، بادشاہ شان و شوکت کے ساتھ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔آپ نے کھڑے ہو کر بادشاہ کا استقبال کیا۔بادشاہ دعاؤں کا طالب ہوا اور نصیحت طلب کی تو آپ نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی تصنیف فتوحاتِ ربانی پیش کی اور کہا میرے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی یہ نصیحتیں ہیں اس پر عمل کرو آج دنیا کے بادشاہ ہو کل دین کے بھی بادشاہ بن جاؤ گے بس بادشاہ خوشی خوشی چلا گیا۔

ایک وزیر کی حاضری

آپ کی بارگاہ میں ایک مغرور وزیر حاضر ہوا آپ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور وہ بیٹھ گیا کچھ بھی التفات نہ پا کر وزیر اندر سے پریشان اور غصہ سے سرخ ہو رہا تھا اتنے میں ایک بڑھیا ایک پانچ سالہ بچہ کو لے آئی۔حضور والا بچے کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور بڑھیا سے پوچھا کیا ہوا ہے اس بچہ کو؟ بڑھیا نے کہا حضور یہ بچہ بچپن سے نہ بولتا ہے نہ سنتا ہے۔وزیر اچانک

بول پڑا اور کہا بغداد میں آتے ہی گدھے بھی ولی بن جاتے ہیں۔حضور والا نے تحمل کے ساتھ فرمایا: گدھے نہیں گدے ولی بن جاتے ہیں۔وزیر نے کہا ثابت کیجئے۔حضور والا نے گونگے، بہرے بچے کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: اے بچہ تو کون ہے؟ بچہ نے بے ساختہ کہا انا ولی الله یعنی میں اللہ کا ولی ہوں۔وزیر پریشان تھا حضور والا نے کہا اے شخص! تو کون ہے؟ تو وزیر نے منہ کھولا تو گدھے کی طرح چیخنا چلانا شروع کیا، اس کی آواز بالکل گدھے کی طرح معلوم ہو رہی تھی، تمام حاضرین حیران تھے حضور نے کہا اے بڑھیا یہ بچہ تیرا پوتا ہے مگر یہ مردان خدا میں سے ہے، اسے اللہ کیلئے اپنی خدمت کے فرائض سے آزاد کر دے اور اپنا حق معاف کر دے جیسے ہی بڑھیا نے اللہ کیلئے اپنا حق معاف کیا بچہ شہباز کی طرح اڑ کر پتہ نہیں کہاں غائب ہو گیا۔وزیر آپ کے قدموں میں گرا اور معافی مانگی۔آپ نے فرمایا یہی تیری سزا ہے کہ تو نے گدھے اور گدے کا فرق نہیں سمجھا۔سو میں نے تجھے سمجھا دیا۔

حضور والا کی خدمت میں ایک عورت کی فریاد

حضور والا کی خدمت میں روتی بلکتی ایک عورت بے جھجک بدحال آپ کی بارگاہ میں داخل ہوئی اور قدموں میں گر کر رونے لگی آپ نے ماجرہ پوچھا تو کہا حضور والا میں بیوہ ہوں، میرے شوہر نے کچھ پونجی اور سونے چاندی کے زیورات چھوڑ رکھے تھے جسے میں نے اپنی دو بیٹیوں کی شادی کیلئے رکھا تھا مگر اچانک کل رات وہ پونجی چوری ہو گئی، خدا کرے وہ زیورات

اور میری پونجی اس چور کے حق میں سانپ بچھو بن جائیں۔حضور والا نے کہا آمین! پھر عورت سے کہا تھوڑی دیر خاموش بیٹھی رہ،عورت بیٹھی رہی اتنے میں دو اشخاص دوڑتے ہوئے آپ کی بارگاہ میں داخل ہوئے اور کہا ہماری جان بچا لیجئے ہم نے آپ کا نام بہت سنا ہے۔حضور والا نے پوچھا تم نے کیا قصور کیا ہے ہوا کیا ہے؟ دونوں نے کہا حضور ہم چور ہیں کل رات ہم نے کسی کے گھر میں چوری کی تھی آج جیسے ہی ہم نے چوری کیے ہوئے مال کی گٹھری کھولی اس میں سے سانپ اور بچھو برآمد ہوئے،بچھوؤں نے ہمیں ڈس لیا اور سانپ تو ہمارا پیچھا کرتے ہوئے آپ کے دروازے تک آچکے ہیں اور باہر ہیں۔حضور والا نے کہا یہ وہی عورت ہے جس کا مال تم نے چرایا تھا،اب اس سے معافی مانگو اور سارا مال لوٹا دو۔چوروں نے اس عورت کے قدموں میں گر کر معافی طلب کی،اس بیوہ کو رحم آگیا اس شرط کے ساتھ وہ معافی عطا کی کہ اس کا سارا مال لوٹا دیا جائے۔چوروں نے وعدہ کیا اور اجازت لے کر اپنے گھر گئے اور سارا مال عورت کے قدموں میں رکھ دیا جو دوبارہ پونجی بن چکا تھا۔دوبارہ پھر چوروں نے حضور سے معافی مانگی آپ نے اس شرط پر معاف کیا کہ وہ چور آپ کے ہاتھ پر توبہ کرے چوروں نے حسب ارشاد توبہ کی اور آپ سے مرید ہونے کا ارادہ ظاہر کیا۔تو آپ نے انہیں اپنے حلقۂ ارادت میں داخل کر لیا وہ آپ سے مرید کیا ہوئے آپ نے نظر کیا ڈالی کہ چوروں کے قلوب روشن ہو کر اللہ کی طرف مائل ہو گئے۔حضور والا نے اس دکھی عورت سے کہا اے مائی تیری دو بیٹیاں ہیں،ان دونوں بھائیوں کے نکاح میں دیدے اور اب یہ چور نہیں رہے بلکہ یہ اللہ کے اولیاء بن گئے

ہیں۔عورت بہت خوش ہوئی،بیٹیوں کو لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی ان لڑکیوں کا نکاح آپ نے خود دونوں بھائیوں کے ساتھ کر دیا۔

اولیاء کی جماعت میں حضرت خضر علیہ السلام کا سوال

حضور والا ایک مرتبہ کئی اولیاء کے ساتھ خانقاہ قادریہ میں تشریف فرما تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے سوال کیا اے فقیر اللہ آپ نے ”عشق نامہ“ تحریر کیا ہے کچھ رموز ہمیں بھی بتائیے۔حضور والا نے فرمایا عشق ایک آگ ہے اس آگ کے پرستار اس آگ میں جل کر جب عشق کی صورت اختیار کر لیتے ہیں تو عاشق کہلاتے ہیں۔عاشق کے پردے میں عشق ہی معشوق کی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے۔جب عاشق معشوق سے ملتا ہے تو عشق،عاشق اور معشوق تینوں ایک ہو جاتے ہیں جب تک جدا ہیں تب تک فراق اور کثرت کا وجود باقی رہتا ہے جب تینوں ایک ہو جاتے ہیں تو ایک ہونے کا راز سمجھ میں آتا ہے۔ایک ہو جانا ہی کمال انسانیت ہے اور یہ مرتبہ انسان کے سوا کسی کو بھی حاصل نہیں۔عشق کے میدان میں بزدل کو قدم نہیں رکھنا چاہئے۔عشق کی زمین تانبے کی اور سورج سوا نیزے پر ہوتا ہے۔قیامت سے پہلے عشق خود قیامت برپا کرتا ہے،عشق میں تین حروف ہیں عین،شین،قاف۔”عین“ سے عشق عبد ہوتا ہے۔”شین“ سے شعور عشق حاصل کر کے بندگی میں مستقیم ہوتا ہے اور ”قاف“ سے ذات انسانی کے کوہ قاف میں معشوق ہوتا ہے۔’ع‘ سے عبد شین سے شر کا قاتل ’قاف‘ سے قائم ذات ہو جاتا ہے۔’ع‘ سے عارف۔’شین‘ سے شریف۔’قاف‘ سے قاتل نفس ہوتا ہے۔عشق عبد کی عین۔عشق کی شین

کے شر کو فنا کر کے معشوق کے قاف میں فنا ہو جاتا ہے۔جب تک عبد عشق کی عین سے نہیں دیکھتا وہ اندھا ہوتا ہے اور عشق کے شین سے شر کو فنا نہیں کرتا تب تک اس پر اسرار عبودیت فاش نہیں ہوتے۔جب تک عبد کی عین اور عشق کی عین، عین بعین یعنی ایک نہیں ہو جاتے تب تک بندہ نہ خود کو پہچانتا ہے نہ رب کو! جب تک عبد کا باعشق کے شین میں فنا نہیں ہو جاتا تب تک بشریت کا حجاب باقی رہتا ہے۔جب تک عبد کی دال عشق کے قاف یعنی ذات انسانی پر دلیل نہیں بن جاتا تب تک اس پر اسرار خودی فاش نہیں ہوتے۔جب عبد عشق میں محو ہو جاتا ہے تو عشق عبد ہو جاتا ہے اور عبدالقادر کا مقام ظاہر ہو جاتا ہے۔جب عبد اور عشق باہم متحد ہو کر یعنی ایک جان ہو کر عشق کی عین سے انسان کے الف کو دیکھتے ہیں تو سر الف کے ساتھ حدیث کے علوم اس پر فاش ہو جاتے ہیں۔عشق کی شین جب انسان کے پہلے نون کا مشاہدہ کرتی ہے تو نور وحدت سے واقف ہو کر یعنی عارف بن کر شین کے تین نقطوں سے تین زمانوں کا حال معلوم کر لیتی ہے۔جب عشق کی قاف انسان کے سین کا مشاہدہ کرتی ہے تو یاسین (دل قرآن) کے نور میں ڈھل کر دلوں کا حال معلوم کر لیتی ہے۔جب عشق انسان کے آخری الف اور نون کا مشاہدہ کرتا ہے تو انا کے راز سے واقف ہو کر کبھی انا العبد کہتا ہے کبھی انا الحق کہتا ہے۔جب عشق کی عین بشر کے با کو نشانہ بناتی ہے، نفس کا شر کھل کر سامنے آجاتا ہے جب عشق کی شین بشر کی شین میں تبدیل ہو جاتی ہے تو نفس موت سے پہلے مر جاتا ہے۔جب عشق کی قاف بشر کے را پر نظر ڈالتی ہے تو رحمت باری کا مقام دیکھ لیتی ہے۔اسلئے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ

کہا گیا ہے عشق کے بغیر بشر مردہ ہے اور مِثْلُکُمْ کی شرط یعنی عشق کی شرط کے ساتھ بشر حیات دائمی حاصل کر لیتا ہے۔معلوم ہوا کہ عشق ہمیشہ زندہ رہتا ہے جس جسم میں عشق ظاہر ہوتا ہے وہ بھی زندہ ہی رہتا ہے۔عشق کا مظہر جس پر کن کہتا ہے وہ ہو کے ہی رہتا ہے۔عشق چاہے تو قم باذنی کہہ کر مردہ کو زندہ کر سکتا ہے عشق کارخانۂ قدرت میں ایک بیج کی مانند ہے، عشق ہی سے ہر چیز کو حیات حاصل ہے، نمو حاصل ہے، شگفتگی حاصل ہے۔عشق آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ و عیسیٰ علیہم صلوٰۃ والتسلیم ہے۔عشق کے بغیر انسان شداد و نمرود بن جاتا ہے۔جب عشق کی عین نے عزرائیل کی عین پر نظر ڈالی تو باحال عارف پائی۔جب عشق کی عین نے ''ز'' پر نظر ڈالی تو معز سے عزت حاصل ہوئی۔جب عشق نے عزرائیل کے الف پر نظر ڈالی تو امتحان مقصود ہوا اور آدم علیہ السلام کی تخلیق کا مرحلہ پیش آیا۔جب عشق نے ''ی'' اور ''ل'' پر نظر ڈالی تو ملائکہ کے مقامات میں مراتب کا مشاہدہ کیا۔جب عشق نے ابلیس کے الف کو دیکھا تو صرف احد کے الف کا قائل اور آدم کے الف کا منکر پایا کیونکہ وہ دو الف کا قائل نہیں تھا، اس میں ایک راز ہے جو بیان سے باہر ہے۔جب عشق نے ابلیس کے با کو دیکھا تو عبد کے ''با'' کا حاسد پایا کیونکہ الف کے بعد با آتا ہے اور ابلیس با کو خود کے سوا اور میں ہونا ناپسند کیا کرتا تھا۔جب عشق نے ابلیس کے لام کو دیکھا تو اُلوہیت کا مرتبہ پہچانا۔جب عشق نے ابلیس کے یا کو دیکھا تو کلمۂ ندا کا خواہشمند پایا۔جب عشق نے ابلیس کے سین کو دیکھا تو اس سین کے مقابل یا سین کو نور پایا۔جب عشق نے شیطان کے شین کو دیکھا تو شر میں ملوث پایا۔جب عشق نے شیطان کو دیکھا تو اپنے راستے کی رکاوٹ کو پہچانا۔جب عشق نے

آدم کو دیکھا تو قرار پایا۔

محرم کے دس دنوں تک مجالس

حضور نور محمد شاہ قادری بغداد میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت اور یزید پلید کے مظالم کی داستان کچھ اس انداز سے بیان کرتے تھے کہ سننے والے پر حال و گریہ طاری ہو جاتا۔ سامعین بے ساختہ رو پڑتے کئی حضرات بیہوش ہو جاتے اور ہر روز یہی کیفیت ہوتی۔ آپ نے ایک سو اکیس دلائل سے یزید کے کفر کو ثابت کیا۔ مجلس میں یزید پرست کرد علماء بھی موجود تھے یزید کے کفر کو برداشت نہ کر سکے اور حضور والا سے برہم ہو گئے۔

ایک پہلوان کے ساتھ تین علماءِ کرد کا آنا

حضور والا اپنے کمرے میں آرام فرما رہے تھے کہ خدام نے آنے والے مہمانوں کی خبر دی آپ نے مہمانوں کو اندر طلب کیا اور سامنے بٹھا کر آنے کا سبب پوچھا کر دعلماء نے کہا کہ آپ توبہ کریں اور یزید کی گستاخی کی معافی مانگیں حضور نے انکار کیا تو ایک پہلوان آگے بڑھا اور آپ کے گلے کی چادر کو پھندہ بنا کر آپ کا گلا گھونٹنے لگا اور تین علماء خنجر نکال کر خدام کو آگے آنے سے روکنے لگے اور ظالم پہلوان نے جیسے ہی پھندہ مضبوط کیا، پھندہ کالے ناگ کی صورت اختیار کر گیا اور ظالم کو ڈس لیا اور ظالم پہلوان نے آن کی آن میں دم توڑ دیا۔ حضور والا نے کہا آؤ مجھ پر خنجر چلاؤ اے یزیدیو! میں حسینی ہوں، ہر دور میں یزیدیوں نے حسینیوں پر ظلم کیا ہے۔ تینوں علماء پہلوان کی موت پر

حیران تھے، کالا ناگ اب ظالم کرد علماء کی طرف بڑھ رہا تھا۔ تمام علماء آپ کے قدموں میں گر کر معافی طلب کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم از سر نو مسلمان ہوتے ہیں، ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یزید ظالم و کافر تھا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔ ان کی ندامت دیکھ کر سانپ آپ کے گلے میں آ کر لپٹ گیا اور فوراً چادر میں تبدیل ہو گیا۔ سرکار نے فرمایا اب اس ایمان پر قائم رہنا اگر پھر کبھی یزید کو حق پرست سمجھا تو وہ دن تمہارا آخری ہوگا اور یہی کالا ناگ تمہارا کام تمام کر دے گا۔

ایک درویش کا مسجد پر قابض ہونا

کچھ لوگ حضور والا کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا کہ حضور ایک سر پھرا درویش مسجد پر قبضہ کر کے بیٹھ گیا ہے کسی کو قریب آنے نہیں دیتا اور تین دنوں سے نماز بھی نہیں ہو پائی اور کہا کہ اس کے پاس ایک عصاء ہے جس سے وہ جس کسی کو مارتا ہے وہ بیہوش یا دیوانہ ہو جاتا ہے۔ مسجد کے صحن میں گئے ہوئے تین بچوں کو اس نے مارا تو وہ صحن ہی میں مرے پڑے ہیں، سمجھ میں نہیں آتا کیا کیا جائے؟ بادشاہ کے وزراء بھی اس کے قریب جانے سے ڈرتے ہیں، حضور وہ کہتا ہے کہ میں ہی خدا ہوں، اگر سجدہ کرنا ہے تو صرف مجھے اور میرے سامنے کرو۔ حضور والا نے ایک کاغذ پر نہ جانے کیا لکھا اور ایک خادم کو دے کر کہا کہ بے جھجک درویش کے سامنے جائے اور اس کاغذ کو پھاڑ کر پرزے پرزے کر دیا جائے۔ حسب ارشاد خادم نے کیا درویش اپنے بال نوچتے ہوئے پاگل کی طرح ناچنے لگا اور خدام تین بچوں کی لاشیں لے کر حضور کی خدمت میں آئے۔ آپ نے اپنا عصاء پھیرا بچے فوراً زندہ ہو گئے اور

آپ کے قدموں میں گر پڑے۔

درویش کا آپ کی خدمت میں آنا

وہی مجذوب درویش روتا بلکتا آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ آپ نے میرے اوپر ظلم کیا ہے حضور نے پوچھا تو نے کتنوں پر ظلم کیا ہے؟ کہا بہت سوں پر! اس بے جھجھک بے حیا جواب کو پا کر حضور نے پوچھا تو کون ہے؟ کہا تمہارا خدا ہوں! آپ نے ایک نظر ڈالی درویش تاب نہ لایا کلیجہ پھٹ گیا اور خون کی قئے کر کے وہیں ڈھیر ہو گیا۔ لوگوں نے پوچھا حضور یہ کون تھا؟ فرمایا ایک جادوگر تھا جو درویش کی صورت میں لوگوں کی جانوں سے کھیلتا تھا۔

ایک طوطے کا آپ کی خدمت میں آنا

نماز فجر کے بعد ایک طوطا کہیں سے اڑتا ہوا آیا اور آپ کی گود میں بیٹھ کر **یَا نُوْرُ یَا نُوْرُ** کی تسبیح کرنے لگا آپ نے پوچھا اے پرندے! بتا یہاں کیوں آیا ہے؟ طوطے نے کہا حضور اکیلے میں کہوں گا۔ آپ اپنے کمرے میں طوطے کے ہمراہ تشریف لے گئے، طوطے نے فصیح زبان میں کہا کہ حضور بادشاہ وقت کی دوسری بیوی اپنے بھائی کی مدد سے بادشاہ کو زہر دلوا کر اپنے بیٹے کو بادشاہ بنانا چاہتی ہے۔ حضور والا نے پوچھا یہ بات تو نے کس طرح پائی؟ طوطے نے کہا میں محل کے ایک کونے پر بیٹھا تھا، بھائی اور بہن مل کر سازش کا منصوبہ بنا رہے تھے، یہ بات سن کر حضور نے ایک خط لکھا جس میں سارا ماجرہ

درج تھا، طوطے ہی کے ہاتھوں بادشاہ کو بھیج دیا، طوطے نے حسب ارشاد خط کو بادشاہ تک پہنچا دیا بادشاہ خط پڑھ کر حیران ہو گیا اور سوچا اپنی چہیتی بیوی اور اس کا یہ ارادہ تفتیش کروایا تو معاملہ سچ پایا۔ حضور والا کے حکم کے مطابق بادشاہ نے بھائی بہن کو اپنی مملکت کی سرحدوں سے نکال دیا۔

جنات کی فریاد

ایک معمر جن آپ کی خدمت میں آدھی رات کے وقت حاضر ہوا اور کہا حضور گستاخی کی معاف فرمائیں کہ اس وقت آپ کو تکلیف دے رہا ہوں۔ حضور نور محمد شاہ قادری نے مسکراتے ہوئے پوچھا کہو کیا ماجرہ ہے؟ معمر جن نے کہا: حضور میں سات سو جنات کا سردار ہوں، میرے قبیلے کے سات جنات کو عامل یحیٰ حموی نے اپنے اعمال سے مقید کر لیا ہے اور ان سے غلاموں کے کام لیتا ہے اور جس میں جائز و ناجائز کا بھی خیال نہیں رکھا جاتا۔ حضور والا نے کہا کیا تم عامل کے عمل کا توڑ نہیں جانتے؟ کہا حضور لاکھ تدبیریں کی گئیں مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ حضور والا نے فرمایا تمہاری قوم بھی تو انسانوں پر قبضہ کر لیتی ہے، تکلیف دیتی ہے، کیا اس وقت تمہیں یہ خیال نہیں آتا؟ معمر جن نے کہا حضور آپ نے حق کہا میں اور میری جماعت کے تمام جنات آپ کے ہاتھوں پر توبہ کر کے عہد کرتے ہیں جب تک جئیں گے کبھی کسی کو ناحق تکلیف نہیں دیں گے۔ حضور نے کہا اچھا تمہاری جماعت کے تمام جنات کو مسجد میں بلا لو ہم بھی آرہے ہیں۔ آدھی رات کو مسجد کا تالا کھلوایا گیا تمام جنات نے آپ کے ہاتھ پر توبہ و بیعت کی اور عہد کیا کہ کسی کو ناحق

تکلیف نہیں دیں گے۔ حضور والا نے فرمایا سات کوئلے کے ٹکڑے لاؤ، فوراً لائے گئے حضور والا نے ہر ٹکڑے پر ایک ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھی اور آٹھوں ٹکڑے معمر جن کے ہاتھوں دیکر کہا جاؤ اس کو کسی کنویں میں ڈال دو، حسب ارشاد تعمیل کی گئی عامل حموی کے اعمال تمام باطل ہو گئے اور آن کی آن میں تمام جنات آزاد ہو گئے۔

عامل یحیٰ حموی کا آپ کی خدمت میں آنا

عامل یحیٰ حموی کی یادداشت زائل ہو رہی تھی وہ حافظ قرآن تھا اور حفظ معدوم ہو چکا تھا، حتیٰ کہ کلمہ بھی یاد نہیں آ رہا تھا عامل کا پاگل پن دیکھ کر اس کی بیوی عامل کو حضور والا کی خدمت میں لے آئی اور معافی طلب کرنے لگی کہنے لگی کہ میرے شوہر پر کرم فرمائیں۔ آپ نے کہا اس نے جنات کی مدد سے جو کچھ کمایا ہے وہ سب کا سب مخلوق خدا میں تقسیم کیا جائے عامل کی بیوی نے وعدہ کیا اور وعدے کے مطابق عامل نے جو کچھ کمایا تھا غرباء و مساکین میں تقسیم کر ڈالا۔ عامل کی عقل تو لوٹ آئی مگر اب وہ نہ حافظ تھا نہ عامل بس ایک سیدھا سادھا مسلمان تھا۔

بغداد سے ایران کی طرف سفر

حضور نور محمد شاہ قادری ؒ نے گیارہ مہینے بغداد شریف میں قیام کرنے کے بعد حضور غوث اعظم کی اجازت سے ایران کی طرف رخت سفر باندھا آپ اور آپ کے چھ مریدین کے ہمراہ ۲۱/اکیس افراد بغداد سے ایران کی طرف

روانہ ہوئے۔

شہر ہمدان میں قیام

حضور نور محمد شاہ قادری ؒ اپنے ایک عزیز صوفی سید احمد (ؒ) کے گھر تشریف لے گئے کیونکہ آپ کی آمد کی خبر میزبان کو پہلے ہی ہو چکی تھی لہٰذا آپ کے قیام کے لئے ایک بہت بڑے حجرے کا انتظام الگ سے کیا گیا تھا۔ عشاء کے طعام کے بعد صوفی سید احمد کی اطلاع پر کئی علماء، کئی صوفیان کرام تشریف لائے، دین اور مقصد دین کے تعلق سے گفت و شنید ہوئی ایک شیعہ عالم صادق علی نے حضرت سے ایک سوال کیا شیعان علی ؓ سے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ حضور نور محمد شاہ قادری نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا وہی جو حضرت علی ؓ کی رائے تھی! سائل نے پھر پوچھا حضرت علی ؓ کی کیا رائے تھی؟ حضور نے فرمایا: وہی جو امام اعظم ابو حنیفہ ؓ کی رائے تھی! سائل نے پوچھا ایک امام کو آپ کا ہے ہمارے تو بارہ ہیں بارہ افضل ہیں یا ایک؟ حضور نے کہا ہمارا امام بارہ اماموں کا ترجمان ہے۔ سائل نے کہا تسلی نہیں ہوئی؟ حضور نے کہا تسلی کی کیا صورت ہے؟ سائل نے کہا وہی جو تاریخی شواہدات ہیں۔ حضور نے کہا تمہارے مؤرخین نے تو قریب قریب ہر خلیفۂ برحق کو ناحق پر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ سائل نے کہا آپ کا کیا خیال ہے؟ حضور نے کہا میں خود بھی حضرت علی ؓ کی اولاد سے ہوں مگر ہماری شریعت میں حفظ مراتب شرط ہے۔ سائل نے کہا حفظ مراتب کی آڑ میں آپ حضرت علی ؓ کے مخالفین کی

تائید کررہے ہیں۔حضور والا کا چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا میرا دین و ایمان حق ہے یا تیرا؟ چل اس کا فیصلہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے طلب کرتے ہیں۔سائل نے کہا یہ کس طرح ممکن ہے؟ حضور نے فرمایا یہ ممکن ہے کیونکہ اس امر کی گواہی قرآن مجید دیتا ہے۔اتنا کہہ کر حضور والا نے سنی علماء سے کہا آپ حضرات بھی ان شیعہ علماء کے ساتھ میرے کمرے میں آجائیے۔شیعہ اور سنی علماء حضور کے پیچھے آپ کے کمرے میں جیسے ہی داخل ہوئے تمام حضرات نے تعظیماً سر رکھ دیئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چھوٹا سا کمرہ وسیع و عریض گلشن میں تبدیل ہو چکا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان تخت پر جلوہ افروز ہیں، آپ کے دائیں بائیں خلفائے راشدین تشریف فرما ہیں بقیہ شیعیت کے بارہ امام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں تشریف فرما ہیں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حق بیان کیا جائے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مختصر خطبہ کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وثناء میں فرمایا آپ خاتم النبیین ہیں سید المرسلین ہیں، سید الکونین ہیں، وجہ تخلیق دو عالم ہیں، اگر اللہ آپ کو نہ پیدا کرتا تو نہ اپنی ربوبیت کا اظہار کرتا، نہ قدرت کا۔آپ سید البشر ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سید الامت ہیں آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ امیر الامت ہیں۔آپ کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ افضل و اعلیٰ غنی الامت ہیں آپ کے بعد ''میں'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی اور برحق خلیفہ ہوں اور میری اولادوں میں بارہ امام میرے نائبین ہیں میرے فرزندوں کا دین وہی ہے جو میرا ہے۔حضور نور محمد شاہ قادری کی طرف انگلی کا اشارہ کرکے فرمایا یہ میرا فرزند حق پر ہے اور میرے ہی دین و ایمان کا وارث

ہے اور شیعیت میرے نام اور محبت کی آڑ میں ایک گمراہ فریب ہے۔لہٰذا جو میرے دین و ایمان کے خلاف ہے وہ گمراہ ہے۔وہ تمام علماء جو حضور نور محمد شاہ قادری کے ساتھ آئے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم اطہر پر گر کر توبہ استغفار کرتے ہوئے لوٹ آئے۔خدا نے ان تینوں جید علماء کو توفیق بخشی اور وہ سنی مسلمان ہو گئے اور آپ تینوں حضرات کے جتنے چاہنے والے تھے وہ بھی توبہ کرکے سنیت قبول کر چکے۔

شیعہ حضرات کا آنا

مذکورہ تین علماء کی گواہی پر شیعہ حضرات جوق در جوق آپ کی خدمت میں تشریف لانے لگے آپ کے خطبات اور بیانات سے محظوظ ہو کر آپ کے ہاتھ پر توبہ کرکے سنی مسلمان ہو گئے۔عورتیں بچے اور بوڑھے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کرکے فیض حاصل کرتے رہے آپ کی شہرت شہر ہمدان میں آگ کی طرح پھیل گئی۔کئی مفلوک الحال بندے، کئی مریض، کئی طالب علم اور ہزاروں علماء آپ کی طرف رجوع کرنے لگے۔

علی احسانی کا سوال

حضرت نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سابقہ شیعہ عالم علی احسانی نے سوال کیا حضور والا ہمارے یہاں ایک روایت مشہور ہے کہ قرآن کریم کے چالیس پارے تھے جسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حذف کرکے تیس پاروں پر مشتمل قرآن پیش کیا کیونکہ دس پاروں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متعلق ہدایتیں

تھیں اور آپ کے مرتبے کے شواہدات تھے آخر اس سوال کی سچائی کیا ہے؟

جواب: حضور والا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا قرآن کے تیس پارے ہی حق ہیں ۔رہا دس پاروں کا سوال وہ دراصل آیات منسوخہ تھے نبی کریم ﷺ ہی نے اللہ کے حکم سے ان آیات کو منسوخ کر کے ان کی جگہ آیات ناسخہ کو قائم کیا۔ یہ معاملہ اللہ رب العزت ہی کے حکم سے ہوا ہے نہ کہ اس کام کے ذمہ دار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں ۔ یہ بات آپ کی ذات والا صفات پر ایک غلط بہتان ہے ،آپ ہر طرح سے پاک طیب و طاہر ہیں ۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیات ناسخہ بھی کلام الٰہی ہے آیات منسوخہ بھی کلام الٰہی ہے تو نسخ کا معاملہ کیوں پیش آیا ؟ کیونکہ آیات منسوخہ ،حروف مقطعات اور آیات متشابہات کی مانند تھے جس کو بعد کی امت کچھ کا کچھ سمجھ کر گمراہ نہ ہوجائے اس لئے اللہ کے رسول ﷺ کے دل اقدس میں جس آیت کے تعلق سے کچھ خیال گذرتا اللہ فوراً اس آیت کے بدلے دوسرا حکم نافذ فرمادیتا کیونکہ قرآن بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ یہ وہ کتاب ہے جسے پڑھ کر لوگ گمراہ بھی ہوجاتے ہیں اور ہدایت پر بھی آجاتے ہیں ۔

ایک عورت اور نابینا بچے کا آنا

ایک عورت آپ کی خدمت بابرکت میں ایک نو سالہ بچے کو لے آئی جو مادر زاد نابینا تھا اور کہنے لگی حضور والا آپ سادات عظام سے ہیں اور ہمارے آقا ہیں، آقا کی خدمت میں غلاموں کا نہ ہونا بڑی بدنصیبی ہے ۔اسلئے میں اپنے نابینا بچہ کو لے آئی ہوں مگر یہ آنے سے انکار کرتا تھا،میں بضد لائی

ہوں تا کہ اس پر آپ کا فیض جاری ہوجائے ۔حضور والا نے بچہ سے پوچھا اے بیٹے کیوں ہمارے پاس آنا نہیں چاہتے تھے؟ بچہ نے کہا میں نے ماں سے سنا تھا کہ آپ شمس الصوفیاء ہیں اور میں نے سنا ہے کہ میں اندھوں کے شہر میں ہوں ،اندھوں کے شہر میں سورج کا نکلنا کیا معنٰی ؟ آپ نے بڑی شفقت سے بچے کو اپنی گود میں بٹھا لیا اور اس کے آنکھوں میں اپنا استعمال کرنے والا سرمہ لگا یا ،بچہ نے فوراً درود پڑھنا شروع کیا اور کہا حضور میں دیکھ سکتا ہوں ۔حضور والا نے فرمایا انشاء اللہ اے نوری جو تجھے دیکھے گا اس کے دل کی آنکھیں روشن ہوجائیں گی !بس جو شخص بچہ کو دیکھتا اس کا ایمان روشن ہوجاتا اس کے دل کی آنکھ روشن ہوجاتی ۔حضور نے فرمایا کہ تو چار سال محترم عالم دین جعفر ہمدانی کے مدرسہ میں علم حاصل کر، اس کے بعد مدینۂ منورہ کی مجاوری پر تعیناتی کا حکم آئے گا تو چلا جانا۔

ایک برص زدہ عورت کا پانچ بچوں کا لانا

ایک برص زدہ عورت اپنے پانچ بچوں کو لے آئی وہ بھی مبروص تھے کہا حضور میں اور میرے بچے سب صحت مند تھے اچانک یہ بیماری مجھے اور میرے بچوں کو گھیر بیٹھی ہے جس سے بدبو آتی ہے ۔خدارا کرم فرمائیے مجھے اور میرے بچوں کو اس بیماری سے نجات دلائیے ۔حضور والا نے فرمایا تیری دیورانی انتہائی پارسا و پرہیزگار ،بے کینہ شریف عورت ہے، اس پر تو نے جادو کروایا ہے کہ اس کے اولاد نہ ہو کیا تو سمجھتی ہے کہ تیرے کئے ہوئے جادو کی وجہ سے اس کے اولاد نہیں ہوئی ؟ نہیں !اسے اولاد ضرور

ہوگی مگر وہ اس فقیر کی نیک دعا کا ثمرہ ہوگی طیش میں آ کر فرمایا جا تیری دیورانی اور دیور کو لے کر آ، وہ گئی دیورانی اور دیور کے پیر پکڑ کر معافی طلب کی اور حضور والا کی خدمت میں لے آئی۔حضور والا نے فرمایا اے نیک خاتون اس عورت کی خطا کو معاف کر دے، اس نیک خاتون نے کہا میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کیلئے اس عورت کو معاف کر دیا۔

حضور والا نے ایک کوزہ پانی کا اس نیک خاتون کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ اس پر درود نور پڑھ اور اپنے ہاتھوں سے ان مریضوں کو پلا دے جیسے ہی ان تمام مبروص نے وہ پانی نوش کیا فوراً صحت مند ہو گئے۔حضور والا نے اس نیک خاتون کے حق میں اولاد کے لئے دعا فرمائی اور کہا کہ تیرے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہوگی انشاء اللہ سب اللہ والے ہوں گے تقویٰ وطہارت کو ہاتھ سے جانے نہ دینا۔

مولانا عباس ہمدانی کا سوال

اللہ نے حضور اکرم ﷺ سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا ہوتے ہی مکمل انجیل کے ساتھ صاحب کتاب بنا کر بھیجا اور نبی کریم ﷺ کو وقفہ وقفہ سے ۲۳ رتیئس سالوں میں قرآن کیوں اور کس حکمت کے تحت نازل فرمایا؟ حضور والا نے مسکراتے ہوئے جواب مرحمت فرمایا کہا کہ اکثر نصاریٰ یہی اعتراض کرتے ہیں وہ کیا جانیں کہ قرآن کیا ہے؟ اور کیوں وقفہ وقفہ سے نازل ہوا ہے؟ فرمایا جان لو! نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ذات اطہر وجود مطہر قرآن اور مالک قرآن کی جلوہ گاہ ہے۔آپ کی سیرت مطہرہ ہی تو

قرآن ہے، قرآن کی تشریح اور قرآن کی جان ہے۔سیرت کا اظہار بیک وقت نہیں ہوتا بلکہ موقعہ ومحل کے اعتبار سے اظہار ہوتا ہے۔لہٰذا چالیس سال تک اللہ کے بندوں میں آپ کی سیرت مطہرہ کے جلوے نمایاں ہوتے رہے، اللہ کے گمراہ بندوں نے ہر زاویے سے ہر نظریے سے آپ کو تسلیم کیا آپ کی سیرت واخلاق قرآن ہیں۔قرآن آپ کا سیرت واخلاق ہے۔معلوم ہوا کہ ایک سیرت قرآن ہوا، ایک قرآن سیرت ہوا۔اس لئے اللہ نے آپ کی ذات اطہر، وجود مطہر کے ساتھ بلاواسطہ سیرت قرآن پیش کیا جس کا عرصہ ۶۳ رتریسٹھ سال پر مشتمل تھا۔قرآن سیرت جبرئیل کی گواہی کے ساتھ باواسطہ وقفہ وقفہ سے ۲۳ رتیئس سال تک پیش کیا۔ بالکل اسی طرح جس طرح وقفہ وقفہ سے آپ کی سیرت ظاہر ہو رہی تھی۔پس قرآن یعنی سیرت مصطفی ﷺ کو تریسٹھ سال تک پیش کرتا رہا۔قرآن سیرت مصطفی ﷺ کو تیئس سال تک پیش کیا آپ ﷺ کا ظاہر سیرتِ قرآن ہے، آپ ﷺ کا باطن قرآنِ سیرت ہے اس قول میں سمجھدار کیلئے ایک لطیف اشارہ ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے فرمایا: ''عصيت قلبي عصيت الله'' ''اگر میں نے اپنے قلب کی نافرمانی کی تو گویا اللہ کی نافرمانی کی''۔نبی کریم ﷺ کا قلب اطہر اللہ کے نور اور ذات کا مظہر ہے اور قالب اسم اللہ کا مظہر ہے۔رہا نزول قرآن کا سوال! یہ بیک وقت ہی نازل ہوا ہے پہلے لوح محفوظ پر مکمل نازل ہوا، لوح محفوظ سے آپ کے قلب اطہر پر مکمل نازل ہوا۔فقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے آپ ﷺ غار حرا میں نمازیں پڑھتے تھے، نماز کی ہر رکعت میں تلاوت قرآن فرض ہے اگر قرآن ہی

نازل نہیں ہوا تھا تو آپ وہاں نماز میں کیا پڑھتے تھے؟ چالیس سال کے بعد یعنی اعلان نبوت کے بعد حضرت جبرئیل لوح محفوظ سے قسطوں میں قرآن لاتے رہے اور آپ ﷺ پر نازل ہونے والے قرآن کو قلب اطہر کے مطابق پا کر قبول فرماتے تھے۔ رہا دیگر انبیاء کا سوال تو ہر نبی ورسول کا قلب اطہر نور و ذات محمدی ﷺ کا مظہر تھا اور قالب اسم محمدی کا مظہر تھا ،تمام کتب وصحائف نور و ذات محمد ﷺ کی سیرت، اخلاق اور بشارت کے مجموعات تھے۔

صوفی سید احمد کے ساتھ مذاکرات

ایک دن حضور والا کو خوش وقت پا کر صوفی سید احمد ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا حضور آپ نے نکاح کیوں نہیں کیا؟ حضور والا نے فرمایا عوام حدیث نکاح پر عمل کر کے مستفید ہوتی ہے کچھ اللہ کے ایسے بندے بھی ہوتے ہیں جو حدیث پر نہیں حدیث والے کا حکم پا کر تعمیل کرتے ہیں حضرت صوفی سید احمد خاموش ہو گئے۔

اسی رات خواب میں حضور اکرم ﷺ کی بشارت

حضور والا رات کے تیسرے حصے میں آرام فرما رہے تھے، نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا! اے میرے فرزند میں نے سید احمد کی بہن سعدیہ کے ساتھ تمہارا جوڑا بنا دیا ہے اپنے عقد میں لے لو تا کہ تم سے نیک صالح اولادیں جاری ہوں اور میری امت کو فلاح میسر آئے۔

حضور والا یہ خواب دیکھ کر پریشان ہو کر اٹھ بیٹھے، اسی ساعت دروازے پر دستک ہوئی آپ نے دروازہ کھولا کیا دیکھتے ہیں کہ سید احمد ہمدانی مسکراتے ہوئے اندر تشریف لا رہے ہیں۔ حضور خاموش تھے کہ یہ خواب کس طرح بیان کیا جائے، اس خاموشی کو سید احمد ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے توڑا اور کہا حضور آپ نے جو خواب دیکھا ہے وہی خواب میں نے اور میری ہمشیرہ سعدیہ نے بھی دیکھا ہے۔ حضور مسکرا کر خاموش ہو گئے۔

حضور والا کا عقد مسعود

دوسرے دن ہمدان کے علماء وفقہاء اور خواص حضرات کو مدعو کیا گیا، سید احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے بشارت دی ہے کہ میں اپنی ہمشیرہ سعدیہ کو آپ کے نکاح میں دے دوں، اس بات کو سن کر تمام حضرات نے مرحبا مرحبا کہا اور حضرت ابو بکر ہمدانی نے آپ کا نکاح پڑھایا۔ حضور والا نے نکاح کے بعد دوسرے دن ولیمہ کا اہتمام فرمایا، ہمدان کے خواص اور عوام اس دعوت میں شریک رہے۔ اس وقت آپ کی عمر ۴۶ ر چھیالیس سال کی تھی۔

شیعہ حضرات کی شکایت اور بادشاہ کا فرمان

شیعہ علماء آپ سے بہت پریشان تھے، علی الاعلان خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام کی توہین کرنے والوں کو آپ نے جہنمی اور کافر کہا مگر ہر کوئی بے بس تھا کیونکہ ہر ظالم کو آپ اپنی قوت و کرامت سے زیر کرتے تھے

لہٰذا بادشاہ سے شکایت کی اور بادشاہ نے دربار میں آپ کو طلب کیا۔ ہمدانی سنی حضرات مغموم اور شیعہ حضرات بہت خوش تھے جیسے ہی فرمان ملا آپ عدالت کی طرف جارہے تھے اور ہزاروں کا ہجوم آپ کے ساتھ چل رہا تھا، آپ صرف ایک خادم خاص ملا عمر بیجاپوری کو لے کر عدالت میں داخل ہوئے۔ تمام حضرات پریشان تھے کہ نہ جانے بادشاہ حضور والا کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا؟ الغرض! جب آپ دربار میں تشریف لے گئے اور بادشاہ کے سامنے کھڑے ہوئے۔ بادشاہ بھی آپ کے استقبال کیلئے خود کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا قدم بوسی اور دست بوسی کی اجازت دی جائے۔ حضور والا نے فرمایا اے رعایا کے بادشاہ! مجھے جس مقصد سے دربار میں بلایا ہے مقصد بیان کر، بادشاہ نے کہا حضور مقصود پورا ہوگیا، آپ ہی دراصل ہمدان کے بادشاہ ہیں میں تو آپ کا غلام ہوں مجھے معاف فرمائیے۔

حضور والا نے فرمایا گمراہ لوگوں کی شکایت پر فقراء کو نہ ستایا جائے، نہ دربار میں بلایا جائے، اللہ کے بندوں کے ساتھ انصاف کیا جائے ورنہ اے حاکم! یاد رکھ ایک احکم الحاکمین بھی ہے جس کی عدالت میں تو مجرم ٹھہرے گا۔ بادشاہ نے آپ کی نصیحت پر عمل کرنے کا وعدہ کیا اور آپ کی خدمت میں کچھ وقت گذارنے کی خواہش ظاہر کیا۔ آپ واپس لوٹ آئے، تمام وزراء اور شیعہ علماء حیران تھے کہ آخر ماجرہ کیا ہے جو بادشاہ آپ کے سامنے بے بس ہوگیا؟ بادشاہ آپ کے جانے کے بعد پسینے سے شرابور ہورہا تھا۔ وزیر اعظم نے پوچھا کہ آخر ماجرہ کیا ہے؟ بادشاہ نے کہا آپ کے پیچھے عزرائیل علیہ السلام کھڑے تھے، اور سارا ہمدان آپ کے نرغے میں تھا، اگر میں کچھ بھی کہتا تو

انجام ظاہر ہے۔

بادشاہ کا آپ کی خدمت میں آنا

دوسرے دن علی الصبح بادشاہ کچھ وزراء کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے باطل عقیدے سے توبہ کرکے آپ کی بیعت کے ساتھ آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوگیا جب کچھ تحائف بھی پیش کئے تو آپ نے کہا اس کو مسکینوں میں تقسیم کردو مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ البتہ آپ نے ایک مختصر کتابچہ بادشاہ کی نذر کیا جسے آپ نے خود لکھا تھا بادشاہ نے پوچھا اس میں کیا ہے؟ حضور والا نے فرمایا اس میں تیرے لئے صراط مستقیم اور خدا سے کیا ہوا وعدہ وفا کرنے کا علم ہے۔

شیراز کے سفر کا ارادہ

حضور والا نے اپنے چاہنے والوں میں شیراز کی طرف سفر کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ تمام حضرات نے مبارک بادی پیش کی پھر آپ نے سید احمد ہمدانی اور اہلیہ محترمہ سے کچھ دنوں کی اجازت لی اور شیراز کی طرف رخت سفر باندھا۔ سید احمد ہمدانی نے بھی سفر میں ساتھ چلنے کی خواہش ظاہر کی کیونکہ شیراز آپ کا ننھیال تھا۔

الغرض! آپ بھی ساتھ ہولئے کل گیارہ نفوس پر مشتمل یہ قافلہ شیراز کی طرف روانہ ہوا، گیارہ اونٹوں پر گیارہ حضرات سوار تھے آپ نے فرمایا ایک اور بے سوار اونٹ ساتھ لیا جائے۔ حسب ارشاد خدام نے کیا، ہمدان کی سرحد

کے پار ہوتے ہی ایک وسیع وعریض صحرہ تھا،فضاء میں اچانک آواز گونجی یا پیرا لمدد! آپ نے لبیک یا مریدی کہا اور ساتھیوں سے فرمایا خالی اونٹ کی رکاب میرے ہاتھ میں دے دو اور تم سب میرے پیچھے آجاؤ آپ آگے بڑھے ریت کی آندھی چلی اور آپ غائب ہوگئے اور تھوری ہی دیر میں ایک نوعمر سوار کو لیکر قافلے سے مل گئے۔

نوعمر سوار سے لوگوں نے پوچھا آپ کا کیانام ہے؟ کہا عبدالعلی! پوچھا تم کہاں تھے؟ کہا صحرہ میں۔ نیم بے ہوشی کی حالت میں پڑا تھا! پوچھا کدھر کا ارادہ تھا؟ کہا پیر کی تلاش تھی۔ پھر آواز کس نے دی؟ کہا میں نے دی۔ پوچھا کیا تم ہمارے پیر کو پہچانتے تھے؟ کہاں ہاں! پوچھا وہ کس طرح؟ کہا میں تو عالم ازل میں ہی آپ سے بیعت کر چکا تھا۔تب سے ہی آپ کو پہچانتا ہوں،بس قافلے سے بچھڑ گیا تھا اور میں نے آواز دی۔ تماموں نے کہا سبحان اللہ! ایسے بھی مرید ہوتے ہیں شاید حضور والا نے اسی لئے شیراز کے سفر کا ارادہ کیا ہوگا۔

شیراز میں حضرت علی اصغر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے گھر قیام

حضور والا کے قافلے نے ایک لمبی مسافت طے کرنے کے بعد اپنے ماموں سسر حضرت علی اصغر حسین کے گھر قیام کیا۔آپ کی آمد کے دوسرے دن ایک شاندار دعوت کا بھی اہتمام کیا گیا کئی علماء وفقہاء اور وقت کے پیران عظام کو مدعو کیا گیا۔تمام حضرات حضور کا چہرہ دیکھتے ہی ششدر رہ جاتے اور کہتے سبحان اللہ! اللہ کے دوست ایسے ہوتے ہیں۔دعوت کے

بعد علمی مباحث بھی چھڑ جاتے، آپ وعظ ونصیحت فرماتے،علم معرفت کے رموز بیان فرماتے،دوران گفتگو آپ نے کہا دنیا ایک مہمان خانہ ہے بس میز بان کی اجازت درکار ہے۔

ایک فقیر کا سوال

مہمان خانہ میں نہ کوئی گھر بنا تا ہے،نہ بیوی اور بچوں کو بساتا ہے۔مگر ہم یہ سب کچھ کیوں کر رہے ہیں؟ حضور والا نے ارشاد فرمایا مہمان خانے سے مراد قدرت ہے،یہاں ہم گھر بناتے ہیں بستا کوئی اور ہے، رہا بیوی بچوں کو بسانے کا سوال یہ آقا کے حکم کی تعمیل ہے۔فقیر نے پوچھا آپ کو آپ کا میز بان کیا کہہ رہا ہے؟ حضور والا نے کہا: میرا میز بان کہہ رہا ہے کہ تجھے اس کے پاس بھیج دیا جائے،بس اتنا کہنا تھا فقیر نے ایک چیخ ماری اور جان دے دی۔حضور نے تدفین کا حکم دیا،خود نماز جنازہ پڑھائی اور دعا کی اور کہا اے عاشق ہم بھی بہت جلد تم سے ملنے والے ہیں۔ساتھیوں نے کہا حضور اس کی عمر کتنی تھی؟ فرمایا یہ نو جوان چار سو سال کا تھا بس ہماری ملاقات کے بعد اس کو جانا تھا سو وہ گیا۔

بانسری نواز کا آپ کی خدمت میں آنا

ایک نوجوان بانسری نواز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حاضرین نے کہا حضور والا شیراز میں یہ ایسا بانسری نواز ہے کہ اس کا کوئی ثانی نہیں۔حضور نے کہا بجاؤ،بانسری نواز نے بجانا شروع کیا آپ کا چہرہ متغیر

ہوتا گیا، جسم کے سارے بال سفید ہو گئے، سینے سے غزغز کی آوازیں آنے لگیں اور آپ نے نعرہ مارا ''یاھو'' تمام حاضرین بھاگ کھڑے ہوئے دوسری بار نعرہ مارا حجرے کی چھت اڑ گئی۔ تیسری بار نعرہ مارا اور مقام ہیبت میں کھڑے ہو گئے، بانسری نواز بھی بھاگ کھڑا ہوا، تین دنوں تک آپ حیرت میں کھڑے رہے کسی کی مجال نہیں تھی کہ قریب جائے، پڑوس میں ایک شاہی مسجد تھی جس کے تمام ستون لرزنے لگے، مسجد کے پیچھے ایک قبرستان تھا قبروں پر ایسی دراریں آرہی تھیں جیسے قبرستان کے مردے زندہ ہو کر باہر نکلنا چاہتے ہوں۔ لوگ حیران تھے اتنے میں حضرت خضر علیہ السلام حاضر ہوئے ایک بزرگ نے انہیں پہچانا اور عرض کیا حضور والا جس فرش پر کھڑے ہیں وہ فرش موم کی طرح پگھل رہی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ شیراز پگھل جائے؟ کوئی ترکیب بتائیے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا آئیے میرے ساتھ ہم حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں اور درود نور کا ورد کرتے ہیں۔ لوگوں نے حسب ارشاد کیا حضور والا آہستہ آہستہ معمول پر آئے پھر جوان نظر آنے لگے اور باادب مجلس درود میں شریک ہو گئے۔

مولانا اسد اللہ کا سوال

سوال: حضور والا ولی کی تعریف کیا ہے؟ معنٰی اور تعلق کیا ہے؟

جواب: حضور نے کہا اللہ کا ایک نام ''ھو'' ہے ''ھو'' میں دو چشمے ہیں ایک جلال دوسرا جمال ہے ان دو چشموں کو ادا کرنے کیلئے آواز کو کھینچنا پڑتا ہے، جلال اور جمال کے چشموں کو کھینچنے سے 'واؤ' پیدا ہوئی ''واؤ'' کو

سیدھا پڑھو یا اُلٹا واؤ ہی ہوتا ہے کیونکہ واؤ دو چشموں کا امتزاجی نکتہ ہے اور اللہ نے اس واؤ کو ولی کے لئے پسند کیا۔ رہی ولی کی لام قرآن کی ابتداء الف کے بعد ل سے ہوئی ہے، لام میم کی طرف دلالت کرتی ہے کیونکہ لام میں بھی میم ہی ہے۔ یہاں لام حرف مقطعات میں سے ہے اور اس کا بھید پوشیدہ ہے جس طرح ولایت پوشیدہ ہوتی ہے۔ اللہ نے واؤ کے بعد پوشیدہ رمز والی لام کو درمیان میں رکھا۔ واؤ اور لام کے اظہار کیلئے کلمۂ نداء ''ی'' یا کو آخر حرف قائم کیا اور کلمۂ نداء ''یا'' اللہ اور بندے کے تعلق کا اظہار کرتی ہے پس ولی کی یہی پہچان اور معنٰی ہے۔

سوال: حضور والا ہمارے یہاں متعہ کو جائز قرار دے لیا گیا ہے۔ کہتے ہیں قرآن میں نہ اللہ نے منع کیا ہے، نہ حدیثوں میں نبی کریم ﷺ نے تو آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب: وہ لوگ جاہل ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ متعہ جائز ہے یہ مطلق حرام ہے کیونکہ اللہ ہی نے فرمایا ہے اور اس کے کرنے والے پر سزا تجویز کی ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بھی منع کیا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ حضور اکرم ﷺ کے چاروں خلفاء کو خلفاء راشدین کہا جاتا ہے، خلفاء راشدین کا ہر قول و فعل بھی احادیث میں شامل ہے اور احادیث کا درجہ رکھتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان میں اللہ بولتا ہے تو متعہ کے خلاف کس نے کہا حضرت عمر نے یا اللہ نے معلوم ہوا کہ قرآن حکمتوں کے ساتھ وقفہ وقفہ سے نازل ہوا جس طرح نماز بھی ہجرت کے دس سال بعد فرض ہوئی اس سے پہلے نہیں تھی اسی

طرح اس بات پر قرآن صراحتاً خاموش ہے تو اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان میں فرمایا اور متعہ کو حرام کر دیا۔

ایک مقتول کا استغاثہ

حضور والا کی خدمت میں اچانک خون میں ڈوبا ہوا ایک شخص آیا اور کہا کہ ابو عبید ایک صحرائی قذاق ہے وہ اکثر تاجروں کو لوٹتا ہے اسی نے مجھے ناحق قتل کیا۔ لہٰذا اللہ نے مجھے بخش دیا اور شہید کا مرتبہ عطا کیا کیونکہ بوقت قتل میں نماز پڑھ رہا تھا میری بیوی بچے منتظر ہیں، انہیں حقیقت بتا کر اپنے امان میں لے لیجئے گا؟ حضور والا مغموم ہو رہے تھے اور سائل قدم بوس ہو کر غائب ہو گیا! تمام لوگ حیران تھے حضور والا نے فرمایا کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟ کئی لوگوں نے گواہی دی یہ بڑا پارسا، ایماندار اور رحم دل تھا آپ نے اس کی بیوی بچوں کو طلب فرمایا تین بچوں کے ساتھ بیوی حاضر ہوئی۔ حضور نے فرمایا اے بیٹی! تجھے ایک فیصلہ کرنا ہے، نہایت صبر کے ساتھ جواب دے، مرحوم کی بیوی نے کہا ارشاد فرمائیے! حضور نے فرمایا تیرے شوہر کو اللہ نے اپنے لئے پسند کیا ہے اور اللہ چاہتا ہے کہ وہ اللہ ہی کے قربت میں رہے۔ اب تو کیا چاہتی ہے تیرے شوہر کیلئے اللہ کی قربت بہتر ہے یا تیری رفاقت؟ مرحوم کی بیوی نے کہا حضور آپ کیا کہہ رہے ہیں میں سمجھ نہیں پا رہی ہوں! صاف صاف بتائیے کہ ماجرہ کیا ہے؟ انشاء اللہ آپ مجھے صابر و شاکر پائیں گے۔ حضور والا نے ماجرہ کہہ سنایا عورت نے روتے ہوئے اپنا دامن پسار کر اللہ سے دعا مانگی اور کہا اے اللہ! تیرے اس

دوست کے وسیلے میں میرے شوہر کے قاتل سے انتقام تو ہی لے لے یہ میں فیصلہ تجھی پر چھوڑتی ہوں اتنا کہہ کر بے ہوش ہو گئی۔ حضور والا نے پانی کے چھینٹے اس کے منہ پر مار کر اسے ہوش میں لائے اور فرمایا اے بیٹی! اس دنیا میں اور کون تیرا رشتہ دار ہے؟ کہا کہ ہیں بہت مگر کوئی کسی کام کا نہیں۔ حضور نے اس مظلومہ سے فرمایا میں تیرا ولی اور کفیل ہوں اور تو میری بیٹی ہے تیرے بچے اللہ کے حفاظت میں ہیں تو بے فکر اللہ کی یاد میں گذارہ کرنا یہ کہہ کر آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا قرآن عطا فرمایا اور کہا کہ یہ کتاب اللہ ہے اسے کسی اونچی جگہ رکھ دینا تو جس قدر جتنا چاہے گی اس قرآن کے نیچے وہ سب کچھ ملے گا مکان بنوا لے اور بچوں کی پرورش کیا کر انشاء اللہ تیرے بچے اللہ والے ہوں گے۔ عورت قرآن پاک کو لے کر چلی گئی۔

قزاق کی بیوی کا اپنے بچوں کے ساتھ آنا

چند دنوں کے بعد قزاق کی بیوی اپنے پانچ بچوں کے ساتھ حضور والا کی خدمت میں آئی۔ سر پیٹتی، روتی، چلاّتی ہوئی کہنے لگی حضور میں اور میرے بچے بڑے بدنصیب ہیں کیونکہ میرا شوہر قاتل اور قزاق تھا میں نے بارہا اس کام سے منع کیا، خدا کا خوف دلایا مگر وہ ظالم تھا میری بات ہرگز نہ مانا حسب دستور وہ ایک شام قزاقی کے لئے صحرا کی طرف گیا اور اس پر چیلوں نے حملہ کر دیا اس کا چہرہ چھوڑ کر باقی جسم کا گوشت نوچ نوچ کر کھا گئے وہ مردہ پایا گیا۔ میرے بھائیوں نے چہرے کے ساتھ ڈھانچہ لے آئے اور سپرد خاک کر دیا آخر کار اس نے اپنے گناہوں کی سزا پالی۔ حضور والا نے

پوچھا اب کیا ہورہا ہے؟ قزاق کی بیوی نے کہا حضور میرے شوہر کو دفنانے کے بعد سے اب تک ان گنت چیلیں میرے گھر پر منڈلاتی ہیں گھر پر بیٹھی ہوتی ہیں لوگوں نے انہیں بھگانے کی کوشش بھی کی مگر وہ نہیں جاتیں اب وہ میری اور میرے بچوں کی جان کے دشمن بنی ہوئی ہیں میرا چھوٹا لڑکا گھر سے باہر نکلا ہی تھا کہ وہ چیلیں اس پر جھپٹ پڑی، بری طرح زخمی بھی کیا مگر خدا کا شکر ہے وہ زخمی ہوکر گھر کے اندر چلا آیا۔ اب ہم میں سے کوئی بھی گھر کے باہر نہیں نکل سکتا میں بڑی مشکل سے کمبل اوڑھ کر آپ کی خدمت میں آئی ہوں کرم فرمائیے، اس خوفناک مصیبت سے ہمیں نجات دلائیے۔

حضور والا بڑے فکر مند ہوئے اور ایک چھوہاروں سے بھرا برتن منگوایا پھر اس پر کچھ پڑھ کر دم کیا اور عورت سے کہا کہ اس برتن کو اپنے آنگن میں رکھ دے۔ حسب ارشاد عورت نے کیا یعنی کھجوروں سے بھرا برتن آنگن میں رکھ دیا ہر چیل نیچے آتی اور ایک کھجور چونچ میں لے جاتی۔ اس طرح تمام چیلیں ایک ایک کھجور لے کر غائب ہوگئیں۔ سبحان اللہ! ایسے ہوتے ہیں مردان خدا۔

مولانا عبدالعزیز نقوی کے چند معروضات

سوال: حضور انبیاء کرام اور فرشتے معصوم ہوتے ہیں تو پھر کیوں حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ سے کہا ''ربنا ظلمنا انفسنا''، اے میرے رب نفس نے بڑا ظلم کیا، کیا معنیٰ؟

جواب: حضور والا نے فرمایا! نفس امارہ پلید و ناپاک ہوتا ہے

انبیاء کرام اس نفس کے ساتھ نہیں نفسِ مطمئنہ کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں اور یہ نفس اللہ کو محبوب ہے اس لئے حضرت آدم علیہ السلام کا اشارہ اسی طرف تھا کہ اے اللہ لغزش تیرے محبوب نفس سے ہوئی ہے۔ لہٰذا اللہ نے معاف فرمادیا۔ غیر انبیاء نفس امّارہ کے ساتھ ہوتے ہیں اس لئے اولیاء کرام اس نفس کے ساتھ مجاہدہ کرتے ہوئے رفتہ رفتہ کامیابی حاصل کر کے نفس لوامہ اور نفس ملہَمہ سے گذر کر نفسِ مطمئنہ کے حامل ہوجاتے ہیں۔ ایک مجاہدۂ نبوت دوسرا مجاہدۂ ولایت۔ مجاہدۂ نبوت یہ ہے کہ نبی اپنی امت میں رہ کر امت میں موجود خرابیوں کو دور کرنے کیلئے مجاہدے میں مصروف رہتے ہیں امت میں حق پرست بھی ہوتے ہیں، باطل پرست بھی ہوتے ہیں، کبھی کبھی جنگ و محاربہ کی صورت نکل آتی ہے تو انبیاء کرام حق پرستوں کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں اور باطل پرستوں کے خلاف برسرِ پیکار ہوتے ہیں۔

جب کہ اولیاء امت میں حکیم کی طرح ہوتے ہیں۔ امت میں پھیلی ہوئی بیماریوں کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں خدمت خلق ان کا ظاہری مجاہدہ ہوتا ہے اور باطنی مجاہدہ خود اپنے نفس کے خلاف کرتے ہیں۔ ولایت نبوت کا عکس ہے اس لئے ولی کو دونوں میدانوں میں کامیاب اُترنا ہوتا ہے جب کہ نبی فطری طور پر معصوم طیب و طاہر آتے ہیں ان کا ظاہر باطل کے خلاف مجاہدہ کرتا ہے اور باطن میں وہ قرب خاص میں ہوتے ہیں۔

سوال: علم کی تعریف بیان کیجئے؟

جواب: حضور والا نے فرمایا علم بمعنیٰ علم الٰہی ہے۔ علم جب عام بندے کو عطا کیا جاتا ہے تو یہ علم عبادت ہوتا ہے جس سے بندہ عابد کہلاتا ہے۔

ایک علم معبود ہے یہ علم خواص کیلئے عرفان ہوتا ہے۔ایک علم سے عبادت کی اہمیت اور علم کے درجات بلند ہوتے ہیں۔دوسرا علم عرفان ہے جو قرب خاص عطا کرتا ہے۔علم کا معلم خود خدا ہے،ابلیس کا استاذ بھی اللہ ہے حضرت آدم علیہ السلام کا استاذ بھی اللہ ہے ابلیس کو علم عبادت عطا کیا حضرت آدم علیہ السلام کو علم عرفان وقرب عطا کیا۔حضرت آدم کی تخلیق سے پہلے اللہ نے ابلیس اور اس کی قوم کو پیدا کیا تماموں کو اللہ ہی نے سکھایا مگر ابلیس کے سوا ساری قوم خدا کے خلاف سرکش ہوگئی علم کے باوجود ایسا کیوں ہوا؟ ابلیس نے علم پر عمل کیا اور مراتب حاصل کیا مراتب سے غرور آیا ''اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ'' کہا یعنی میں سب سے اچھا ہوں کہا اور مارا گیا۔ابلیس کی قوم کو بھی علم ہی نے مارا۔ اس کے بعد حضرت آدم تشریف لائے۔آپ سے بھی لغزش ہوئی دراصل یہ لغزش علمی اور اجتہاد علمی تھی یہ لغزش عرفان سے نہیں تھی اس لئے آپ بخشے گئے۔معلوم ہوا کہ صرف علم سے انسان بلند درجات پر فائز ہو کر عابد کہلانے کے باوجود مراتب سے گر بھی سکتا ہے مگر عرفان خالص ہے اس میں لغزش کا امکان نہیں ہوتا۔معلوم ہوا کہ علم زوال پذیر ہوسکتا ہے عرفان لازوال ہے۔علم اگر صرف علم ہے جس سے عبادت مقصود ہے تو عبادت سے بھی انسان زوال پذیر ہوسکتا ہے کیونکہ ابلیس کو بھی عبادت مرغوب تھی،سجدے بہت پسند تھے اس لئے حکم سجدہ ہی سے ابلیس کو مارا۔حضرت آدم کو دیدار الٰہی محبوب تھا آپ کی لغزش بھی معاف کی گئی اور مراتب بھی بلند کیے گئے۔

سوال: علم عالم سے سیکھنا چاہئے یا عارف سے؟

جواب: حضور والا نے فرمایا کہ اللہ نے ہر مخلوق ہر ذرّے ذرّے

کی فطرت میں علم پوشیدہ رکھا ہے ورنہ کنکریاں کلمہ نہ پڑھتیں،ریت کے ذرّے حکم کی تعمیل نہ کرتے،جمادات اور حجر اسود نبی کریم ﷺ کو سلام نہ کرتے،نہ آپ کو پہچانتے،چرند پرند،حیوانات،جمیع مخلوقات کی فطرت میں اللہ نے علم پوشیدہ رکھا ہے۔ہر شئی کے باطن کو اللہ کا علم گھیرے ہوئے ہے بس انسان جب حصول علم کیلئے کسی عالم کے پاس جاتا ہے تو عالم ہر کسی کو علم سکھانے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ علم کا سیکھنا اور سکھانا وہ خود پر فرض قرار دے لیتا ہے۔علم کی بدولت عالم کی زندگی کی ضروریات پوری بھی ہوتی ہیں یعنی بندہ جس چیز کو سیکھتا ہے اسی ہنر کے ذریعہ اپنی معاشی زندگی بسر کرتا ہے۔معلوم ہوا کہ عالم کا علم ایک طرح سے ہنر کی مانند ہے بس جو ملا اس کو علم سکھایا۔عالم کا ایک احسان بندے پر یہ بھی ہے کہ وہ ضروریات دین کا علم سکھاتا ہے جس کا سیکھنا ہر ایک پر فرض ہے اس کے بغیر بندہ دیندار نہیں کہلاتا بندے کی تخلیق صرف علم کے لئے نہیں ہوئی ہے بلکہ علم دیدار الٰہی کے لئے ہوئی ہے۔اس لئے بندے کو علم ضروریات دین کے بعد علم دیدار الٰہی حاصل کرنا چاہئے ورنہ اس کے بغیر اس کی تخلیق کا مقصد فوت ہوجائے گا یعنی بندہ کی تخلیق علم کیلئے نہیں علم دیدار الٰہی کیلئے ہوئی ہے۔معلوم ہوا کہ جو بندہ علم دیدار الٰہی کا عالم ہوتا ہے تو اس کی زبان عالم،اس کا اشارہ فقہ اور اس کی نظیر تفسیر اور اس کی ادائیں محدث بن جاتی ہیں۔ایسے عارف عالم کے پاس جب طالب علم جاتا ہے تو استاد اس کا نوشتۂ تقدیر پہلے پڑھ لیتا ہے کہ اس کی تقدیر میں کس قدر علم مرقوم ہے جو اس کی فلاح کا ضامن ہو۔اگر کسی کی فطرت پر ظاہر کا غلبہ ہے تو عارف عالم اس شخص کو اتنا ہی علم عطا

کرتا ہے جس پر عمل کر کے وہ منزل مقصود تک پہنچ جائے۔ ایسے شخص کو وہ زیادہ علم عطا نہیں کرتا جس کے پانے کے بعد اس کا نفس اور مغرور ہو کر "اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ" کا دعویٰ کرنے پر اتر آئے یعنی یہ عارف عالم کا احسان ہے کہ وہ اس شخص کو ٹھوکر کھانے سے بچا لیتا ہے۔ عارف عالم جب ایسے شخص کو دیکھتا ہے جس کا باطن صاف اور علم دیدار الٰہی کا طالب ہو تو وہ ایسے طالبِ علم کو علم ظاہر میں فقیہ، مفتی، محدث، مفسر بنا کر علم باطن یعنی علم دیدار الٰہی بھی عطا کرتا ہے۔

معلوم ہوا کہ صرف عالم عبادت سے علم عبادت ہی سیکھنا چاہئے! عارف عالم سے، علم فتویٰ، علم فقہ، علم حدیث اور علم تفسیر سیکھنا چاہئے کیونکہ مذکورہ علوم، علم دیدار الٰہی کی مخصوص کرنیں ہیں علم دیدار الٰہی سورج کی مانند بقیہ تمام علوم دینیہ شعاعوں کی مانند ہیں اب تم ہی فیصلہ کرلو کہ سورج افضل ہے یا شعاعیں؟ عام علماء اور عوام ہمیشہ یہ شکایت کرتے ہیں کہ آج کل ایسے علمائے دیدار الٰہی یا عارفان قرب خداوندی اب کہاں ہیں؟ یہ قول یہ سوچ خالص دھوکہ ہے، خود فریبی ہے یا اپنی برتری ثابت کرنے کی معمولی سی کوشش ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہے اگر ایسے عارف عالم ایسے خاصان خدا مقربان حق اس دنیا میں نہ ہوتے تو قیامت اب تک قائم ہوگئی ہوتی۔ جب ایسا عارف اس زمین پر ایک بھی نہیں ہوگا اس وقت قیامت قائم ہو جائے گی۔ ایسے ہی مقربان حق کی بدولت یہ ہوائیں چلتی ہیں آسمان سے بارش برستی ہے، کھیتیاں لہلہاتی ہیں، دانہ پانی میسر آتا ہے ورنہ عوام کیا سمجھتی ہے کہ یہ سب کچھ ان کے اپنے لئے مقدر کئے گئے ہیں؟ بیشک یہ سب کے لئے

مقدر ہو چکے ہیں مگر مقربان حق کے وسیلے سے! اگر وہ نہیں تو یہ نہیں اگر وہ نہیں تو کچھ بھی نہیں، عوام کی عبادت عبادت ہی کے درجہ میں ہوتی ہے اور خواص کی عبادت معراج کے درجہ میں ہوتی ہے معلوم ہوا کہ علم وہ نہیں جو دنیوی دولت کی مانند حاصل کیا جاتا ہے بلکہ علم وہ ہے جو دیدار و قربت الٰہی کے لئے حاصل کیا جاتا ہے۔

یاد رکھو! تم جس قدر علم زیادہ حاصل کرو گے علم بھی اسی قدر زیادہ عمل کا تقاضہ کرتا ہے اگر علم زیادہ ہو گیا اور عمل کم ہو گیا تو کل قیامت میں تم نے جو علم سیکھا ہے وہی علم تمہارے خلاف گواہ بن کر بارگاہ الٰہی میں کھڑا ہوگا لہٰذا عام انسان کو چاہئے کہ وہ اسی قدر علم حاصل کرے جس قدر وہ علم پر عمل کر سکتا ہو ہاں زیادہ علم وہ شخص حاصل کر سکتا ہے جو علم دیدار الٰہی کا عالم ہو کیونکہ تمام علوم کا سرچشمہ ہی علم دیدار الٰہی ہے۔

سوال: علم اور عرفان کی مزید تعریف بیان فرمائیے۔

جواب: علم کی عین جب عبادت کی عین سے مل جاتی ہے تو عالم عابد ضرور بن جاتا ہے یاد رکھو شیطان بھی عالم و عابد تھا مگر شیطان کو علم اور عبادت نے ہی مارا۔ علم کی عین جب عرفان کی عین سے مل جاتی ہے تو بندہ معروف کا شاگرد بن کر قرب خاص میں علم حاصل کرتا ہے علم کی لام جب لوازمات سے آشنا ہوتی ہے تو وہ عالم، عالم جہل بن کر ابلیس کی مانند تنزل کا شکار ہو جاتا ہے۔ علم کی میم جب محبت دنیا میں گرفتار ہو جاتی ہے تو ایسا عالم علم کا تاجر بن کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح علم کی عین جب عرفان کی عین سے مل جاتی ہے تو دیدار معروف کی تمنا بیدار ہو جاتی ہے۔ علم کی لام سے

جب لم یزل ولایزل سے ملنے کی آگ دل میں جلنے لگتی ہے تو عارف ہمیشہ مضطر رہتا ہے اور محبوب کے دیدار کی طرف رجوع کرتا ہے اور عارف مقرب بارگاہ الٰہی ہو جاتا ہے۔

جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھانا

حضور والا سے لوگوں نے التجا کی کہ آج جامع مسجد میں نماز جمعہ آپ پڑھائیں حضور نے قبول کیا اور نماز جمعہ پڑھائی مسجد کافی عریض و وسیع تھی۔ مسجد سے متعلق ایک خانقاہ بھی تھی جہاں اکثر خاصان خدا قیام فرمایا کرتے تھے۔ حضور سے لوگوں نے چند دن قیام کرنے کی استدعاء کی تو آپ نے قبول کرلیا اور نماز عصر کے بعد آپ نے ولایت، کمال ولایت، نبوت اور کمال نبوت سے متعلق تقریر فرمائی بعد تقریر حاضرین سے وہاں کے رواج کے مطابق سوالات و جوابات کا سلسلہ چل پڑا۔

ایک دہریہ عبد الخالق زنجانی کا سوال

حضرت آپ نے فرمایا کہ عذاب قبر برحق ہے اور نکیرین سوالات پوچھتے ہیں جوابات کے مطابق جنت یا جہنم کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ یہ باتیں عقل کے خلاف پائی جاتی ہیں اتنی چھوٹی قبر میں نکیرین کا آنا، جنت یا جہنم کی کھڑکی کا کھل جانا بس روایات ہیں ورنہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ باتیں عین روایات

کے مطابق وقوع پذیر بھی ہو سکتی ہیں؟

جواب: حضور والا نے فرمایا تیرا نام عبد الدہر ہونا چاہیئے تھا نہ کہ عبد الخالق پھر فرمایا کیا تیرا باپ بھی تیرے اس خیال سے اتفاق رکھتا تھا؟ کہا ہاں! میں اپنے باپ ہی کا شاگرد ہوں۔ فرمایا تیرا باپ کب مرا ہے؟ کہا ۱۳/تیرہ سال پہلے! حضور نے فرمایا تیرے باپ کی قبر کہاں ہے؟ کہا مسجد کے پیچھے والے قبرستان میں۔ فرمایا جا تیرے باپ کی قبر کے قریب کھڑا ہو کر پوچھ کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا جا رہا ہے؟ دہریہ سیدھے قبرستان گیا اور اپنے باپ کی قبر کے قریب کھڑا ہو کر پوچھا اے میرے باپ! قبر میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟ قبر سے ہیبت ناک آواز کے ساتھ رونے چلاّنے کی آواز آئی۔ اے میرے بیٹے! اللہ برحق ہے، اللہ کے رسول برحق ہیں، میں منکر تھا قبر کا عذاب، فرشتوں کے سوالات، جنت یا جہنم کی کھڑکی کا کھلنا سب کچھ برحق ہے، میری قبر میں یہ سب معاملات پیش آئے ہیں اور میں جوابات نہ دے سکا تو ایک اژدھا اور کئی بچھو عذاب دینے والے مجھ پر مسلط کیے گئے ہیں جہنم کی کھڑکی کھولی گئی ہے، جہاں سے بدبو اور آگ کی لپٹیں آتی رہتی ہیں تو جا اس درویش کے ہاتھ پر اس کا اسلام قبول کر اور میرے لئے اس درویش سے سفارش کرا گر تو بے دین مرا تو تیرا حال بھی مجھ جیسا ہی ہوگا۔

دہریہ یہ جوابات سن کر پسینے پسینے ہو گیا حیرت انگیز ثبوت تھا دوڑا دوڑا آیا اور حضور والا کی قدموں میں گر گیا اور کہا حضور میں آپ کے اللہ اور رسول اللہ پر صدق دل سے ایمان لاتا ہوں۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ

رَسُوْلُ اللّٰہ حَق یا پیر! میں آپ کے ہاتھوں پر توبہ کرتا ہوں، آپ سے بیعت کرنا چاہتا ہوں، مجھے غلامی میں لے لیجئے گا حضور کو ترس آیا اور دہریہ مسلمان ہو کر آپ کا مرید ہو گیا۔ پھر التجا کی کہ میرا باپ عذاب میں مبتلا ہے کوئی صورت بتائیے گا کہ میرا باپ بخشا جائے؟ حضور والا نے کہا تو تیرے بچوں کے ساتھ ستر ہزار کلمہ طیب کا ورد کرا اور کلمہ طیب کے وسیلے میں دعا کر اللہ چاہے تو رحم فرمادے ورنہ وہ اس کا مقدر ہوگا۔

ایک اور عالم دین کا سوال

حضور والا آپ نے نبوت اور کمال نبوت، ولایت اور کمال ولایت کے تعلق سے بیان کیا اور واقعہ معراج میں بیان کیا ہے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے کندھے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک اور میرا قدم تمام اولیاء اللہ کے کندھوں پر ہے اور ہوگا۔ واقعۂ معراج کے چھ سو سال بعد یہ کس طرح ممکن ہوا؟

جواب: اس واقعہ کی صداقت کو علم کی آنکھ سے دیکھ کر نہیں سمجھا جائے گا۔ اس کا تعلق عرفان کی آنکھ سے ہے۔ یہ واقعہ تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا کیونکہ تم عالم ہو عارف ولی اللہ نہیں ہو۔ آؤ! ہم تمہیں اس واقعہ کے سمجھنے کی نوعیت بتادیتے ہیں۔ آج رات سونے سے پہلے گیارہ مرتبہ درود شریف، ایک سو گیارہ مرتبہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ، پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس واقعہ کی حقیقت کی آگاہی کے لئے بارگاہ غوثیت میں

استغاثہ پیش کرو اور سو جاؤ۔

دوسرے دن صبح وہ عالم دین حضور والا سرکار نور محمد شاہ قادری کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور میں نے شب معراج کے واقعہ کی صداقت کا چشم دید گواہ ہوں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا قدم روئے زمین کے ہی نہیں قیامت تک آنے والے ہر ولی کے کندھے پر ہوگا میں اس امر کی تصدیق کرتا ہوں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا بابرکت قدم مجھ جیسے حقیر کی گردن پر بھی رکھا اور مجھ پر تحت الثریٰ سے عرش معلی تک ہر چیز بے نقاب ہوگئی۔ حضور والا نے فرمایا بس اس قدم پاک کی برکت کی حفاظت کرو اور جاؤ اور اللہ کے بندوں کی خدمت کرو۔

مولانا علی اکبر عسقلانی کا سوال

مولانا علی اکبر عسقلانی نے پوچھا! حضور والا اللہ ربّ العزت ہر چیز سے بے نیاز ہے، تو بندوں کو عبادت کا حکم کیوں دیا؟ عبادت کریں تو خوش اور عبادت نہ کریں تو ناراض کیوں ہوتا ہے؟

جواب: حضور نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! اللہ رب العزت کی ان گنت صفات ہیں یہ جو ننانوے صفات مشہور ہیں وہ ام الصفات کی مانند ہیں۔ ہزارہا صفات کیا ہیں؟ اللہ جل شانہ کی شانیں ہیں وہ جس شان سے چاہے بندے سے مطالبہ کرتا ہے۔ کبھی اللہ احد بن کر احدیت کی خبر دیتا ہے،

کبھی صمد بن کر صمدیت یعنی بے نیازی ظاہر فرماتا ہے، کبھی رحمن، رحیم، ستار، غفار، رؤف، قابض، باسط، علی، ولی، قہار، جبار، وغیرہ وغیرہ۔ کسی بھی شان سے مطالبہ کرتا ہے۔ اس کی ایک شان سے صمدیت کا معنیٰ سمجھ میں تو آتا ہے۔ مگر ان احکامات میں ہمارا ہی فائدہ ہے، بندے کو مختصر اختیار ہے وہ خیر بھی رکھتا ہے، شر بھی رکھتا ہے، کار خیر بھی کرتا ہے، کار شر بھی کرتا ہے۔ اس لئے قیامت کے دن میزان کھڑی کی جائے گی اور ہمارے افعال و اعمال تولے جائیں گے، کار خیر میں پانچ فرائض کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

سرما کا موسم تھا لوگ آگ تاپ رہے تھے آپ نے ایک شعلہ اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر چھپا لیا لیکن آگ کا اثر نہ ہوا۔ پھر فرمایا مولانا اب تم ایک آگ کے شعلہ کو اٹھا کر ہاتھ میں لے لو؟ مولانا نے کہا حضور یہ کیسے ممکن ہے میرے ہاتھ جل جائیں گے۔ حضور والا نے فرمایا یہ عبادت ہی کا اثر ہے کہ مجھے آگ نے نہیں جلایا۔ اب تم تمہاری عبادت کے بارے میں غور کرو کہ تم نے کیسی عبادت کی جو دنیا کی آگ سے ڈر رہے ہو کل قیامت کی تپش کیسے برداشت کروگے؟ مولانا نے بے ساختہ رونا شروع کیا، ہماری عبادت اور آپ کی عبادت کا فرق ہم نے دیکھ لیا۔ بتائیے ہم آپ کے جیسی عبادت کس طرح کر سکتے ہیں؟ حضور والا نے کچھ آگے بڑھ کر مولانا کے سینے پر دست شفقت پھیرا مولانا نے ٹھنڈک محسوس کی اور کہا میں ٹھنڈا ہو گیا برف کی مانند، حضور والا نے فرمایا اب ایسے ہی رہو، برف کو آگ پگھلا سکتی

ہے مگر جلا نہیں سکتی۔

جلسۂ تقریر

اگلے دن ایک عرفانی تقریر کا اہتمام کیا گیا حضور نور محمد شاہ قادری نے فرمایا: اچھی بات ہے میں تقریر ضرور کروں گا مگر نا اہل لوگوں کو نہ بلایا جائے۔ ایسا ہی کچھ ہوا، شیراز کے اہم اشخاص اس جلسہ میں شریک تھے۔ حضور نے ابتدائی خطبہ کے بعد فرمایا: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اگر عام بندہ پڑھتا ہے تو اس کا معنیٰ ظاہر ہے، جب خاص بندہ پڑھتا ہے تو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرحیم میں الف کی مانند اسم اللہ میں غائب ہو کر اسم اللہ کا مظہر بن کر الٰہی تجلی اور جلالی اسم کو الرحمن علی العرش استویٰ کے مطابق عرش پر دیکھتا ہے اور جب الرحمن الرحیم کے رحیم کو مقام عرش سے جمال رحیم کو دیکھتا ہے تو رحمت کی چادر میں دونوں عالم کو لپٹا ہوا دیکھتا ہے۔

☼☼☼

نوٹ: مزید تقریر کا حصہ رقم نہ کیا گیا کیونکہ کاغذات انتہائی بوسیدہ اور گل چکے ہیں، چھونے سے ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔

نیز کئی واقعات کرامات کی تحریریں بالکل مندمل ہو چکیں ہیں اور کرم خردگی کی وجہ سے ان کو اس کتاب میں درج نہیں کیا گیا۔

ایک اہم واقعہ

دوران سفر حجاز، عراق اور ایران آپ حضرت نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر تشریف لے گئے اور حضور والا نے اپنے ساتھیوں کو زیارت کروا کر باہر بھیج دیا اور آپ آستانۂ پاک میں اندر ہی رہ گئے روحانی ملاقات ہوئی، طویل گفت وشنید کے بعد حضور والا کو آپ کے امجد الامجاد حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا آپ یہ سمجھ کر نہ بیٹھ جانا کہ آپ کے والد محترم رسول اللہ ہیں بلکہ عمل کرو، عمل کرو، عمل کرو۔ یہ سند ہے اہل بیت کے لئے کہ نجات کا دارومدار عمل پر ہے نہ کہ صرف حسب ونسب پر، حسب ونسب کے فخر میں اگر عمل کرنے سے رہ جاؤ گے تو کل محشر میں اپنے نانا جان کے سامنے کس طرح منہ دکھا پائیں گے یاد رکھو شرمندگی اٹھانی پڑے گی اپنی اولادوں، رشتہ داروں سے ضرور کہنا کہ عمل، عمل صالح کرتے رہیں اور حسب ونسب پر غرور نہ کریں۔ پھر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ایک برتن میں چالیس کھجوریں عطا فرمائیں آپ نے بڑی مسرت کے ساتھ قبول کیں اور برتن لیکر وہاں سے چل پڑے، اپنے ساتھیوں کے ساتھ اللہ کے متقی بندوں کو آپ نے چن چن کر ایک ایک کھجور دی، جس نے بھی کھایا وہ ابدال بن گیا آخری ایک کھجور آپ نے اپنے پاس رکھ لی۔

شہر سے دور ایک واقعہ پیش آیا آپ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نوجوان کو کچھ لوگ پیڑ سے باندھ کر کوڑے لگا رہے ہیں آپ اس کے دفع کے لئے

کھڑے ہو گئے اور حقیقت حال کا پتہ لگایا تو لوگوں نے اس پر الزام لگایا کہ اس نے کسی کا اونٹ چرایا ہے۔ آپ نے کہا الزام ہے یا یہ حقیقت ہے؟ لوگوں نے کہا اس پر الزام ہے۔ سزا کس نے تجویز کی لوگوں نے کہا قاضی کے بیٹے نے! تو آپ نے فرمایا فلاں گھر کے پچھواڑے میں جاؤ وہاں اونٹ بندھا ہوا ہے! لوگ حیران تھے کہ یہ درویش کیا کہہ رہا ہے کیونکہ وہ قاضی کا گھر تھا۔ حسب ارشاد لوگ گئے اور اونٹ کو لے آئے، قاضی کا بیٹا پریشان تھا آپ نے قاضی کے بیٹے سے پوچھا اب بتا یہ اونٹ کس نے چرایا ہے؟ اس نے مکر کر لاعلمی کا اظہار کیا۔ آپ نے اونٹ سے پوچھا کہ تجھے کس نے چرایا تھا! اور اللہ نے اونٹ کو زبان دی اور کہا کہ اس قاضی کے بیٹے نے چرایا تھا یہ ملزم بے قصور ہے۔ مجرم شرمندہ تھا آپ نے ملزم سے پوچھا کیا تو اپنے اوپر ڈھائے گئے ظلم کا بدلہ لینا چاہتے ہے؟ نوجوان نے کہا نہیں حضور مجھ پر جو ظلم کیا گیا ہے، میں نے ظالموں کو معاف کر دیا مجھے جانے دیجئے۔ حضور والا خوش ہوئے، بچا ہوا کھجور اس نوجوان کو دے دیا۔ پس کیا تھا نوجوان کی دنیا بدل گئی اور وہ ابدالوں میں شامل ہو گیا۔

الغرض! آپ مکمل سات سال کا دورہ کرتے ہوئے اپنے مریدین اور اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ گجرات ہوتے ہوئے بیجاپور پہنچے یہاں آپ کو اللہ نے پانچ اولادیں عطا فرمائیں۔ پہلی بیٹی سیدہ شفاء عرف کبریٰ، دوسرے بیٹے سید محمد نور احمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ، تیسرے بیٹے سید سلطان علوی شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ، چوتھے بیٹے سید محمد امام الدین عرف امام شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ، پانچویں بیٹی سیدہ صغرہ۔

آپ پندرہ سال مع اہل خانہ ریاست بیجاپور میں رہے،اچانک علماء کا ایک بڑا جتھا صوفیان کرام سے برگشتہ ہوتا گیا عوام میں اختلافات پیدا ہوتے گئے ،اس شورش میں شیعہ علماء کا پوشیدہ ہاتھ تھا۔عادل شاہ ہر ایک کے ساتھ صلح رکھتا تھا علماء کی نگاہوں میں بس آپ کی شخصیت کھٹکتی تھی تو آپ نے فیصلہ کیا کہ یہاں سے ہجرت کی جائے ۔

سرکار کی خدمت میں عادل شاہی قاصد کا حاضر ہونا

شیعہ علماء کی سازش وسرکشی کے مدنظر سرکار نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ شہر بیجاپور کو الوداع کہہ کر بنکا پور کی جانب مع مریدین ومتوسلین اپنے قافلہ کو لیکر چل نکلنے کا عزم صمیم باندھ چکے تو سلطان عادل شاہ نے بہت منت وسماجت کی ،کہا کہ حضور آپ ہی ہماری سلطنت کی جان ہیں ،ہماری سلطنت کی باغ و بہار آپ ہی کے دم قدم سے ہے برائے کرم بیجاپور سے ہجرت نہ فرمائیں تو عین کرم ہوگا تو آپ نے فرمایا: اے سلطان! ہم اللہ کی زمین پر اللہ کی سلطنت حقہ کے محافظ ومعاون ہیں ہمارا مذہب ،مذہب محبت اور مذہب انسانیت ہے ۔اے سلطان! تیری اس مجازی سلطنت میں مذہبِ محبت مجروح ہو رہا ہے اس لئے ہم یہاں سے اللہ کی رضاومرضی سے ہجرت کا ارادہ باندھ چکے ہیں اب ہمیں جانے سے روکنا بے سود ہوگا۔ یہ کہہ کر سرکار نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مقدس قافلہ کو لیکر عادل شاہی حکومت کی ایک ریاست شہر بنکا پور تشریف لائے کیوں کہ بیجاپور کے بعد سب سے زیادہ اولیائے کاملین کی جماعت بنکا پور میں رہا کرتی تھی ۔لہٰذا سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے بنکا پور شہر کو اپنا حالیہ

مسکن بنالیا۔ بنکا پور میں آپ کی شخصیت عوام وخواص کے لئے فیض و برکت کا مرکز بنی رہی ۔ بنکا پور کا گورنر اکثر وبیشتر سرکار کی خدمت میں زانوئے ادب تہہ کیا کرتا تھا۔ایک دن اس نے سرکار کی خدمت میں معروضہ پیش کیا کہ حضورِ والا میں ایک بیماری میں مبتلا ہوں کئی حاذق حکماء سے علاج کروایا مگر ناکام رہا آپ کو اللہ نے دستِ شفاء بخشا ہے مجھے شفا عنایت فرمائے تو عنایت ہوگی ۔سرکار نے فرمایا: ٹھیک ہے ہم تمہارے مرض کو ٹھیک کر دیتے ہیں شرط یہ ہے جس وقت ہمیں بنکا پور سے ہجرت کا حکم ہوگا تو ہمیں نہ روکا جائے !گورنر نے سرکار کی اس خواہش پر سرخم کر دیا سرکار نے گورنر کا علاج شروع کر دیا کیوں کہ آپ بذاتِ خود حکیم زماں تھے ۔چند دنوں میں آخر کار سرکار کی نگاہِ کرم و دستِ شفا کی برکت سے عادل شاہی حکمراں شفایاب ہوگیا تو سرکار نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے گورنر! ہم اب شہر بنکا پور سے کوچ کرتے ہیں تو گورنر نے فرمایا سرکار کہاں تشریف لے جائیں گے؟ سرکار نے برجستہ کہا جہاں میرا اللہ لے جائے! ساری سلطنت وحکمرانی اسی کی تو ہے اب وہ جہاں لے جائے گا ہم جائیں گے ۔گورنر بڑے ادب واحترام کے ساتھ سرکار کے زاد راہ کا انتظام کیا۔ سرکار اپنے مریدین ومتوسلین اور اہل خانہ کے ساتھ اپنے اس نورانی قافلہ کو لیکر شہر بنکا پور سے جب چل پڑے تو سارا شہر ماتم کدہ میں بدل گیا۔ ہر ایک کی آنکھیں اشکبار تھیں ہر ایک خاموش نگاہوں سے تکتے رہ گیا کیوں کہ سرکار کی ہجرت بحکم الٰہی مرضیٔ مولیٰ کے مطابق تھی ۔

عرض حال

اللہ کے دوستوں کا سفر و ہجرت کرنا سیدہ بی بی فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے اس دعا کی مکمل تاثیر ہوتے ہیں جو بی بی فاطمۃ الزھرہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے حبیب ﷺ کی خدمت عالیہ میں ان کلمات کے ساتھ مانگی تھی۔ یارسول اللہ ﷺ آپ کی بیٹی فاطمۃ الزھرہ رضی اللہ عنہا کی یہ دعا ہے کہ آپ کی امّت کے علمائے کاملین جو اللہ کے بندوں کے ظاہر و باطن کو آراستہ کرتے ہوئے خلافتِ الٰہیہ کا حقدار بن کر اشرف المخلوقات کے تاجِ زرّیں سے مزین ہوکر فرشتوں سے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتے ہیں اللہ ایسے علمائے کاملین کا رزق روئے زمین پر بکھیر دے اور یارسول اللہ ﷺ! آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ بھی دعا ہے کہ آپ کی امت کے باطل پرست رہنما کا رزق ایک ہی جگہ مقرر فرما دے۔ سیدہ بی بی فاطمۃ الزھرہ رضی اللہ عنہا کی اس دعا پر آپ ﷺ نے آمین کہا! صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورِ نظر سیدہ کی اس دعا میں کیا حکمت پوشیدہ ہے تو آپ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا کہ علمائے کاملین کا رزق روئے زمین پر بکھر جائے گا تو اپنا رزق کھانے وہیں جائیں گے جہاں کی زمین پر اللہ نے ان کا رزق مقدر کیا ہے، علمائے کاملین اپنا رزق مقدر کھانے جہاں جہاں جائیں گے اس زمین پر بسنے والے بندگانِ خدا میری امت کے علمائے کاملین کی سیرتِ طیبہ و علوم نافعہ کی روشنی میں ہدایت پائیں گے۔ اور امت کے باطل پرست (مجوسی) گمراہ کا رزق ایک ہی جگہ مقرر و مقدر ہوگا تو وہ صرف اپنا رزق

وہیں کھائے گا اور وہیں مرجائے گا۔ اس طرح بندگانِ خدا اس کی گمراہی سے محفوظ رہیں گے۔

سبحان اللہ! ان علمائے کاملین کی مقدس جماعت کا درخشندہ ستارہ سرکار نور محمد شاہ قادری علیہ الرحمہ کی ذات والاصفات بھی جب شہر بنکا پور سے چلی تو تیس میل کی دوری پر سرسبز و شاداب جنگل میں ایک چھوٹی سی بستی تھی جہاں نہ کوئی بازار، نہ چہل پہل اور نہ کوئی مسجد بس ایک چھوٹا سا قصبہ۔ ہر طرف جنگل کا ماحول، چرند پرند و درند کی چیخ و پکار تھی۔ سرکار نے اپنے قافلہ کو وقوف دیا اور رات کی تنہائی میں مراقب ہو گئے تو نگاہِ ولی نے دیکھا یہ چھوٹا سا قصبہ مستقبل کا ایک بڑا شہر ہوگا۔ تھوڑی دیر بعد قافلہ کے درمیان آکر فرمایا کہ اے میرے محبوب! اب یہاں سے کہیں سفر نہیں ہوگا یہی ہماری آخری منزل ہے۔ یہ قصبہ ہبلی ہے۔ یہ ہبلی نہیں بلکہ ''حبِّ علی'' ہے، یہاں غلامانِ علی کا بسیرا ہوگا یہ کہہ کر سرکار نور محمد شاہ قادری علیہ الرحمہ نے اپنے اہل وعیال و رفقاء و مریدین کے ساتھ قصبہ سے تھوڑی دور جنگل کے درمیان ایک میدان میں خیمے نصب کروا دیئے اس مقام کا نام جنگلی پیٹھ سے مشہور ہوگیا اور آج اسی مناسبت سے سرکار کے اس محلہ کو جنگلی پیٹ سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ اس طرح سرکار نے ہبلی کو اپنا مسکن بنالیا۔ آپ کے دم قدم سے مذہب محبت و مذہب انسانیت کی اشاعت کے ڈنکے بجنے لگے۔ ادھر عادل شاہ کے دل میں سرکار کی محبت دوبارہ پروان چڑھ رہی تھی جیسے ہی عادل شاہ کو خبر ملی کہ سرکار نور محمد شاہ قادری علیہ الرحمہ ہبلی کو اپنا مسکن بنا چکے ہیں تو سلطان عادل شاہ نے اپنے مخصوص وزیر اور چند رفقائے کار کی ایک جماعت

کو مہر شدہ شاہی دستاویز اس لئے بھیجا کہ آپ جتنی چاہے ملکیت اس میں لکھ لیں۔ اس کے ساتھ ایک خصوصی درخواست نامہ بھی تھا۔ معروضہ یہ تھا کہ حضور والا یقینا اللہ کی زمین پر امن و امان اور مذہب محبت کا عروج آپ ہی کا مرہون منت ہے۔ آپ کے یہاں سے چلے جانے کے بعد ہم سب بڑے بے چین و بے قرار رہا کرتے ہیں کیوں کہ آپ کے رخ زیبا کی زیارت ہی ہمارے دلوں کا چین وسکون ہے میں تو آپ کی بارگاہ کا ایک ادنیٰ سا خادم ہوں! میرا سب کچھ آپ ہی کی عنایت کا صدقہ ہے کہ مجازاً شاہی سلطنت پر مسند نشیں ہوں۔ کماحقہٗ بندۂ عاجز نے آپ کی خدمت کا موقع نہ پایا ہمیں خبر ملی ہے کہ آپ نے ہبلی کو اپنا ماویٰ ومسکن بنا لیا ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پورے علاقہ میں بندگانِ خدا کی رشد وہدایت، غریبوں، یتیموں، بیواؤں اور بے سہارا کی پرورش ونگہبانی کے لئے بڑے پیمانے پر خانقاہ، لنگر خانہ، یتیم خانہ، درس گاہیں اور مسافر خانہ آپ کی سرپرستی ونگرانی میں چل رہے ہیں۔

لہٰذا عادل شاہی حکومت کی جانب سے ہمارے وزیر خاص اور رفقائے کار کی ایک جماعت کے ہاتھوں ایک شاہی فرمان بھیجا ہے تا کہ حضور غور فرمائیں۔ سلطان عادل شاہ کا خط پڑھ کر سرکار نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس شاہی فرمان نامہ پر ایک ہی جملہ میں اپنی حاجات کو قلمبند کر دیا۔ ”اللہ بس باقی ہوس“ اور اس شاہی فرمان نامہ کو عادل شاہ کے وزیر خاص کے ہاتھ میں تھما دیا۔

خانقاہی نظام اور خلق کی مسیحائی

سرکار نور محمد شاہ وقادری رحمۃ اللہ علیہ نے سرزمین ہبلی پر مستقل قیام فرمایا تو قصبۂ ہبلی و اطراف و اکناف کے تمام قصبہ جات میں ایک نور کی لہر چل پڑی ہر طرف سے بلاتفرق مذہب ملت بندگان خدا سرکار کے رخ زیبا کی زیارت اور خدمت سے فیضیابی کے لئے جوق در جوق آنے لگے اور جائز مرادوں کو پانے لگے۔ اسی اثناء میں سرکار نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے سالکین راہ خدا کے تربیت کی خاطر ایک عظیم الشان خانقاہِ قادریہ کی تعمیر کروائی اور سعیدان ازل وہاں منازل سلوک طے کرنے لگے۔ آپ نے عوام الناس کیلئے ایک لنگر خانہ بھی جاری کروایا نیز بیماروں کی عیادت و شفایابی کیلئے ایک شفا خانہ اور قیام کے لئے رہائشی کمروں کا انتظام کیا دوا سازی کیلئے ایک خاص مکان بنوا کر اپنے خادم و مرید خاص حضرت مولانا عظیم اللہ ہادی کی تحویل میں دیا آپ کی حیاتِ مبارکہ کے کامیاب و مجرب نسخہ جات مرض کے مطابق دواؤں میں ڈھلنے لگے۔ اس طرح بندگانِ خدا کے جسموں اور روحوں کا علاج کیا جانے لگا اور لوگ بلاتفریق مذہب وملت سرکار کے ان خدمات سے فیضیاب ہونے لگے۔

سرکار نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا خانقاہی نظام نہایت ہی اعلیٰ درجہ اور مہذب طرز پر قائم تھا جہاں سالک کو شریعت مطہرہ کا پابند اور مؤدب بنایا جانے کے ساتھ ساتھ راہ سلوک کی طرف گامزن کیا جاتا تھا۔ اس طرح اللہ کے وہ طالب و مریدین اپنے ظاہر و باطن کو آراستہ کرنے میں کامیاب

ہو جاتے۔ انہیں میں سے مخصوص مریدین کو نعمت خلافت سے سرفراز فرما کر دور دراز کے علاقوں کی طرف روانہ کرتے تھے تاکہ ہر طرف دین محبت کا بول بالا ہو جائے اور اس طرح دین حق کو آپ کے دور میں بہت فروغ حاصل ہوا۔

بنکا پور کے گورنر کے خلاف شکایت

شہر بنکا پور کا ایک وفد بنکا پور کے قاضی محمد ابراہیم کے ساتھ سرکار کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر گورنر کے مظالم کے خلاف شکایت کی اور کہا حضور والا! گورنر بے گناہوں کو قید کر دیتا ہے، اذیت ناک سزائیں دیتا ہے، سزا کے لئے تہہ خانہ بنوا کر قیدیوں کو وہاں قید کر کے بے انتہا ظلم ڈھاتا ہے۔ اپنی جی حضوری کرنے والے جرم بھی کریں تو انہیں معاف کر دیتا ہے بیوہ یتیموں کے وظیفہ جات کبھی دیتا ہے اور کبھی محروم کر دیتا ہے تو سرکار نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ گورنر کی داستان مظالم سن کر بے حد مغموم ہوئے۔ آپ نے گورنر کو ایک خط بھیجا جس میں لکھا تھا اے گورنر! عدالت باری تعالیٰ سے ڈرو، رحم کرو، قیدیوں پر ظلم نہ کرو، حقداروں کی حق تلفی نہ کرو بلا جرم کسی کو قید نہ کرو، مگر گورنر اس فرمان کو نظر انداز کر کے اپنی کارکردگی میں مصروف ہی رہا تو بنکا پور کے قاضی القضاۃ محمد ابراہیم صاحب نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا اور حضور والا کی خدمت میں حاضر ہو کر گورنر کے حالات کی روداد سنائی تو سرکار نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے قاضیٔ بنکا پور کو اپنی خانقاہ میں رک جانے کو کہا۔ دیکھئے اللہ کارساز ہے! اسی رات سلطان عادل شاہ نے خواب میں دیکھا کہ

محل کے تمام فانوس ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے ہیں گھبرا کر جاگا تھوڑی دیر بعد اسی فکر میں دوبارہ جب آنکھ لگ گئی تو عادل شاہ پھر خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ بنکا پور کا گورنر محل کے کنگورے توڑ رہا ہے گھبرا کر پھر جاگ اٹھا اور پریشان ہو گیا۔ رات کا تیسرا پہر گذر چکا تھا کس سے خواب بیان کریں اور کس کو یہ پریشان حالی سنائے سمجھ میں کچھ نہیں آیا اسی فکر میں تھوڑی دیر بعد پھر لیٹ گیا تو آنکھ لگ گئی۔ اب تیسری بار خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ سرکار نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ جلوہ فرما ہیں اور فرما رہے ہیں کہ بنکا پور کے گورنر کو واپس بلا لو یا معطل کر دو اور اس کی جگہ ایک رحم دل اور نیک انسان کو گورنر کے عہدہ پر فائز کر دو۔ خواب سے بیدار ہوا اور فوراً قاصد کو شاہی حکم نامہ کے ساتھ بھیج دیا کہ فوراً ریاست بنکا پور کے گورنر کو معطل کیا جائے اور اس کی جگہ فلاں کو گورنر نامزد کیا جائے بعدہٗ ریاست بنکا پور کے حالات سے عادل شاہ کو آگاہی ہوئی تو سابقہ گورنر کے مظالم سے بہت بیزار ہوا۔

تبرّکات شریف

سرکار نور محمد شاہ قادری اور آپ کے اجداد کو حرمین شریفین کے شریفوں سے عطا شدہ تبرّکات میں موئے مبارک، سیدہ فاطمۃ الزّہرہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ایک کتاب، مقدس اوڑھنی، چوکی شریف، حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا جامۂ اطہر اور حضور قطب الاقطاب کا لکھا ہوا قرآن شریف، تسبیح، عصاء اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا پیالہ مبارک تھے۔ وقت کی ستم ظریفی سے کچھ گم ہوئے اور کچھ حضرت عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے عمر کے اس دور میں جب آپ جذب کی حالت

میں تھے تحفتہً دوستوں کو دے دیئے اور جو بچ رہے ان میں سے سیدہ فاطمۃُ الزھرہ رضی اللہ عنہا کی چوکی اور کتاب کا دیدار محرم الحرام کی ۵ تا ۱۰ تاریخ تک کرایا جاتا ہے اس کے وسیلے سے عقیدت مندگان دعائیں کرتے ہیں۔

شفاء کے کنویں

جب بندگانِ خدا کا اژدہام روز بروز بڑھنے لگا لوگ اپنے جسمانی و روحانی امراض سے شفایابی کے لئے دور دراز کے علاقہ سے آنے لگے۔ سرکار کے دست شفاء کا حال یہ تھا صرف مٹکوں پر دم کیا ہوا پانی ہر درد کی دوا بن گیا تھا خدام مریضوں کو صرف پانی دیتے تو شفاء نصیب ہو جاتی اس طرح چند لمحات میں مٹکوں کا پانی خالی ہو جاتا اس لئے سرکار نے مریضوں کی شفاء کی خاطر اپنی خانقاہ کے حدود میں دو کنوئیں کھدوائے۔ ایک میں میٹھا پانی جو صرف پیٹ کی بیماریوں کے لئے مخصوص تھا اور ایک کنویں میں نمکین پانی بھر دیا جاتا وہ پانی صرف جلد کے تمام بیماریوں کی دوا تھی۔ سرکار کے وصال مبارک کے بعد کئی سالوں تک یہ کنویں ایسے ہی مریضوں کے لئے شفاء کا ذریعہ تھے۔ اس کی جگہ درگاہ شریف پر میٹھے پانی اور نمکین پانی کے مٹکے رکھ دیئے گئے اور آج بھی سرکار کے روحانی فیضان کی برکت سے ان مٹکوں کے پانی کے ذریعہ لوگ بیماریوں سے شفا پاتے نظر آتے ہیں۔

سرکار کے فیضان سے بسن گوڈا پاٹل کا فیض پانا

جب سرکار نور محمد شاہ قادری کے روحانی فیضان سے بلا تفریق قوم،

مذہب وملت فیضیاب ہونے لگے تو ہبلی کے رئیس بسن گوڈا پاٹل سرکار کی خانقاہ میں سر کے بل چل کر آئے۔ حضرت اس رئیس کی ادا پر فوراً متوجہ ہوئے اور پوچھا اے بندۂ خدا! بتاؤ کیا بات ہے؟ بہت پریشان معلوم ہوتے ہو تو سائل نے کہا ”وہ گرو دیوا“ اے میرے پیر! میرے پاس بھگوان کا دیا ہوا سب کچھ ہے صرف میرے گھر میں چراغ روشن کرنے والا کوئی نہیں۔ میری شادی ہوئے کئی سال گذر گئے مگر ابھی تک اولاد سے محروم ہوں مجھے امید ہے کہ آپ کی بارگاہ سے میری جھولی بھر جائے گی اور بس ایک اولاد کے لئے دعا فرمائیں تو سرکار نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک بس! تو سائل نے کہا دو عطا کیجئے۔ سرکار نے کہا دو بس! پھر سائل نے کہا تین عطا کیجئے تو سرکار نے تب فرمایا ”اے بسوا یہ لے عطا ہو گئے“ تو اس نے دیکھنے والوں نے دیکھا چند سالوں میں اس کا گھر تین اولادِ نرینہ سے آباد ہو گیا۔

ایک دن اچانک بسن گوڈا پاٹل اپنے تینوں لڑکوں کو لیکر ہبلی سے دوسرے گاؤں جنگل کے راستہ سے جا رہا تھا اور اچانک ایک شیر نمودار ہوا۔ عنقریب وہ شیر ان پر حملہ کرنے ہی والا تھا فوراً بسن گوڈا نے پکار کر کہا ”وہ گروے نمّو کاپاڑی“ اے میرے پیر! ہمیں بچا لیجئے پھر اس نے دیکھا شیر اور ان کے درمیان سرکار جلوہ فرما ہو جاتے ہیں فوراً بسن گوڈا اور اس کے تین بچے سرکار کے قدموں میں گر گئے حضرت والا نے ان سب کو اٹھایا اور تسلی دی۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ شیر بھی سرکار کے قدموں میں سرنگوں ہو جاتا ہے اور حضرت کا طواف کرتے ہوئے جنگل کی طرف روانہ

ہو جاتا ہے۔

تبرکات میں سیدہ بی بی فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی چوکی

سرکار نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے امجاد جب جب مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ اور بغداد معلیٰ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے اس وقت کے حکمران و خدام نے ان حضرات کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا اور آپ حضرات ہر جگہ خصوصی مہمان کی حیثیت سے خدمات کی گئیں اور کئی تبرکات سے سرفراز کیا گیا۔ سرکار نور محمد شاہ قادری چونکہ اپنے دور میں عرب و عجم کے مشہور اولیاء میں شمار کئے جاتے تھے۔ آپ جہاں جاتے وہاں پہلے ہی آپ کی شہرت پہنچ چکی ہوتی۔ لوگ جوق در جوق آپ کے استقبال میں نظریں بچھائے ہوئے ہوتے اور وہاں کے حکمراں و خادم الحرمین آپ کو خصوصی دعوتوں کا اہتمام کرتے۔ ان مقدس بارگاہوں سے آپ کو جو تبرکات عطا کئے گئے تھے انہیں میں سے ایک چوکی اور کتاب جس کی نسبت سیدہ بی بی فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔ سرکار نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنی حیات مبارک ہی میں محرم الحرام کی ۵،۶،۷،۸،۹،۱۰ کی ان مخصوص تاریخوں میں سیدہ رضی اللہ عنہا کی چوکی اور کتاب وہ اوڑھنی مبارک جو آپ کے خاندان میں آپ کے جد کریم کے اثاثہ جات میں تبرکاً موجود تھی ان دونوں تبرکات کی زیارت سے عوام و خواص کو شرفیاب کراتے تھے۔ عقیدت مندگان اس مقدس و مبارک چوکی اور اوڑھنی مبارک کی برکت و مناسبت سے اپنی منت و مرادوں کو حاصل کر لیتے تھے اور آج بھی محرم کی ان تاریخوں میں

ہزاروں زائرین اس چوکی کی نسبت سے جو مرادیں مانگتے ہیں وہ پوری ہو جاتی ہیں۔

سرکار کا تیسرا دورۂ بغداد و بیت المقدس

سرکار نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی عمر کے اواخر میں اپنے جد کریم کے دربار کی زیارت کے شوق نے بیقرار کیا تو اپنے مخصوص خلفائے کرام کے ساتھ پہلے بغداد معلیٰ کے سفر پر نکل جاتے ہیں۔ بغداد شریف پہنچ کر اپنے جدِّ اعلیٰ مظہر ذات مصطفیٰ ﷺ حضور سیدنا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کے روضۂ اقدس پر حاضری کی سعادت سے مشرف ہوتے ہیں کئی راتیں وہاں پر مراقب ہو کر حضور سرکار غوث پاک کی روحانی و عرفانی مجلس ولایت سے شرف یابی حاصل کر لیتے ہیں اور ہر دن بغداد کے مختلف مقامات پر رشد و ہدایات کی مجالس کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ کئی ایک بندگانِ خدا سرکار نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت لے کر منازل سلوک طے کرتے ہیں۔ بغداد میں قیام کے دوران جس مقام پر راتوں کو مشاہدات کے منازل طے کیا کرتے تھے اسی مقام پر آج بھی ایک حجرہ ''صفۂ نور'' کے نام سے منسوب ہے۔

بعدۂ یہ مقدس جماعت سرکار کی سرپرستی میں بیت المقدس کے سفر پر روانہ ہو جاتی ہے اور سرکار نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں یہ بیت المقدس و بغداد معلی کا تیسرا دورہ تھا۔ سرکار جب موجودہ دورہ میں بیت المقدس پہنچے وہاں تقریباً سات مقامات پر چلہ کشی کی، سرکار کے اس دورہ کی ایک اہم

خصوصیت یہ تھی جب آپ راتوں کو قیام فرماتے تو آپ کی ضیافت بن موسم کے پھل سے کی جاتی تھی اور یہ ضیافت حضرت بی بی مریم سلام اللہ علیھا کرواتی تھیں اور کچھ مخصوص نصیحتوں اور کمالات سے سیدہ مریم نے آپ کو فیضیاب کیا۔ سرکار نور محمد شاہ قادری نے بیت المقدس کے قیام کے دوران اپنے مراقبات میں ''منّ و سلویٰ'' کے نزول کا منظر دیکھا۔ اس طرح تقریباً کئی مہینوں کے قیام کے بعد پھر اپنا ماویٰ و مسکن ہبلی تشریف لائے۔

رسمِ جانشینی

جیسے ہی بغداد معلی و بیت المقدس کے دورۂ مبارک سے واپس لوٹے سرکار کی عمر ظاہر جواب دینے لگی۔ وصال یار کی باتوں کا سلسلہ مجالس میں شروع کر دیا اور دور دراز کے خلفاء و مریدین و متوسلین ملاقات کے لئے کھنچے کھنچے آنے لگے۔ اپنے مخصوص خلفاء کو سرکار نے ہدایت فرمائی کہ تمام خلفاء چند دنوں تک ہماری خانقاہ میں قیام کر لیں جیسے ہی سرکار کا یہ حکم نامہ جاری ہوا تو تمام خلفاء میں گفت و شنید کا سلسلہ شروع ہو گیا آخر یہ کیا بات ہے؟ سرکار نے ہم سب کو خانقاہ میں رکنے کا حکم دیا ہے وہ مخصوص خلفاء جو خلوت و جلوت میں ہمیشہ رہا کرتے تھے انہوں نے کہا جملہ انبیاء اور اولیائے کاملین کی یہ سنّت مبارکہ رہی ہے کہ اپنی زندگی میں اپنا جانشین مقرر کر لیتے ہیں تاکہ اللہ کے بندوں میں اللہ کا خلیفہ مسندِ خلافت الٰہیہ پر بیٹھ کر بندگانِ خدا کے ظاہر و باطن پر نظر رکھے۔ شاید ہمارے پیر و مرشد بھی یہی سنّت مبارکہ کی رسم ادا کرنا چاہتے ہیں۔ ابھی گفت و شنید چل رہی تھی سرکار نے اپنا حکم

نامہ جاری کر دیا کہ آج کی شب ایک مخصوص نشست کا اہتمام ہوگا جس میں سارے خلفاء شامل ہوں گے جب رات آئی محفل کا آغاز ہوا تو سرکار نے اعلان فرمایا کہ اللہ کے حبیب ﷺ کی سنّت کے مطابق اپنی حیات میں جانشین مقرر کرنے کا وقت آچکا ہے۔ لہٰذا میرے بعد اس مسند حقہ پر میرا جانشین میرا فرزندار جمند عزیزم سید شاہ محمد نور احمد کو مقرر کرتا ہوں تم سب اس بات پر گواہ رہنا۔ سبحان اللہ! جیسے ہی سرکار نے اپنی جانشینی کا اعلان فرمایا تو ساری محفل میں مبارک ہو، مبارک ہو جانشین مرشدی مبارک ہو کے نعرے بلند ہو گئے تمام خلفاء اپنے مرشد کی قدمبوسی کے بعد پیر کے جانشین کی قدمبوسی سے شرفیاب ہونے لگے۔ اس طرح سرکار نے اپنی حیات مبارکہ میں اپنی خانقاہ کے جملہ امور کی نگرانی و اشاعت کے لئے اپنے فرزند سید شاہ محمد نور احمد کو مقرر فرمایا۔

وصال مبارک

حضور قطب الاقطاب سرکار نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری عمر بندگانِ خدا کی رشد و ہدایت اور مذہب محبت کی ترویج و اشاعت میں گذار دی جن کی خدمات سے بلاتفریق مذہب و ملت لوگ فیضیاب ہوتے رہے۔ جب سرکار کی عمر شریف ایک سو بیس سال ہو گئی اور داعیٔ اجل کو لبیک کہنے کا وقت قریب آگیا تو محرم کی ۷ رسات تاریخ کو اپنے فرزند اکبر کے کندھوں کا سہارا لے کر مسجد کی طرف قدم آگے بڑھائے اور نماز کے لئے کھڑے اپر پہنچے تو سرکار نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ میں

ہی داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور جام وصال نوش کر گئے۔

مسجد کے قریب صحن مبارک میں قبر انور تیار کی گئی پھر غسل شریف کے بعد سرکار کو حجرۂ خاص میں لباس حرمِ یار (کفن شریف) پہنایا گیا بعدۂ سرکار کے جانشین وولیعہد حضرت سید شاہ محمد نور احمد قادری نے نماز جنازہ پڑھائی۔

تیجہ شریف میں آپ کی حاضری

معمولات اولیاء دکن کے مطابق تیسرے دن یعنی ۹ر محرم الحرام ۱۳۰۶ھ کو سرکار کا تیجہ شریف (تین دن زیارت) کا بڑے ہی ادب و احترام کے ساتھ اہتمام کیا گیا۔ عوام و خواص کا ایک جم غفیر نماز فجر کو خانقاہ میں جمع ہو گیا جیسے ہی قل شریف و درود شریف کا آغاز ہوا اچانک ایک ٹھنڈی سی بھینی بھینی خوشبو آنے لگی سارے لوگ ادھر ادھر متوجہ ہونے لگے۔ محفل فاتحہ کی پہلی صف میں نہایت ہی عمدہ پوشاک میں ملبوس ہو کر بنفس نفیس سرکار نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہی تیجہ شریف میں حاضر تھے اور جیسے ہی فاتحہ خوانی کا اختتام ہوا پھر کیا دیکھتے ہیں سرکار غائب ہو گئے سبحان اللہ! یہ فنا و بقا کا اثبات تھا۔

بعدۂ صاحب سجادہ نشین اول حضرت سید شاہ محمد نور احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی و سرپرستی میں سرکار کے مزار اقدس پر ایک چار کونی لکڑی کا آستانہ تعمیر کیا گیا اور اس طرح بارگاہ سجتی رہی۔ بندگان خدا اسرار نور محمد شاہ قادری کے روحانی فیضان سے مالا مال ہونے لگے۔ سرکار کی قائم کردہ تمام وہ مراکز جو بندگان خدا کے رشد و ہدایت اور خدمت خلق کے لئے تھے بالکل

اسی طرز پر صاحب سجادہ کی نگرانی میں چلائے جانے لگے۔

حضرت ٹیپو سلطان شہید کا بارگاہ میں حاضر ہونا

سلطان وقت حضرت ٹیپو شہید جو حقیقت میں نبی کریم ﷺ کے اس قول مبارکہ یعنی "السّلطان العادل ظل اللّٰه" "عادل سلطان اللہ کا سایہ ہوتا ہے" کی تصویر تھے جب حضرت ٹیپو شہید ریاست میسور کے شمالی علاقوں کی فتوحات کے سلسلہ میں اپنی فوج و سپاہ کے ساتھ روانہ ہوئے تو اپنے وزیر خاص سے اپنی دلی خواہش ظاہر کی تھی کہ سرزمین ہبلی پر قطب الاقطاب سرکار نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت سے مشرف ہونا ہے جیسے جیسے سفر طے ہونے لگا اور قافلہ ہبلی پہنچا تو حضرت ٹیپو سلطان اپنے وزرائے خاص کے ساتھ سرکار نور محمد شاہ قادری کی زیارت سے شرفیاب ہوئے اور فتوحات کے لئے نکل پڑے جب ان بزرگوں کی نگاہ کرم سے فتح نصیب ہوئی تو واپسی پر دوبارہ شکرانہ ادا کرنے کی غرض سے جیسے ہی حضرت ٹیپو سلطان شہید سرکار نور محمد شاہ قادری کے آستانہ مبارکہ پر پہنچے تو حضرت ٹیپو سلطان اپنی زبان مبارک سے فی البدیہہ یہ شعر کہا۔ ع

باغ جنت باب رحمت بارگاہ نوراست
سالکاں راعرش عظمت خانقاہ نوراست

جب حضرت ٹیپو سلطان مزار اقدس پر حاضر ہوئے معمول کے مطابق اپنی تلوار کو سرکار کے قدموں میں رکھ دیا اور خود مزار اقدس پر مراقب ہو گئے۔ مزار مقدس سے سرکار نور محمد شاہ قادری نے فرمایا "اے سلطان

جہاد بالنفس افضل ہے یا جہاد بالسیف“ تو آپ نے فرمایا: حضور والا! جہاد بالنفس افضل ہے یہی جہاد اکبر ہے۔ جواباً حضرت قطب الاقطاب نے فرمایا اے سلطان! اپنے باطن میں نفس کے ساتھ جہاد کر اور اپنی تلوار عدل وانصاف کے لئے اٹھانا، اپنے لئے زندگی غازی کی اور موت شہید کی پسند کرنا۔ اس کے بعد جیسے ہی حضرت ٹیپو سلطان مراقبہ سے باہر ہوئے باادب قدمبوسی سے شرفیاب ہو کر اپنی تلوار کو اٹھایا تو عجیب کرشمہ دیکھا کہ اپنی تلوار پر آیت نصر من اللہ فتح قریب کی جگہ آیت ”کل نفس ذائقۃ الموت“ لکھا ہوا پایا۔ حضرت ٹیپو سلطان اپنے عقل باطنی پر توجہ ڈالی تو عرفان وصال حق کا پیغام میسر آیا۔ حضرت ٹیپو شہید باادب سر جھکا کر سلام عرض کرتے ہوئے دربار سے باہر تشریف لائے اس تلوار کو اس وقت کے سجادہ نشین کے سپرد کر دیا۔ کچھ عرصے بعد میسور کی چوتھی جنگ میں سلطان نے جام شہادت نوش فرمایا یہ تلوار کئی سالوں تک خانقاہ قادریہ نوریہ کے تبرکات میں شامل رہی جیسے ہی انگریزوں کو خبر ملی کہ شیر میسور نے اپنی تلوار اس خانقاہ میں چھوڑی ہے تو جبراً انگریزی حکام نے اس تلوار کو ضبط کرلیا۔

ہبلی میں قحط سالی اور شہزادہ کی دعا

حضرت پیرانِ پیر، روشن ضمیر سرکار غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ معاملہ کرنے لگے تو خاصانِ خدا بھی سر خم تسلیم کرلیتے ہیں۔ لہٰذا معاملاتِ خداوندی میں مداخلت نہ کرو۔ کچھ ایسا ہی معاملہ ہبلی واطراف

کے قصبہ جات میں قحط سالی اور پلیگ کے مرض کی شکل میں اللہ نے کیا۔ قحط سالی سے لوگ بہت پریشان ہونے لگے یہاں تک کے پینے کے لئے پانی کی تنگی ہوگئی سارے کنویں اور تالاب سوکھ گئے اس وقت ہبلی اور اطراف کے علاقے میں فیض کا دریا بہانے والی مشہور خانقاہ خانقاہِ قادریہ نوریہ تھی، قصبہ اُنکل اور بھیری کوپ وامرگول کے ذمہ دار لوگ مل کر سجادہ نشین کے پاس پہنچے اور پریشان حالی سنائی، نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ گزارش کی کہ حضور آپ سرکار نور محمد شاہ قادری علیہ الرحمہ کے نور نظر ہو، اللہ آپ کا ہے اور آپ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے شہزادہ کی آل ہو۔ لہٰذا آپ بارش کے لئے دعا فرمائیے! لوگوں کے اسرار پر حضرت سید عبدالعزیز شاہ قادری عرف رستم زماں سجادہ نشین درگاہ حضرت سرکار سید نور محمد شاہ قادری علیہ الرحمہ دکھی لوگوں کے ساتھ ننگے سر اور ننگے پیر چلتے ہوئے سیدھے انکل تالاب پہنچے جو بالکل سوکھ چکا تھا دیکھ کر بڑے ملول ہوئے۔ بعد نماز استسقاء ایک ٹیلے پر چڑھ گئے اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، بارش برسنے میں تاخیر ہونے لگی لوگ مایوسی سے کبھی آسمان کی طرف دیکھتے، کبھی آپ کی طرف تو صاحب سجادہ پر جلالی کیفیت طاری ہوگئی اپنے ساتھ جس سجادہ پر آپ بیٹھا کرتے تھے وہ سجادہ یہ کہہ کر کنویں میں ڈال دیا کہ ”اگر تو نہیں سنتا تو اس سجادہ پر بٹھایا کیوں؟“ بس کیا تھا اللہ کی رحمت جوش میں آگئی اور موسلا دھار بارش ہونے لگی ندی نالے تالاب اور سبھی کنویں لبِ آب ہونے لگے۔

آپ کی اولادیں

سرکارنورمحمدشاہ قادری کے تین صاجزادے ہوئے:

(۱) قطب زمن حضرت سرکارسیدشاہ محمدنوراحمدقادری سجادہ نشیں اوّل

(۲) حضرت سیدشاہ محمدسلطان قادری۔

(۳) حضرت سیدشاہ محمدامام الدین قادری عرف امام شاہ۔

حضرت کی دوصاجزادیاں تھی:

(۱) سیدہ بی بی کبریٰ

(۲) سیدہ بی بی صغریٰ

عرس مبارک

حضرت سرکارنورمحمدشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے جداعلیٰ کے زمانے سے ہی خاندانی تبرکات کی زیارت محرم الحرام کی ۷، ۸، ۹اور ۱۰ تاریخ کو کرائی جاتی تھی اورسرکارنورمحمدشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کاوصال شریف محرم کی ۷ رتاریخ کو ہوا۔لہٰذا محرم کی ۷ رتاریخ سے عاشورۂ محرم تک عرس مبارک کے رسومات اداکئے جاتے ہیں اورانہیں تاریخوں میں تبرکات شریف کی زیارت سے لوگ فیضیاب ہوتے ہیں اورانہیں تاریخوں میں ضمانِ حسنین کریمین (ہدیہ شریف) کااہتمام بھی کیاجاتاہے اورہزاروں بندگان خدااپنی مرادوں کوحاصل کرتے ہوئےنظرآتے ہیں۔

❀❀❀

الاشارت

حدیث نبوی ﷺ ”القرآن علیٰ اربعة وجهٌ العبارات للعوام ،والاشارات للخواص، واللطائف للاولیاء، والحقائق للانبیاء“ یعنی قرآن مجید کے مفاہیم چار درجہ پرمشتمل ہیں۔قرآن کی عبارت عوام کے لئے ہےاوراشارہ خوّاص کے لئے ہے اور لطائف اولیاءاللہ کے لئے ہےاورحقائق انبیاء کے لئے ہے۔

قرآن

حروفِ قرآن، آیاتِ قرآن خوب دلکشت ۔شش ہزار(۶۰۰۰) و شش صد(۶۰۰) وشست (۶۰) وشش است ۔یک ہزار(۱۰۰۰) وعدہ ہم یک وعید: یک ہزارش(۱۰۰۰)امرونہی پدید۔یک ہزارش (۱۰۰۰) ازقصدان اعتبار: یک ہزارش(۱۰۰۰)ازمثلد ان اختیار۔

شست وشش راناسخ ومنسوخ دان۔یک صد شش آں معرفت حق بدان، پانصدش ہست دعا صبح وشام نوربا تفصیل گفتم والسلام۔

روایت می کند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ازپیغمبر ﷺ سنہ ۳ (۳۰۰۰۰۰) وشعت وشش ہزار(۶۶۰۰۰) چہل وشش حروف(۴۶) درقرآن است تفصیلیں شش ہزارشش صدوشعت وشش آیت است(۶۶۶۶)

و یک صد و چہار دہ سورت است (ع ۱۱) و یک لک و یک ہزار ُالف‘ است۔ دوز دہ ہزار چہار صد و پست و ہشت ’’ب‘‘ است۔ دوز دہ ہزار چہار صد ’’ت‘‘ است۔ سہ ۳ ہزار شش صد و سہ ۳ (ث) است۔ چہار ہزار چہار صد ’’ج‘‘ است۔ یک ہزار شش صد ’’ح‘‘ است۔ دو ہزار پانصد ’’خ‘‘ است۔ پنج ہزار و شش صد و نود شش ’’د‘‘ است۔ سہ ۳ ہزار شش صد و ہشتاد ’’ذ‘‘ است۔ پنج ہزار شش صد و نود و شش ’’ر‘‘ است۔ دو ہزار یک صد و ہفتاد و پنج (۲۱۷۰) ’’ز‘‘ است۔ پانچ ہزار شش صد و دو نود و شش (۵۶۹۶) ’’س‘‘ است۔ دو ہزار و پنج (۲۰۰۵) ’’ش‘‘ است۔ سہ ۳ ہزار یک صد و ہفتاد (۳۱۷۰) ’’ص‘‘ است۔ سہ ۳ ہزار یک صد و پنجہ (۳۱۵۰) ’’ط‘‘ است۔ دو ہزار و ہفتاد و پنج (۲۰۷۵) ’’ظ‘‘ است۔ سہ ۳ ہزار و ہفتاد (۳۰۷۰) ’’ع‘‘ است۔ سہ ۳ ہزار و سی (۳۰۳۰) ’’غ‘‘ است۔ ہشت ہزار چہار صد و سی (۸۴۳۰) ’’ف‘‘ است۔ دوازدہ ہزار چہل و پنج (۵ع ۱۲۰) ’’ف‘‘ است۔ سہ ۳ صد و ہشتاد (۳۸۰) ’’ک‘‘ است۔ یک ہزار ’’ل‘‘ است۔ پنج ’’م‘‘ است۔ چہار ہزار و پنج (۴۰۰۵) ’’ن‘‘ است۔ پنج ہزار ’’و‘‘ است۔ سہ ۳ ہزار شش صد و پست و پنج (۳۶۲۵) ’’ھ‘‘ است۔ یک ہزار یک صد و ہفتاد پنج ’’ل‘‘ است۔ دوازدہ ہزار یک صد و ہشتاد (۱۲۱۸۰) ’’ل‘‘ است۔

☆☆☆

رسالۂ رشد و ہدایت

قطب الاقطاب حضرت سید نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات و فرمودات پر مبنی رسالہ رشد و ہدایت سے ماخوذ کچھ نصیحت آموز اقوال کا مجموعہ

تالیف:

خلیفۂ اوّل حضرت سید نور احمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

(شہزادۂ قطب الاقطاب حضرت سید نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ)

رسالۂ رشد و ہدایت

شہزادۂ قطب الاقطاب سید محمد نور احمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد سید نور محمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات و فرمودات کو رسالۂ رشد و ہدایت میں جمع فرمایا ہے شائقینِ علمِ تصوف کے لئے بطورِ تبرک اس مخصوص رسالہ کو بھی جلوۂ نوری میں شامل کیا گیا ہے تا کہ عوام و خواص اس سے استفادہ حاصل کرسکیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قطب الاقطاب سید محمد نور احمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرتبۂ انسانیت پر وہی شخص آتا ہے جس میں ظاہر و باطن علوم کا وہ کمال موجود ہو جس سے خلقِ خدا مستفیض ہوتی ہو یعنی جس سے زہد و تقویٰ اخلاص و محبت اور صبر و رضا کی دولت نصیب ہوتی ہو۔ فرمایا بے خبر انسان سے باخبر کُتا اچھا ہے جو اپنے مالک کی پکار پر مالک کی طرف دوڑ جاتا ہے۔ مگر بے خبر انسان دنیا کی محبت میں مالکِ حقیقی کے احکام سے غافل رہتا ہے۔ فرمایا شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ شراب نوش تھے کیونکہ دنیا کی محبت کے بدمست نشے سے شراب کا نشہ بہتر ہے، دنیا کی محبت کا مست مشرک ہے اور شراب کا مست گنہگار ہے، شرک قابلِ معاف نہیں گناہ قابلِ معاف ہے۔ فرمایا اللہ جسے محبوب رکھتا ہے اسے آئینہ عطا کرتا ہے جس میں بندہ ہر خیر و شر کا دیدار کرتا ہے۔ فرمایا بات اگر

حکمت سے خالی ہو تو شیطانی بکواس ہے اور فضول گوئی سے انسان شیطان کا مرید بن جاتا ہے، جس شخص کی خاموشی خدا کی معرفت سے خالی ہے وہ خود شیطان ہے۔ فرمایا قناعت مخلوق سے بے نیازی کا نام ہے۔ فرمایا جس نے دین و دنیا کے مکمل خواہشات کو ترک کر دیا وہ مکمل نجات پا گیا۔ فرمایا حرص و حسد کا ترک کرنا عبادت کی معراج ہے۔ فرمایا ہمیشہ سچ کہنا، حرام و حلال میں تمیز کرنا، قضا و قدر پر راضی رہنا ہزار برس کی عبادت سے افضل ہے اور ایسے اخلاق تقوے کی بہترین تعریف ہے۔ فرمایا وہ شخص منافق ہے جس کے ظاہر و باطن میں تضاد ہو یعنی علم کے مطابق عمل ہو اور عمل کا گواہ علم ہو۔ فرمایا بد تمیز وہ شخص ہے جسے حرام و حلال میں تمیز حاصل نہ ہو اور ایسا شخص اللہ کا باغی ہے جیسے یہاں ہر جانے والا حرص ناکامی اور خوفِ آخرت لئے ہوئے چلا جاتا ہے۔ فرمایا کہ دنیا ہی جنت و جہنم کا نمونہ ہے جسے یہاں جس چیز کو اختیار کرے گا وہی اسے وہاں ملے گا۔ فرمایا مشرک وہ ہے جو ماسوا اللہ جس چیز کو چاہتا ہے محبت کرتا ہے اور یہ محبت ہی غیر اللہ کی زیروزبر ہوگئی اور فرقوں میں بٹ گئی، تصرف کا اختیار تحریف فی المعنیٰ میں ظاہر ہوا۔ فرمایا دولت کا لالچی پیر گمراہ ہے ایسے پیر کا قلب بتکدہ ہے ایسے پیر کا پیروکار مشرک ہے۔ فرمایا کامل مسلمان کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھنا چاہئے کیونکہ اولاد دنیوی امور میں ماں باپ کا تعاون کرتی ہے اور کامل مسلمان اللہ کے امور میں تعاون کرتا ہے۔ فرمایا دِلجمعی نماز کی معراج ہے، اس کے بغیر نماز محض رسم بن جاتی ہے اور رسمی

عبادت عذاب بن جاتی ہے۔فرمایا سانس کا معنیٰ تک پہنچنے کا نام شغل ہے، ہر سانس میں دیدارِ الٰہی کا پیغام ہوتا ہے، ہر سانس میں دنیائے مردار کی محبت بھی پوشیدہ ہوتی ہے اس فرق کو جان کر اللہ کے لئے جینے والے کو انسان کہتے ہیں شاغل کہتے ہیں ۔فرمایا منافق کی بہترین پہچان قبرستان میں ہوتی ہے کیونکہ وہ وہاں بھی دنیا اور دنیاداروں کے ذکر سے باز نہیں آتا۔فرمایا صوفی وہ ہے جو ہر نیک و بد کی قید سے آزاد ہوگیا ہو۔فرمایا صحبت اس کی اختیار کرو جس سے قیامت میں نفع حاصل ہو ورنہ ساری جان پہچان سارے رشتے ساری محبتیں فضول ہیں ۔فرمایا اللہ کی نعمت اور حکمت کے مشاہدے کے بغیر نہ کوئی ولی ہو سکتا ہے نہ کسی پیغمبر کے زیرِ قدم آسکتا ہے اور نہ وارثِ انبیاء کے زمرے میں شامل ہوسکتا ہے ۔فرمایا دنیا کے عاشق کو اللہ ذکر و عبادت کی لذت سے محروم کر دیتا ہے ۔فرمایا دنیا کی خواہشات کے دیوانے کو شیطان بھی فریب نہیں دیتا کیوں کہ وہ اسی کا مرید ہے ۔فرمایا عالم عابد زاہد حلیہ وضع قطع کا بڑا شوقین ہوتا ہے، مگر دل اللہ کی معرفت سے اندھا ہوتا ہے یاد رکھو جس کا دل اللہ کی معرفت سے اندھا ہوتا ہے اس کی اتباع سے انسان ہلاک ہوجاتا ہے ۔فرمایا پُل صراط سے صرف وہی شخص کامیاب گزرتا ہے جو توکل کا گھٹا پشت پر باندھ کر با آسانی پانی پر چل کر اپنی منزل تک پہنچ جائے ۔فرمایا قرآن سے اسی شخص کو نفع پہنچتا ہے جس کا قلب عربی ہو نہ کہ زبان ! فرمایا اللہ کی محبت اس دل میں پیدا ہوتی ہے جس دل میں کدورت نہ ہو۔فرمایا عمل نجات یہ ہے کہ مطلق

حلال کی کمائی حلال راہ میں خرچ ہو اس کے ماسوا سب کچھ بیکار ہے ۔فرمایا دنیا کی محبت تمام عبادات کو غارت کر دیتی ہے ۔فرمایا نہ مقدر سے کم ملتا ہے نہ زیادہ جو چیز مقدر میں لکھی ہے وہ تجھ تک پہنچ جائے گی مگر اس سے پہلے تو خدا تک پہنچ جا۔اگر دُعا اثر سے محروم ہے تو بے اثر دُعا خود عتاب بنکر ٹوٹ پڑے گی ۔فرمایا فعل اور قول میں تضاد، علم اور عمل میں تضاد دجال کی نشانی ہے ۔فرمایا گناہ کرنے سے پہلے اپنے نفس سے پوچھ لو کیا وہ جہنم میں جلنے کے لئے تیار ہے ۔فرمایا شیریں بیانی اور شعلہ بیانی کے فن سے عوام کو محظوظ کرنا گویا خود کو اور عوام کو فریب میں مبتلا کرنا ہے ۔فرمایا عبادت ایک ایسی تنہائی کا نام ہے کہ جس میں نہ خود کی صورت نظر آئے نہ کسی غیر کی ۔فرمایا جو اللہ کو پہچان لیتا ہے اس کی زبان گونگی ہو جاتی ہے اور جو خدا شناس نہیں ہوتے وہ علم و عمل پر تقریریں کرتے ہیں ایسی باتیں سننے اور کہنے سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ اس حماقت سے وقت تباہ ہو جاتا ہے، جس دل میں خوفِ خدا ہوتا ہے اس سے ہر چیز خوفزدہ ہوتی ہے ۔آخرت سے بے خوف انسان کی ہر نیکی ریا ہے ۔عوام حرام سے اجتناب کرتی ہے مگر خواص حلال سے بھی گریز کرتے ہیں کیونکہ ہر چیز فانی ہے ۔گناہ سے بچنا محال بھی ہے کیونکہ دنیا ہی ہر برائی کی ماں ہے، ترکِ دنیا آسان نہیں ہے ۔فرمایا دنیا کی محبت اُخروی نعمت کی دشمن ہے ۔فرمایا دنیا میں نیکی کماؤ یہی نیکیاں کل محشر کی دھوپ میں تم پر سایہ فگن ہونگی ۔فرمایا علم پر عمل، عمل میں اخلاص مشکل ہے مگر ناممکن نہیں ۔فرمایا منافق،

گونگا، بہرا، اندھا ہوتا ہے اور اس پر سدا اللہ کی لعنت برستی رہتی ہے اور منافق کی نشانی قول اور فعل میں تضاد ہے۔علم وعمل کو سجا سنوار کر نفس پیش کر رہا ہے تو ریا کاری ہے اگر یہی چیزیں قلب پیش کر رہا ہے تو عبادت کا سر ہے۔فرمایا اہل علم ومعرفت ہی خدا شناس ہوتے ہیں اور حق عبادت ادا کرنے میں مصروف رہتے ہیں، انہیں کو جواں مرد کہا جاتا ہے۔فرمایا خوف ورجا کا تعلق صرف اللہ سے ہونا چاہئے یہی توکّل ہے۔فرمایا خدا کا بندہ خدا کے سوا کسی کو بھی محبوب نہیں تصور کرتا جس نے اس کے خلاف کیا وہ مشرک ہے ہاں لوگ ہر کسی سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں یہ دعوائے حقیقی نہیں بلکہ نفسانی اور مجازاً ہیں۔فرمایا خدا کے محبوبوں جیسے اخلاق پہلے پیدا کرو پھر خدا سے محبت کا دعویٰ کرو ورنہ یہ دعویٰ بے بنیاد ہے۔فرمایا ایک حائضہ بھی میعادی غسل کے بعد ہر نجاست سے پاک ہوجاتی ہے مگر کچھ ایسے بھی نجس لوگ ہیں جو پنج وقتہ نمازیں پڑھ کر حج وعمرہ کرکے بھی پاک نہیں ہوتے اور ایسوں کو ازلی بدبخت سمجھنا چاہئے۔فرمایا کسی اللہ کے محبوب کی مزار پر چند لمحے گزار لینا ستّر سال بے وقوفوں کے ساتھ سماع سننے سے بہتر ہے۔فرمایا مظلوم کی فریاد ظالم کی سات پشتوں میں آگ بھر دیتی ہے۔فرمایا اپنی دعاؤں پر یقین کرنا یہ خود کے مفاد کی تائید ہے۔لہٰذا بازاری عاملوں کے پاس نہ جاؤ کیونکہ یہ خود کو مستجاب الدعوات سمجھتے ہیں۔فرمایا اللہ فاعل ہے بندہ فعل ہے، فعل فاعل کو کس طرح یاد کرسکتا ہے؟ معلوم ہوا کہ فعل میں اللہ ہی اللہ کو یاد کرتا ہے۔فرمایا

گنہگارا گر دنیا میں توبہ کرے تو اللہ غفور ورحیم ہے مگر توبہ نہ کرنے والے اور خود کو سچے سمجھنے والے کے ساتھ محشر میں اگر اللہ عدل کرے گا تو کیا ہوگا؟ فرمایا دنیادار تونگروں کے تحفے نذرانے نہ دنیا کے لئے قبول کرو نہ دین کے لئے کیونکہ ایسے تونگروں کو مزید مال ودولت کی حرص رہتی ہے، مزید مال ودولت کی بھیک اللہ سے مانگتا ہے، ایسے بھکاری سے بھیک لینا دین ودنیا کی توہین ہے، یاد رکھو! اپنے دین ودنیا کو بھیک کا مستحق نہ بناؤ۔فرمایا اللہ کا بندہ اور ہے خواہشات کا بندہ اور ہے، ایک مومن ہے، ایک مشرک ہے۔فرمایا جس کو اللہ کے ذکر وعبادت میں دل جمعی حاصل نہیں ہوتی وہ اللہ کی رحمت کا مستحق نہیں ہوسکتا۔فرمایا یہاں جو عمل مشکل ہے وہاں میزان پر وہی عمل وزن دار ہوگا۔فرمایا اللہ ہر آن ایک نعمت نازل کرتا ہے ہر آن ایک نئی شان کا اظہار کرتا ہے، بندے کو چاہئے کہ غم وخوشی سے آزاد ہوجائے اگر مزید کی تمنا میں غمگین رہتا ہے تو شکایت ثابت ہوتی ہے اگر خوش ہوتا ہے تو حرص کی علامت ہے اور اللہ ان دونوں صورتوں کو پسند نہیں فرماتا۔فرمایا اپنی تعریف پر خوش ہونا بے وقوفی کی نشانی ہے ایسے بے وقوف کی نصیحت سے دور رہنا چاہئے۔فرمایا تمام عبادات ریاضات حسنات وخیرات کا انحصار رزقِ حلال ہے۔فرمایا دوست کی نظر ہنر پر ہوتی ہے، دشمن کی نظر عیبوں پر ہوتی ہے۔فرمایا پرائی روشنی میں اپنے لباس پر پیوند لگا لینا بھی اہل خاندان اور سادات کو جائز نہیں۔فرمایا اللہ نے عارفین کو صمدیت کا نور عطا فرمایا ہے۔فرمایا تقویٰ حکمت کا نور

اور نعمت کی جان ہے ۔فرمایا جینے کے لئے کھانا خدمت خلق کے لئے جینا انسانیت کی معراج ہے ۔فرمایا مصیبتوں پر صبر کرنا توکل ہے مصیبتوں میں خوش رہنا شانِ فقر ہے ۔فرمایا خدا کا خوف ہدایت کا نور ہے دنیا کا خوف گمراہی کی دلیل ہے ۔فرمایا فقر سے بھاگنے والے قہرِ خداوندی میں گرفتار ہو جاتے ہیں ۔فرمایا نمائش اعمال سے انسان پر ذلت طاری ہوتی ہے ۔فرمایا موت کو بھولنے سے دل موت سے پہلے مر جاتا ہے ۔فرمایا رضائے الٰہی سے منہ موڑ کر رضائے مخلوق کا طالب مشرک ہوتا ہے ۔فرمایا سنتوں کا مُنکر رسولِ پاک کا دشمن اور ابوجہل کا مرید ہے ۔فرمایا اکابر اولیاء اللہ کی زندگیوں اور علوم میں نقص تلاش کرنا، ان کے فضائل ومناقب سے چشم پوشی کرنا ان کو خود کے جیسا یا خود کے برابر سمجھنا شیوۂ نمرود ہے ۔فرمایا اولیاء اللہ کی محبت میں زندگی کا معنیٰ منکشف ہوتا ہے ۔فرمایا دوست اسے کہتے ہیں جو دوست کی ناراضگی میں بھی محبت کی حلاوت محسوس کرے ۔فرمایا اگر اللہ سے دوستی کے خواہاں ہو تو صداقت کے اس مقام پر آؤ کہ اللہ تمہیں صدیق کے لقب سے یاد فرمائے ۔ فرمایا جو اللہ کے محبوبوں کی مخالفت کو شرک سے بدتر سمجھتا ہے بس وہی اللہ کی محبت میں سچا ہوتا ہے ورنہ اس کے سارے اعمال گناہ سے بدتر ہوتے ہیں ۔ فرمایا نشۂ دنیا کے بدمست کو نصیحت کرنا شیطان کے سامنے صراطِ مستقیم پیش کرنے کے برابر ہے ہاں اگر اللہ ہی چاہے تو وہ ہدایت پر آسکتا ہے ۔فرمایا مخلص تنہائی جو اخلاص کے نور سے معمور ہو بے دلوں کی نماز جماعت سے افضل

ہے ۔فرمایا جب تک طلب وطالب کا وجود باقی ہے مطلوب نہیں ملتا ۔فرمایا خدا کے باغی کی نیکیاں شیطان کے ہتھکنڈے ہیں ۔فرمایا اگر دل میں دنیا کی محبت کا تنکا بھی ہے تو معرفتِ الٰہی سے اندھا ہوتا ہے ۔فرمایا دنیا کی محبت اللہ کی محبت سے غفلت کی دلیل ہے ۔فرمایا جو اپنے علم کے خلاف کرتا ہے وہ زندیق ہے ۔فرمایا عارف وہ ہے جو مخلوق میں رہ کر مخلوق سے بے نیاز رہے ۔فرمایا علماء ظاہر کی معرفت بادشاہوں کے درباری عہدوں پر ختم ہو جاتی ہے کیونکہ یہ خالص معرفتِ وعظ وحجت ہوتی ہے ۔فرمایا معرفتِ الٰہی کا دعویدار جھوٹا ہوتا ہے اگر سچا بھی ہے تو وہ خود اپنی تعریف میں سرِ تصدیق ثبت کرتا ہے یاد رکھو صدیقین کو اپنی تعریف پسند نہیں ہوتے ۔فرمایا خدا شناسی کے دعویدار میں اگر بندہ پن کا زرہ بھی موجود ہو تو وہ مشرک ہے ۔فرمایا عارف وہ ہے جو بغیر علم خدا کو جانے ۔فرمایا جب تک آنکھ، کان، زبان اور صفات باقی ہیں دیدارِ الٰہی ممکن ہی نہیں کیونکہ یہی سب کچھ تو حجابات ہیں ۔کیا اللہ نے نہیں فرمایا کے میں اپنے محبوب کی آنکھ، کان اور زبان بن جاتا ہوں ۔فرمایا دنیا کی محفلوں کو ترک کر دینے کا نام قربِ الٰہی ہے ۔فرمایا عبادت میں دل جمعی نہ حاصل ہونا، خدا سے بے خوف ہونا، علم پر عمل نہ کرنا مردہ دلی کی علامت ہے ۔ فرمایا بندہ صرف قالب سے نہیں بلکہ قلب روح سے بندہ ہوتا ہے ۔فرمایا کہ توبہ صرف زبان پر واجب نہیں بلکہ جسم کے ہر عضوء پر واجب ہے ورنہ ہر عضوء کے گناہوں کی ذمہ دار صرف زبان کو تسلیم کرنا پڑے گا جب کہ زبان

اپنے گناہوں کے سواکسی اور عضوء کی ذمہ دار نہیں ہے مگر افسوس سارے وجود کے گناہ انسان زبان پر ڈال کر بری الذمہ ہوجاتا ہے ۔فرمایا خود کو غائب کر دینے کا نام مراقبہ ہے ۔فرمایا عبادت ایک راز ہے جس میں بندہ غائب اور خدا حاضر ہوتے ہے ۔

کرنا چاہیئے کہ خُدا کے سوا نہ خود پہ نظر پڑے نہ خُدا کے غیر پر فرمایا کہ اللہ اپنے محبوبوں پر ایک سے زائد فراعین مسلط فرماتا ہے تاکہ وہ اسے اذیت پہنچائے اور محبوب اس اذیت میں دیدارِ الٰہی کی لذت سے آشنا ہوتا رہے ۔ فرمایا قلب پردہ ہے اور حرکت اشارے کنائیے سماعت مشاہدہ سب کچھ پردہ کے باہر کی اشیاء ہیں اندر سوائے حیرہیبت کے اور کچھ نہیں ۔فرمایا قالب کی ہر حرکت ہر گفتگو سب کچھ نفس کا محبوب شعبدہ ہے، جب قلب قربِ الٰہی سے مقرب ہوجاتا ہے تو ہیبت طاری ہوجاتی ہے ۔فرمایا معرفت یہ ہے کہ شر خیر سے بدل جاتا ہے اور خیر جہنم پر عذاب ہوتا ہے اور جہنم شر پر عذاب ہوتا ہے ۔ فرمایا خداشاس کے دعویداروں میں اکثر بے ایمان ہوتے ہیں ۔فرمایا نفس کی موت میں قلب کی زندگی ہے ۔فرمایا دنیوی نعمت پر مسرور رہونا اور اذیت پر مغموم ہونا نفس پرست کی نشانی ہے ۔فرمایا جو شخص خود کو اور نفس کو بہتر سمجھ کر عبادت کو معبود بنالیتا ہے وہ سنت و جماعت سے خارج ہو کر مشرک بن جاتا ہے ۔فرمایا اپنے مرتبہ کو خود سے بھی پوشیدہ رکھنا چاہیئے ورنہ اظہار کی صورت میں مرتبہ کا ثبوت پیش کرنا ہوگا اگر وہ مرتبہ کا ثبوت پیش کرتا ہے تب بھی وہ

مرتبہ سے معزول ہوجائیگا ۔فرمایا ہر مرتبہ بھوک میں پوشیدہ ہے ۔فرمایا اشاروں کنایوں سے کسی کو ذلیل کرنا جہنمی کی نشانی ہے ۔فرمایا خود کو فراموش کرنے کا نام روحِ نماز ہے ۔فرمایا غیر خدا خدا کو نہیں پہچان سکتا اگر دعویٰ کرے کہ وہ پہچانتا ہے تو وہ جھوٹا ہے، خدا کی پہچان خدا ہی سے ہوتی ہے یعنی خدا کو خدا ہی سے پہچانا جاتا ہے ۔فرمایا قلب ایک شمع کی مانند ہے جس سے تاریکی سمٹ جاتی ہے ۔اللہ کے احسان کا شکر گزار اور ہر مخلوق سے محبت کرنے والا دین و دنیا کے ہر نقصان سے محفوظ رہتا ہے ۔فرمایا عجز اور صبر میں کیا بہتر ہے؟ عوام کے لئے عجز بہتر ہے اور خواص کے لئے صبر بہتر ہے کیونکہ صبر ہر کوئی نہیں کرسکتا یا اس مقام پر ہر کوئی نہیں آسکتا، صبر تو صرف انبیاء اور اولیاء کی عظمت کا نشان ہے ۔صبر ایک آگ ہے جو ماسویٰ اللہ ہر چیز کو جلا دیتی ہے ۔فرمایا راہِ زہد تو صرف تین قدم میں طے کی جاسکتی ہے ایک قدم ازل ایک قدم ابد اور ایک قدم خود فراموشی ہے ۔فرمایا تقوی توکل قناعت و زہد عبودیت کی شانیں ہیں، جب اللہ یہ سب قبض کرلیتا ہے تو بندہ اللہ کا مقرب ہوجاتا ہے ۔ فرمایا واعظ کا وعظ التباس سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ اس میں شریعت کے ساتھ تفاخر کی بو باس ہوتی ہے مگر فقیر کا بیان فقر سے ہوتا ہے جو تلبیس سے پاک ہوتا ہے کیونکہ وہ اسی کی اسی سے بولتا ہے ۔فرمایا مخلوق ہو کر مخلوق سے ڈرنا شرک ہے، مخلوق ہو کر خالق سے ڈرنا عین ایمان ہے ۔فرمایا خدا ہر جگہ موجود ہے، اس کی تلاش میں سفر وسیاحت کرنا نفسانی خواہش کی تکمیل ہے ۔فرمایا

دُنیا کی محبت تمام برائیوں کی اصل ہے ۔فرمایا امر بالمعروف یہ ہے کہ دنیا کی ہر خواہش کو ترک کیا جائے ۔نہی عن المنکر یہ ہے کہ دنیا کی محبت کو ترک کیا جائے ۔فرمایا وقت کی قدر خدا رسیدہ سے پوچھو ۔فرمایا نماز قرب و دیدار کی چابی ہے ۔فرمایا جب فقیر مقام صدق پر آتا ہے تو نفس کے تمام عیوب سے پاک ہو جاتا ہے ۔فرمایا علم وہ نہیں جو مرُدوں سے حاصل کیا جائے بلکہ علم یہ ہے کہ زندہ سے حاصل کیا جائے ۔فرمایا جس نے نفس کو تین طلاق دیدیا وہی خدا کا مقرب ہوگیا۔فرمایا نماز میں وسوسہ آنا قلب کے مشرک ہونے کی دلیل ہے ۔فرمایا کہ بندے کی ہر حرکت ہر فعل طاعت وعبادت سب کچھ اللہ کے افعال ہیں اس میں بندہ کا ذاتی کمال کیا ہے؟ پھر بھی اس کی نوازشیں اس کا کرم ہے ۔فرمایا جس کو حمد وثنا کے دو پر عطا کئے جاتے ہیں وہ آسمان عزت کا شہباز ہوتا ہے ۔فرمایا اللہ جسے محبوب رکھتا ہے اسے قہر کی نظر سے دیکھتا ہے اور تجلی وجلال سے نفس کے تمام عیوب جل جاتے ہیں مگر اس مقام کی تجلی کو برداشت کرنا مردوں کا کام ہے ۔فرمایا فقیر کی ذات کا تعلق ذاتِ خداوندی سے ہوتا ہے ۔فرمایا فقیر کا دیدار خدا کا دیدار ہے کیونکہ فقیر کا وجود وحدانیت سے معمور ہوتا ہے جس میں دیکھنے والا اللہ کے صفات وحقیقت کا مشاہدہ کرتا ہے ۔ فرمایا انبیاء کرام اور اولیاء کرام سے مُلاقات جنت کے سبز باغوں میں ہوتی ہے ۔فرمایا لاالہ الااللہ کی حقیقت کا دیدار موحد کے لئے آسان ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی حقیقت کا مشاہدہ بہت کٹھن ہے ۔فرمایا فقیر اللہ سے اللہ کو دیکھتا ہے،

اگر مخلوق فقیر کو خالق سے دیکھتی تو مرتبہ فقر کی ہیبت میں سرگرداں ہو جاتی ۔فرمایا خدا کا راستہ صرف اسی کو ملتا ہے جس نے خودی کو ترک کر دیا ۔فرمایا حالتِ وجد میں صوفیوں کے اجسام،ان کے روم روم زبان بن جاتے ہیں وجد کی ہر حرکت ہر ادا تسبیح و دیدار کی کیفیت بیان کرتی ہے یہ حال بیان سے باہر ہوتا ہے ۔اس حالت میں بندہ صفت واحد کا مظہر بن جاتا ہے ۔صوفی دو مقامات میں سفر کرتا ہے کبھی صفات میں ہوتا ہے کبھی ذات میں ہوتا ہے ۔مقام صفات میں ہوتا ہے تو بولتا ہے حرکت کرتا ہے، جب مقامِ ذات میں ہوتا ہے تو اس کی زبان گونگی ہو جاتی ہے اور ہر حرکت سے ہر بات سے بے نیاز ہو جاتا ہے ۔فرمایا اسی طرح سماع میں جب صوفی مظہر صفت سمیع ہو جاتا ہے تو سماع کا شوق اُبھرتا ہے مگر یاد رکھنا چاہئے سماع اسی کے لئے جائز ہے جس کا نفس مرنے سے پہلے مر چکا ہو، بانفس اور حظِ نفس کے لئے سماع حرام ہے ۔ بوقت سماع صوفی مکمل جسم اور اس کا روم روم کان بن جاتا ہے اور ہر آن آوازِ الست سنتا ہے اور جسم کے پردے میں اس کی روح بلیٰ بلیٰ کہتی ہے ۔ان مذکورہ دونوں صورتوں کا انکار صفات واحد اور سمیع کا انکار ہے ۔فرمایا خدا کے محبوبوں کا انکار اور توہین تحقیر خدا کی توہین تحقیر ہے اور انکار ہے ۔محبوب اور محب کی محبت کی توہین تحقیر اور انکار ہی طاغوت ہے کیونکہ اظہارِ آدم سے پہلے یہ جذبہ ابلیس میں پیدا ہوا ۔فرمایا اللہ سے ہم کلامی کو تصوف میں انس کہتے ہیں ۔ فرمایا جب انبیاء کرام اور اولیاء کرام عوام کے نزدیک مصیبتوں اور آزمائشوں

میں مبتلا نظر آتے ہیں تو دراصل وہ مقامِ اُنیست میں ہوتے ہیں اور ہر امتحان سے گزر جاتے ہیں جس طرح حضرت ابراہیم خلیل اللہ نارِ نمرود کے امتحان سے گزر گئے۔فرمایا بے فکر عبادت خواہ کوئی بھی ہو محض رسم ہے اور رسم ریا ہے، فکر کے اقسام کئی ہیں علمی فکر، عقلی فکر، قلبی فکر اور روحی فکر وغیرہ مگر ان افکار میں علمی و عقلی فکر فکرِ نفس کے دلدل ہیں قلبی و روحی فکر مشاہدۂ الٰہی کی وکیل ہے۔ فرمایا اللہ عالم الغیب ہے جب بندہ اس صفت کی مظہریت اختیار کرلیتا ہے تو عالمِ غیب اس پر منکشف ہوجاتا ہے، ایسا عارف ہمیشہ حیران و سرگرداں رہتا ہے۔فرمایا کامل ولی اللہ اسے کہتے ہیں جس کی زندگی اللہ کی دوستی میں تبدیل ہوجائے اور موت اسے خدا کے قریب کردے۔فرمایا صدق و صبر دو دعوے ہیں جب تک انسان ان دعووں پر پورا نہیں اُترتا تب تک وہ اللہ والوں میں شامل نہیں ہوسکتا۔فرمایا جب بندہ عناصر کی عقل سے نجات پالیتا ہے تو مرتبۂ انسانیت پر آ کر انسان بن جاتا ہے ورنہ شیطانی کارندہ بن کر ہلاک ہوجاتا ہے۔فرمایا ابلیس کے دو صفات ہیں ایک وہ اپنی تعریف سے خوش ہوتا ہے، دوسرا وہ اپنی برائی سے ناراض ہوجاتا ہے، یاد رکھو جس شخص میں یہ دو صفات پائے جاتے ہیں وہ شیطان کا چیلا ہے۔فرمایا معز زا سے کہتے ہیں جسے نہ اعمال صالحہ یاد رہیں نہ خدا سے اس کا معاوضہ طلب کرے۔فرمایا علم اور یقین میں بڑا فرق ہے۔آنکھوں دیکھی چیز کا بیان کرنا علم ہے اور قلب سے دیکھی ہوئی چیز کو یقین کہتے ہیں، اس فرق کو جانے بغیر کوئی اہل یقین میں

81

شامل نہیں ہوسکتا۔یاد رکھو یقین کا معنیٰ یہ ہے کہ ہر چیز میں خدا کو دیکھے۔ فرمایا ہر امید سے نجات پانے کا نام زہد ہے اور زہد حکمت کا تاج ہے۔فرمایا خدا اور بندے کی محبت کا پہلا زینہ مرشد کی محبت ہے۔فرمایا کمال یہ ہے کہ بندے کی صحبت میں خدا کے سوا خود بھی نہ ہو۔فرمایا عقلِ کامل خدا کے خوف سے پیدا ہوتی ہے۔فرمایا حق بات پر غمگین ہونا ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔فرمایا جس کے ظاہر و باطن میں تضاد ہو وہ شیطان کا وکیل ہے۔فرمایا خدا کے سوا ہر چیز کو بھول جانے کا نام ذکر و عبادت ہے۔فرمایا اللہ کی پہچان اس کے ذات و صفات سے ہوتی ہے اور قدرت کی پہچان اسکے محبوب ﷺ سے ہوتی ہے۔فرمایا خدا صرف اس کی دعا قبول کرتا ہے جو نفس و علم کی ہر تدبیر سے عاجز آچکا ہو۔فرمایا بے نیاز کی صحبت ہمیں ہر چیز سے بے نیاز کردیتی ہے۔فرمایا پختہ استقامت ایمان کی دلیل ہے۔فرمایا نفس و قلب کے علوم میں اجتہاد کرنے والے کو مجتہد کہتے ہیں۔فرمایا خوف و رجا کے مراتب عظیم ہیں، خوف یہ ہے کہ خدا کے سوا ہر چیز سے بے خوف ہوجائے، رجا یہ ہے کہ خدا کہ سوا ہر چیز سے نا اُمید ہوجائے۔فرمایا نفس ربوبیت کا مدعی ہوتا ہے تنہائی میں اس کے ساتھ مجاہدہ کرکے مقامِ عبدیت پر لانے کا نام خلوت نشینی ہے۔فرمایا خدا سے غافل کرنے والی چیز کا نام دنیا ہے۔فرمایا وہ شخص انتہائی بے وقوف ہے جو راہِ خدا سے انجان بھی ہو اور نہ جاننے کی کوشش کرتا ہو۔فرمایا کہ جب تک دوری باقی ہے تب تک نہ مرتبۂ فنا حاصل ہوتا ہے

نہ اسے فانی کہتے ہیں۔ جب تک خودی باقی ہے تب تک وہ ادنیٰ بندہ ہے۔ فرمایا الہام قلب کی حیات ہے۔ فرمایا اللہ کی تعریف اس زبان سے کرنا چاہئے جو زبان ہر تعریف سے بے نیاز ہو کیونکہ وہ کُل ہے انسان جزء ہے، جزء سے کل کی تعریف ممکن ہی نہیں، جزوی تعریف خود ایک نقص ہے نقص کو اس ذات کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ فرمایا جو خود کو اللہ کا دوست سمجھتا ہے وہ جاہل ہے اللہ جس کو دوست رکھتا ہے وہ عالم ہے۔ فرمایا عبادت و ریاضت پر فخر کرنا شیطانی شیوہ ہے کیونکہ ذوق وشوق قوت تو عطاء خداوندی ہے۔ فرمایا شرفِ قبولیت کے لئے عبادات ریاضات اعمال وحسنات سے اللہ بے نیاز ہے وہ چاہے تو نیکوکار کی گرفت کرے وہ چاہے تو بدکار کو بخش دے۔ فرمایا مجھے حیرت ہوتی ہے کہ برے دنیادار لالچی جھوٹے ریاکار متکبر لوگ اللہ کے دشمن ہو کر بھی اللہ کے گھروں میں کس طرح داخل ہو سکتے ہیں یہ کس طرح اللہ کے گھر خانہ کعبہ کا حج کرتے ہیں۔ فرمایا جو علم، عمل، عقل، ادب، شفقت اور تنہائی کے معنیٰ سے جاہل ہے اس کا وجود زمین پر بوجھ ہے۔ فرمایا جب علم ادب کے میعار سے گر جاتا ہے تو جہل سے بدتر جاتا ہے۔ فرمایا اہل ادب جب اس دینا سے اُٹھا لئے جاتے ہیں تو اہلِ علم کی گستاخیاں عام ہو جاتی ہیں اور دین میں خلل واقع ہوتا ہے اور ادب کی راہ سے بھٹک کر عوام میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔ فرمایا علم عقل کا ترکہ ہے صرف اہلِ عقل ہی کو علم حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور میرے نزدیک علم خود شناسی کا نام ہے۔ فرمایا

قرضِ حسنہ دیدو تا کہ اس کا وقار اور احساس باقی رہے اور وہ شکر گزاری کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کرتا رہے مگر خیرات چاہے جتنی بھی دیدو لینے والا خود اپنی نظر میں حقیر ہو جاتا ہے اور یہ حقارت انسان کو کاہل بنا کر رکھ دیتی ہے۔ فرمایا تقویٰ یہ نہیں کہ تم خود ہی اس میں کوشش کر کے متقی نظر آؤ بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ حق تعالیٰ تمہیں متقی قرار دے۔ فرمایا اہلِ دنیا کے اعزازات، قدر و منزلت سے جو خود کو معزز سمجھتا ہے وہ خود فریبی میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ فرمایا قلب کو غائب کر دینا ہی قلب علاج ہے۔ فرمایا دنیاداروں کے تاج سے فقیر کا جوتا بہتر ہے۔ فرمایا رجا میں خوف، خوف میں رجا نہ ہو تو اس سے صراطِ مستقیم پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ فرمایا غیبت زنا سے بدتر ہے کیونکہ زنا سے بندہ اللہ کا مجرم ہوتا ہے چاہے تو وہ معاف کرسکتا ہے غیبت سے بندہ بندے کا مجرم بن جاتا ہے جسے وہ کبھی نہیں معاف کرسکتا۔ فرمایا مہمان خدا کا بھیجا ہوا ہے، مہمان سے چشم پوشی خدا کی کھلی نافرمانی ہے۔ فرمایا نماز میں بے جا حرکتیں کرنا گناہِ عظیم ہے کیونکہ ایسی نمازیں بروز حشر پتھروں کی مانند اپنے نمازی پر برسیں گی۔ فرمایا ایک رات ایک نوجوان فقیر میرا مہمان تھا آدھی رات کو میں نے گریہ وزاری کی آواز سنی اور دیکھا وہ ایک آہ کھینچ کر بے ہوش گیا، فجر کے بعد میں نے اس سے اُس حالت کے بارے میں پوچھا تو کہا کہ حق عبادت ادا نہ ہوا میں نے کہا میری طویل عمر کی ساری عبادات کا اجر تجھے دیدوں گا تو مجھے رات کی ایک آہ کا اجر دیدے، فقیر نے کہا لو اور میں نے بھی

اُسے میری تمام عمر کی عبادت کا اجر اسے بخش دیا، اسی رات میں نے دو فرشتوں کو آپس میں باتیں کرتے سُنا کہ اس عبادت کے اجر سے محروم فقیر کے پاس ایک ایسی آہ ہے جس کا اجر ایک ہزار سال کے گناہگاروں پر تقسیم کیا جائے تو وہ بروز حشر نفع پائیں گے۔فرمایا ستر سال کے فراق کے بعد فقیر کو ایک ایسی آہ میسر آئی ہے جو فقر کی جان ہوتی ہے باقی تمام رونا دھونا گریہ وزاری کرنا سوائے ریا کے کچھ نہیں۔فرمایا خالص الہام کو ہی یقین کہتے ہیں اور اہل یقین قلوب کو ہی مومنین کہا جاتا ہے۔فرمایا زیادہ گوشت کھانے والا زیادہ چغلخور رہوتا ہے۔فرمایا زندگی خدا سے فراریت کا نام ہے اور موت خدا کی بارگاہ میں پیش ہونے کا نام ہے معلوم ہوا کہ مومن کے لئے زندگی سزا ہے اور موت تحفہ ہے۔فرمایا باوضو رہنے کی عادت ڈال لو کہیں ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور خدا کے حضور تم ناپاک حالت میں پہنچ جاؤ۔فرمایا اہلِ نفس کو چاہئے کہ وہ زیر زمین قبرستان میں اپنا گھر بنالیں کیونکہ نفس کی آخری منزل وہی ہے۔اہلِ خدا کو چاہئے کہ لامکاں میں اپنا گھر بنالے کیونکہ دنیا فانی ہے۔فرمایا کاملین سے بحث کرنا یا ان کی گستاخی کرنا کُفر و بے دینی کی نشانی ہے۔فرمایا دوسروں کے مراتب کے برابر مرتبہ حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو بلکہ اللہ کی رضا جوئی میں کوشش کرو۔فرمایا مرنے والے یا مرے ہوئے کی غیبت نہ کرو کیونکہ سب کو مرنا ہے کیونکہ یہاں کوئی زندہ کوئی مردہ ہے۔فرمایا میت کو غسل دینے سے مراد اس کا قرضہ اتار کر اسے پاک کیا جائے ورنہ وہ قرض سے ناپاک ہی

جائے گا۔فرمایا اللہ زندوں سے زیادہ مردوں کی تمنا پوری کرتا ہے اور وہ تمہارے منتظر ہیں۔فرمایا علمِ دین صرف دین کے لئے حاصل کرو جس نے حبِ جاہ مراتب کے لئے علمِ دین حاصل کیا وہ دین کا غدار ہے۔فرمایا اہلِ دنیا کے تحائف پر گزر بسر کرنا موت کا مذاق اڑانے کے برابر ہے۔فرمایا فقراء اہلِ دنیا کا احسان اٹھانے سے پہلے خود ہی دنیا سے اُٹھ جاتے ہیں۔فرمایا اہلِ دنیا اچانک کثرت سے عبادت کرنے لگتے ہیں اور شرفِ قبولیت کے احساس پر ناز کرتے ہیں دراصل ان کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی کیونکہ وہ اللہ کے کرم کا مذاق اڑاتے ہیں۔فرمایا جب تک قلب علم پر فریفتہ ہے اسے مراتب عالیہ حاصل نہیں ہوسکتے۔فرمایا نبی کریم ﷺ کے دشمنوں سے پردہ کرنے کا نام حیا ہے۔فرمایا دنیا کو اہلِ دنیا پر چھوڑ دینے کا نام راہِ سلوک ہے۔فرمایا خودخودی اور خدا میں ایک ہی نقطہ ہے جو اس نقطہ کو پہچان کر عمل کرتا ہے وہ عارف بن جاتا ہے۔فرمایا دنیا میں اگر جنت کی نعمت پانا چاہتے ہو تو خدا رسیدوں کی صحبت اختیار کرو۔فرمایا عبادت صرف عبادت ہے اور یہ اس کی معرفت کا راستہ ہے، جنت کے لئے عبادت نہ کرو ورنہ یہ رشوت بن جائے گی اور اللہ رشوت قبول کرنے سے پاک ہے۔فرمایا جنت کے دعویداری نہ کرو ورنہ اللہ پر بندے کا حق ثابت ہوجائے گا اور یہ حرام ہے۔اسی طرح بندے پر بھی اللہ کا حق ثابت کرنے کی کوشش نہ کرو وہ مختار ہے ورنہ حق کا حق ادا کرنا دشوار ہوجائے گا۔فرمایا عبودیت یہ ہے کہ وہ خود نہ رہے بلکہ صرف

خدار ہے۔فرمایا بندہ بوقت دُعا دونوں ہاتھ اُٹھا کر اس کی بارگاہ سے دو مراتب طلب کرتا ہے اور مقربین کو یہ مراتب عطا ہوتے رہتے ہیں۔فرمایا ذاکر کے ذکر کی تجلیات جنت کی حوروں کی زیب وزینت بن جاتے ہیں۔فرمایا نفس کی مرغوب غذا کھانے کے بعد اگر کوئی محوِ عبادت ہوتا ہے تو اس کی زندگی بھر کی عبادت سے نورانی لذت سلب کرلی جاتی ہے۔فرمایا کسی کی غیبت کرنا برائی کرنا دراصل خود کو مخلص اور حق گو حق پسند ثابت کرنا ہے، اس لئے برائی نہ کرو۔فرمایا کہ تم اس کی پرستش کرو جو تمہارے جانے کے بعد بھی زندہ اور باقی رہے، عبادت کی پرستش نہ کرو کیونکہ یہ بھی تمہارے ساتھ ہی تمہارے لئے ختم ہوجاتے ہیں۔فرمایا رحمت سے مایوسی کے بغیر خدا کا خوف رکھو اور خوف کے ساتھ امید رکھو جو اس راہ سے واقف نہیں اس کا قلب سلب کرلیا جاتا ہے۔ فرمایا وہ جنت ہو یا جہنم راضی بہ رضا رہو اور یہ دیکھو کہ دینے والا کون ہے۔ فرمایا کہ صوفیانِ کرام نفسانی اُمور میں غور وفکر کرنے کو حجابات کہتے ہیں۔فرمایا عبرت کے بغیر علم حاصل کرنا شیطانی طریقہ ہے۔فرمایا نفس کو دنیا میں عاجز اور قلب کی معرفت میں قوی کرو۔فرمایا تمام عمر دنیوی مشاغل میں گزرگئی افسوس مشاغل کی شکست پر رونے والا دوسروں کے حال پر رونے والا انسان زندگی بھر اپنی زندگی پر کبھی نہیں روتا۔فرمایا نفس بے وقوف ہوتا ہے دوسروں کے غم پر ہنستا ہے اور اپنے غم پر روتا ہے، خدا کے فراق میں رونا اس کے نصیب کا حصہ نہیں یہ تو صرف قلب کا حصہ ہے۔فرمایا اگر عبادت دنیا ہی میں لذت و

حلاوت سے خالی ہے تو وہ آخرت میں ریا بن جائے گی۔فرمایا بندے کی عبادت کے ساتھ ہی فرشتے بھی حرکت میں آجاتے اور جنت کو اس کے لئے آراستہ کرنے، میں مصروف ہوجاتے ہیں، جب بندہ عبادات ترک کرتا ہے تو فرشتے بھی اپنا کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔فرمایا عالم عارف کی نیند عابد کی عبادت سے افضل ہے کیونکہ اللہ عارف کو نیند میں بھی وہ مراتب عطا کرتا ہے جو عابد کو عبادت سے بھی میسر نہیں آتے۔فرمایا جب تک ظاہری آنکھ دیکھتی ہے وہ صرف ظاہر کو دیکھتی ہے اور ظاہر بُت ہے اور ظاہر بینی بت پرستی ہے اور جب عارف کی باطنی آنکھ کھل جاتی ہے تو اللہ ظاہری بینائی چھین لیتا ہے تاکہ وہ ہر چیز میں خدا کو دیکھے کیونکہ باطنی آنکھ صرف دیدارِ الٰہی کے لئے عطا کی گئی ہے۔ فرمایا خدا رسیدوں کا حلیہ وضع قطع اختیار کرنا خود کو خدا پرست ثابت کرنا رہا ہے، خدا ریا کار کی کوئی بھی عبادت قبول نہیں فرماتا اور جس مملکت میں ایسے لوگ ہوتے ہیں وہ مملکت تباہ ہوجاتی ہے۔فرمایا جو بندہ اپنے گُناہ پر نادم ہوتا ہے اللہ اس کے گُناہ پر پردا ڈال دیتا ہے۔فرمایا کل کے علماء دوا کی مانند تھے اور آج کے علماء مریض کی مانند ہیں۔فرمایا جس نے اللہ کے محبوبوں کو محبوب رکھا اس پر موت آسان ہوجاتی ہے کیونکہ موت ایک درد ہے اور محبوبوں کی محبت دوا۔فرمایا اللہ نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا فرمایا ہے، ایسی بہترین صورت کو خدا کی نافرمانی میں برباد کرنا بے وقوفی ہے۔ فرمایا آدمی خواہ کتنا ہی بُرا کیوں نہ ہو وہ اگر اللہ کے محبوبوں سے محبت رکھتا ہے

تو اللہ اسے معاف فرما دیتا ہے کیونکہ محبت کا مرتبہ گناہوں سے بلند تر ہے۔ فرمایا حرام کی غذا سے اجتناب کرو کیونکہ یہ براہِ راست نطفہ پر اثر انداز ہوتی ہے اور اولاد اللہ کی نافرمان پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا جو چیز ہے اس کو غنیمت سمجھے جو چیز نہیں ہے اس کی تمنا کرنا فضول ہے۔ فرمایا رزق کی تلاش میں دربدر نہ بھٹکو کیونکہ اس سے رزق کو تکلیف ہوتی ہے تمہاری تلاش میں خود تم تک پہنچ جاتا ہے۔ فرمایا دامن دولت دراز کرلیا ہے تو عمر کو بھی دراز کرلو تاکہ تم کھا سکو ورنہ وہ دولت فضول ہے جو تمہارے کسی کام کی نہیں۔ فرمایا عبادت کی معراج یہ ہے کہ ماسوئ اللہ سے غائب ہوجائے۔ فرمایا مسجد کو پل صراط سمجھ اور نماز ادا کرلے۔ فرمایا باغِ دنیا میں اِترا کر نہ چلو کیونکہ یہ جنت سے زیادہ خوبصورت نہیں ہے۔ فرمایا عبادت پر غرور نہ کرو ورنہ توبہ کے دروازے تنگ ہو جائیں گے۔ فرمایا جب ثلبعہ کو نبی کریم ﷺ کی صحبت سے فیض نصیب نہ ہوا تو آج ثلبعہ کی اولاد کو علماء وفقراء کی صحبت سے کیا خاک فائدہ ہوگا؟ فرمایا خدا کا باغی مردہ دل ہوتا ہے اور گنہگار کا دل امراض کا گھر ہوتا ہے۔ قلب حق صرف فقراء کو نصیب ہوتا ہے۔ فرمایا تمناؤں سے نجات پانے کا نام خوف ہے۔

کلامِ ذیشان۔۔۔مصباح النور

حمد وشناء

اول حمد حق کا ثناء بول کر — بھی نعت نبی ﷺ لب کھول کر
کروں حق کی درگاہ مناجات میں — کہوں دل منے آئے سو بات میں
زباں کو کہاں ہے سکت بولنے — بلب در معنیٰ بے رولنے
ثناء بولنے کا نہ زباں کو سکت — کہوں میں جو نعت نبی کی صفت
بھی روم روم کو لک لک زباں ہوئے مجھ — بھی ہر ایک زباں لک بیاں ہوئے مجھ
وصاحب سکت دار اخلاق ہے — وہی مرزوق کو رزق رزاق ہے
اصل سو شتاب ہے محمد کا نور — جو کوئی نور پائے اسے نظر آئے حضور
حضوری میں جو کوئی رہے گا سدا — ہوئے سب فرائض ستے او ادا
الٰہی تو دائم حضوری دے مجھ — دل و دیدے کو قوت نور دے مجھ
الٰہی تو صاحب سکت دار ہے — گناہ بخش میرا تو غفار ہے
ہوں عاصی نراسی ہوں تجھ بن سدا — کہ دائم شب وروز ہوں غم زدہ

☆☆☆

ارشادِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ

بر ندارم قدم زپیش خدا　　تا روانہ نہ سازدم بہ شما
سوئے خلد بریں بنعمت وناز　　اے مریدان باصفا ممتاز

در نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اب تو نعت نبی کا بول　　بعد از مجمل تفصیل کھول
نعت نبی کا بولوں اب　　سکت زبان کوں دیوے رب
بحر سیاہی قلم اشجار　　چودہ طبق دفتر انبار
ملک فلک کے نعت لکھیں　　ہار مان کر آپ تھکیں
درود نبی پر یہاں تلک　　عدد کل معلوم لک
یہی سخن کافی کر جان　　آپ حق جانے اس کا نشان
پھر اس اہل بیت کے اوپر　　کہو درود از چشم و سر
پاک زبان اے نوریؔ کھول　　درود صحاباں پر نت بول

☆☆☆

نظم

اب میں بولوں جیوؔ کی بات　　جیوؔ میرا ہے پیوؔ کے سات
دیکھ آپس میں اپنا پیو　　تون سو شاہد پیو کا جیوؔ
من درپن تن ہے سیماب　　عکس روح حق شخص اسباب
شخص بنانین عکس ظہور　　عکس بنا درپن بے نور
بن سیماب درپن پائے　　درپن بیچ نہ جہاں دس آئے
جگت سو درپن انسان روپ　　مکھ دیکھے حق آپ نروپ
درپن جیوؔ کا مایا جان　　جیوؔ دے کر پیوؔ لے اس آن
جیوؔ دینے کی سگلی گت　　بن مرشد نہ لاگے ہت
سات صفت سوں نورؔ گذر　　جد پیوؔ اپنا آئے نظر

☆☆☆

مثال تخم

اب میں پن کی سنیو بات　　بول میں پن ہے ذات سنگات
جیسا جانو ایک تخم　　بے خود ہوکر تھا وہ گم
گنج خفی کا یوں تھا حال　　اب سن یوں وحدت کی چال
بیج تخم کر یوں جیا خوب　　بوج عجب پایا اسلوب

☆☆☆

مثال شجر

الوہیت کا سن بستار　　تخم آپس میں دیکھیا جھاڑ
جو میں بولیا اوپر بات　　میں پن نقطے کا سب ہاتھ
اب وہ میں پن ہے تجھ بیچ　　نزول عروج ہے سب او سیتج
اوسکا رشتہ کاتیں دیکھ　　دوئی میں دو ہو ایک میں ایک

☆☆☆

مثال انیت وانانیت افعالی واقوالی

افعالی تجھ بولوں کھول　　سن توں میری یک یک بول
ہر فعلوں ہر خطروں سات　　میں پن سوں برتے دن رات
وہ میں پن افعالی جان　　حرکت دوئی اس میں ہر آن

☆☆☆

مثال انیت احوالی

اب احوالی سن اے یار　　فعل خطروں کون پوجن ہار
اوسن بوج پر کا شاہد جان　　وہاں میں پنے کا بوج مکان
او میں پن نا سمجھیا جائے　　بن مرشد کامل کون بتلائے

☆☆☆

دیگر احوالی

یک میں پن کے کان کان لاک — کھول کہوں سن دلسون جاک
فعل خطروں بیچ میں پن آئے — او تعلق نفس کے کہلائے
یاد ہور دانائی درمیان — میں پن پاوے گراوس آن
او میں پن ہے دل کے سات — اوسکون دل سون کر اثبات
یاد ہور دانائی پر دیکھ — شاہد ہے وہاں جانو ایک
اوسمیں پن کون پائے — او تعلق روح کی کہلائے
دیکھ شاہد پر ہے عرفان — علم سون بوجن ہارا جان
بن میں پن نابو جے بوج — بے میں پن سب بوج ابوج
او میں پن ہے نور سنگات — انا نور سو ہے یہ بات
جان میں پن کا ہے ہوئے بوج — وہ ذاتی انا مطلق ہے سوج
کھول کہا میں تارے تار — انا خفی سری اظہار

☆☆☆

بیان غیب ھویت وغیرہا

غیب ھوئیت کہنا کس — علم نہیں جان دیکھ ہور دس
جہاں ضمیر انیت آئے — ذات قید تنزیہہ پائے
وہاں انیت یکتا جان — اس اعتبار احد پہچان
احد احدیت کی سن بات — ضمیر بے ترکیب صفات
انا صرافت خالص ایک — اوسکون احدیت کر دیکھ
جب تحت علم حضوری آئے — تب تعین اول کہلائے
اس حالت کو وحدت جان — حقیقت محمدی ﷺ پہچان
انا کہے پر پائے شعور — قید علم کے آئے حضور
قید اوّل یہ میں پن بوج — اوس مانند وحدت کی سوج
حقائق موجودات بطون — اضافی عین ظہور چگون
احد واحد کے ہے درمیان — وحدت جامع برزخ جان
واحدیت کی سن لے بات — کہوں کھول کر میں تجھ سات
اول وجود جو بولیا میں — دوم صفت علم اس کی تیں
تیسرا نور ہے اوس سات — یعنی روشن پایا ذات

اندھارے بیچ جے شئ ہوئے | نور بنانا پاوے کوئے
جس شئ ستی جے شئ پائے | او شئ جانو نور اوس جائے
جو تھا وہاں عین شہود | یعنی مجھ بن نہیں موجود
علم مئے چوں دیا قرار | مجھ بن دوجا نیں اوس ٹھار
میں کہنے میں چارو حال | ذات صفات اسماء افعال
جب یو چار وپایا جائے | واحدیت تب یو کہلائے
وجود علم ہور نور شہود | میں کہتے چاروں موجود
چاروں مجمل وحدت ذات | واحدیت تفصیل سنگات
یوں سب ہوئے تفصیلی بوج | یک پن احدیت کی سوج
نور یک پن کی بوج اٹھ جائے | بے بوج غیب ھوئیت کہلائے

☆☆☆

بیان الوہیت

اب تعین ثانی پہچان | اُلوہیت نفس الرحمان
منشاء الکثر ہے تاؤن | وجود اضافی ہے اوس ٹھاون
میں کہنے میں پائے حیات | حیات بنانین میں کی بات
علم ہور تفصیلی جان | بوجیا یہاں صفتوں کی شان
ارادت عین وجود پہچان | ارادت عدم منے تین جان
میں پن بولیا سو یوجود | وجود جہان قدرت موجود
قدرت بن کچھ کار نہ ہوئے | ارادت کون ادھار نہ ہوئے
علم ارادت کرے کلام | بوج تمیز کا آوے فام
بے حروف و بے صوت کلام | ہے متکلم علی الدوام
صدا جو میں کا علم جو پائے | حفظ کلام سمیع اوس جان
وہاں بصر سون سنے کلام | بطون علم کل بصر تمام
ایک میں پنے میں سات صفات | ساتوں وحدت کے درجات
چودہ درجے ذاتی جان | میں پنے سوں پائے نشان
کسب بنا میں پن پائے | نور کسب نہ یوں ہی آئے

بیان نور

تن مشکوٰۃ زجاجہ دل — روح مصباح کا ہے تمثیل
روح امر ہے حق کا دیکھ — جیوں قندیل بیچ دیوا (دیپ) ایک
اس دیوے (دیپ) میں چرکا تیوں — اس میں پن کو بوجو یوں
چر کا یعنی سوزش جان — سوزش میں ہے جوت پہچان
فانوس بولے سوزش میں — حد شرع میں اوسکی تیں
کہے انا الحق جوں منصور — ظاہر بات شرع سوں دور
بعضے سبحانی کا بول — ما اعظم شانی کے کھول
بعضے آپ کون کواہ اللہ — لَیس فی جبتی الاالله
بعضے عاشق کے یوں کھول — لیس فی الدارین غیری بول
انا اقول و اسمع کی یار — لیس فی الدار غیرنا دیار
اس اس بھانت کہے میں میں — کوئے یہ میں پن جانے نیں
یوجے فانوس سوں آواز — سوزش کا نیں بوجے راز
دیوا قندیل فانوس بوجے — تب یو رمز نورؔ سوجے

☆☆☆

دیگر بیان نور

تن فانوس ہور دل قندیل — روح چراغ ہے بوج تمثیل
سرچر کا ہور نور اجال — ہستی سو میں پن کا حال
ہستی سوچہ انیت بوج — لا الہ الا انا کا سوج
بیخود ہستی سوچہ عرفان — باخود ہستی میں پن جان
بیچ عرفان صفات یک ہوئے — دوئی نا ہوئے سریک موئے
دانش بینش میں مل جائے — نور محمد تب تو پائے
اللہ پاک منزہ ذات — اس کون بتلانا کیا بات
کسب کرو تم آپ کوں کہو — رہا سو باقی جانو او
كلّ مَن عليها فان — يبقٰى وجه ربّك جان
سن یو جیوٗ کے کانوں سات — کسب بنا نہ سمجھے بات
کسب کسے کہتے ہیں بول — کہدے نورؔ اس کو کھول

☆☆☆

مثال روح

روح امر ہے حق کا سب — قل الروح من امر رب
روح جس تن بیچ کرے نزول — اسی موافق رہے مشغول
روح حیوانی تن کے بیچ — فعل حیوانی ہوئے اس بیچ
روح چیونٹی کا پائے جسم — قوت پائے اسی قسم
پائے جسم ہاتھی کا جب — ویسا ہی اوس میں قوت سب
گن روح کا تو ایسا جان — جیسا تن ہے ویسا شان
جسم سو مانند آئینہ جان — صورت ایک دسے کی شان
اگر جلی آئینہ لائے — مکھ جیسا ہے تیسا پائے
ہیبت نما درپن ہوئے جب — راکس منہ دس آوے تب
کج آئینہ میں ٹیڑھا مکھ — نیلا پیلا کالا ٹک

☆☆☆

اشارۂ رمز عبودیت و ربوبیت

بات کہوں میں سن اے یار — حق بندے کا سب بستار
دیکھ منزہ ذات پہچان — اوسکا شاہد تو ہے جان
شاہد بندہ ہے دیکھ ذات — لاک کروڑوں کی یک بات
دیکھ خفی ہے ایسا گنج — نا وہاں میں تو کا رنج
بے چوں نور آپس میں دیکھ — رنگ نہ روپ ہے سب میں ایک
دیکھ سمجھ کر بولو بات — کیسی ہے کہو اوسکی ذات
نہیں اوسے کچھ رنگ مثال — کالا پیلا ہرا یا لال
یا اودا یا اجلا بول — برے کہو رنگ اوسکا کھول
اوپر نیچے بھیتر باہر — کوتہ یا لمبا کہہ یار
طرف مکان یا صورت بول — چوڑا یا کونا گول
نہ اوسکو ہے حد حدود — لیکن کل شئی میں موجود
نہ اوسکو ہے کوئی مثال — لیس کمثل اوسکا حال
نورؔ اوسکو پایا جائے — کامل مرشد گرہت آئے

☆☆☆

کسب موتوا قبل ان تموتوا

مرے بنانیں یو اسباب   موتو قبلہ ہو اسباب
مرنے کا کچھ کروں بیان   خوب سنو دھر جیوؔ کے کان
مرنا اونیں جو مرجائے   تن بیچ گرمی نادم پائے
مرنا سو اپنا حس کھوئے   ساتو صفات یکجا ہوئے
ان سب کوتوں تجھ بیچ پہچان   سب کو ایک کرے در جان
حواس خمسہ کو کر بند   ظاہر باطن کے سن پند
تب بے حس ہو آپ گنوائے   وہاں تو نور امین ہوجائے
یو مرنا ہے ہر ہر آن   تن من کا نہ رہے پہچان
یعنی نیں تنکا ہوش   ساتو صفتاں پر سر پوش
کوئی دیو گالی لات اٹھائے   کوئے بے ادبی کر جائے
تنگی نیست ہے بے جان   اما باطن میں پڑھ گیان
یو ہے سمجھ عارف کی موت   بن مرنے کے آگے موت
اس تنگی حس سوں اٹھ جائے   ظاہر کا کچھ ہوش نہ پائے
موتوا قبل سو یہ بات   تو ں یہ موت کرلے ہاتھ
نورؔ یہاں بس ہے یہ بول   کان تیں اسکوں کہے کھول

سوال وجواب

سنو میرا اب ایک سوال   جواب لکھوں ہر حسب حال
نفی سو کیا ہور کیا اثبات   کہو دگر کیا ذات و صفات
نفی سو اپنا علم پہچان   دیکھ اثبات امانت جان
علم صفت دیکھ ذات ہے نور   صحیح یہ تیری بات ہے نور
علم حجاب ہو بے حد   خدا بندے بیچ ہے سد
علم کہا سو جانو بوج   بوج نہیں سو ہونا سوج
علم امانت اس کا سونپ   باقی کیا ہے دیکھ انوپ
بار امانت ارض و فلک   کوئے نہ اوٹھائے جن وملک
اب تو ں امانت بوج   کیا تھا حق سوں عنایت توج
حق کی امانت حق جب پائے   توں درمیان سے اٹھ جائے
ساتوں صفتوں کو توج بوج   نزول پنے سوں کرو عروج
وبی یسمع وبنطق کا حال   وبی یبصر ہو دیکھ سنبھال
علم امانت اس کا بوج   علم بنا پیدا کر سوج
علم دیا آدم کوں رب   فاش کہا کل اسماء سب

علم آدم الاسماء — بوجا آدم کل آسماء
حق کا جس پر ہوئے فضل — علم خودی کا جائے نکل
انا امی سو ہے یہ بات — بولی آپ نبی کی ذات
ضد علم کا بوج جہل — جہل ستے ہوئے ظلم فعل
ظلم جہول آدم کوں حق — دیا لقب اسکوں مطلق
تھے آدم نے امانت دار — ظلم جہل سوں اٹھائے بار
ثابت جہل ہو اوس آن — علم نہ ہوئے تجھ درمیان
ظلم سوا اپنے نفس اوپر — نبی نے بولے جہاد اکبر
نفی اثبات ہور ذات وصفات — ان چاروں کی بولیا بات

☆☆☆

بیان کسب ہر ہر کا سب وقول آن

اب حق کی یوں دیے بوج — طالب حق کیوں پائے سوج
کوئی بولے بے چوں ہے ذات — کوئی باچگوں کرے اثبات
کوئی کہے مطلق سب سوں دور — کوئی کہے محیط ہے معمور
کوئی بولے جیون تارا سور — کوئی بولے جیون چاند ظہور
کوئی کہے امرد پرکا (لڑکا) جان — کوئی کہے اوس کوں نیں نشان
کوئی بولے جیون برق مثال — کوئی بولے جوں جوت اوجال
کوئی بولے اپنے تن پیچ ٹھار — کوئی کہے شش جہت سوں بھار
بھانت بھانت سوں بولے بات — کیوں کر بوجے حق کی ذات

☆☆☆

نظم

جیسا جسہ تیسی بات — حاکم ہے روح جسے سات
ظاہر تجھ میں دیکھ مثال — دن دن تجھ پر کیسا حال
بالک پن میں کھیلی خاک — لڑک پنے میں بازی لاک
جوانی میں کچھ اور ہے حال — پیری میں بیٹھ کرے خیال
بالک پنے کی بولی اور — لڑکوں کی بات اور بے طور
جوانی میں تقریر دکھائے — بات پیری میں لرزش پائے
گویا سازندے کا ساز — خوب ٹھاٹ پر خوش آواز
نے دف پھوٹے ٹوٹے تار — کب آئی صدا کہہ یار
سازندہ پورا استاد — کیوں اوس ساز سناوے ناد
یون ہے سمجھ اوس تن کا حال — جیسا تن تیسا افعال
ہرشیٔ حرکت میں جب آئے — حق بن اوسکون کون ہلائے
بازی گر پتلا نچوائے — وہی ناچے نیں ہاتھ نچائے
ہاتھ نہ ناچے آپس تیچ — روح نچاتا ہے اوس بیچ
روح نچاویں نا ایک آن — خدا نچاتا ہے روحوں کو جان
کوئی شیٔ نا ہلے سے اوس باج — لامتحرک کوں سن آج
نورؔ بیان یہ سارا پوست — مغز کھوں اب سن اے دوست

بیان نفس

نفس دیکھ تجھ سے آیا بہار — خواہش سون دیکھا ہر ٹھار
لذت پائے جسم کے سات — حرص ہوا پچھر ہے دن رات
نیک بد کا ناکیا تمیز — کیا اس میں دیکھ ناچیز
صفت سوا اس کا خطرہ جان — یوں پاوے دیکھ اس آن

بیانِ دل

دل سو دیکھ سمجھ کا بوج — تمیز کیا نیک بد کا سوج
حسن و قبح کون دیکھ آپ — کرے فرق او پن اور پاپ
صفت سوں اوس میں کاہے یاد — یوں پایا ہوں میں ارشاد

بیانِ روح

روح کی بات سنو اب ایک — بن خواہش ہستی ہے دیک
سات صفات سوں آپ کو بوج — ہور میں پنے کی ہے وہاں سوج
صفت سوں اوسکا درک پہچان — قوت حرکت اوس سون جان

بیانِ سر

سرسو یعنی ہے ایک بھید — ایک پنا دیکھ جان سمید
سات صفت کی نہیں وہاں بوج — ہور میں پنے کی وہاں سوج
صفت سوا اوسکا لذت جان — راحت پر راحت ہر آن

بیانِ نور

نور کہوں میں تیرا دیکھ — جہت پنا ہے روشن ایک
ہلن بنا جب دیکھ ٹھہرائے — کل عالم تب روشن پائے
دیکھا دستا گر تون ایک — آپ نہ رہے درمیان دیک
اسفل سوں تا علیین — نور دیسے سب عین بعین
صفت سو عرفان روشن نور — دانش میں بینش میں معمور

بیانِ ذات

دیکھ اب ذات بیان سوں بہار — دس کے حس سوں ہے بے کار
غیب الغیب ھوئیت جان — وہاں نہ رہے کچھ دیکھ پہچان
صفت سوا اوسکا سکت قدیر — پچھوں دیکھ الک سب دھیر

بیانِ بندہ

نفس دل روح سر نور ذات — کیا معمے میں اثبات
اب تجھ میں کو بندہ کون — جیون موتی سوں ثابت لون
حق سوں بندہ ثابت جان — بندہ پن سوں حق پہچان
شعور شہود ہور جان پناچہ — یہی بندۂ پن بوجو سانچہ
شعوریت جب لک تجھ پیچ — تب لک بندہ پنے کی نیچ
بوج انیت کی ہٹ جائے — انا نور ہور دیکھ ٹھہرائے
یہاں تلک ہے عروج پہچان — عروج نزول کا یہی نشان

☆☆☆

احوالاتِ اربع

حالت علم کے چار — چاروں کھول کہوں سن یار
ات بیداری خطرہ جان — ات سپنا ہور نیند پچھان
ہوئے بیدار تو خطرہ آئے — نیند لگے پر سپنا آئے
خطرے ہور سپنے کوں بند — خواب بیداری کے دیکھ چھند
نیند لگی خوش سپنے باج — جاگو نت خطروں بن آج
ایسا کسب لگے جب ہات — تب توں جانے پایا ذات
خطرے خیالوں کو کر بند — بند کرنے کے سگلی چھند
یوں ہے مراقبہ کا حال — ٹھہرایہاں دیکھ خوب سنبھال

مثال دیگر

جب لک پانی ہلتا ہوئے — تب لک مکھ اوس بیچ نجوئے
ورے سنبھالو آپ کو بھوت — پرے ہورے پرے ہے لاموت
ورے مشکل صورت دس آئے — پرے نہ صورت مورت پائے
ورے پرے کا نہیں شعور — بے خود ہستی ہے معمور

96

مثال محیطی اور مطلقی

ایک مثال تجھ بولوں اور — حق کی محیط پنے کا طور
نا جگ بھیتر جگ سوں بھار — مثال کہوں اب سن اے یار
سب جا حق موجود ہے کیوں — ہم ظاہر ہم باطن جیوں
فرض کرو ایک ایسا کوئے — گھوڑا گرنا دیکھا ہوئے
جن دیکھیا گھوڑے کوں آپ — لکھ تصویر دکھائے شتاب
آڑے تیڑھے خط دو چار — کھینچا کاغذ پر وہ یار
صورت گھوڑے کی دس آئی — دیکھ سمجھ من میں اپنے بھائی
نہ صورت کاغذ کے بیچ — نہ صورت ہے خط کے سیج
مٹا خطوں کو دیکھو پھیر — کان کی صورت دوجے بیر
اوسکا مجھ دکھلاؤ مکان — ہم ظاہر ہم باطن جان
اول گھوڑا خط پہ چہ نہ تھا — یا کاغذ پہ چہ کھول بتا
یوں عالم سوں حق ہے جان — تصویر خط کاغذ درمیان
جس کاغذ پر کھینچا خط — گھوڑا دس آئے ات گت
خط سو تیرا ہے عرفان — کاغذ سو ہے کل منڈان
عرفان کا جاں کھینچا خط — حق دس آوے گا اس گت
کوئی بولے کاغذ کے تیں — گھوڑے بن کئیں خالی نہیں
مت توں اوسکو جھوٹا بول — ہمہ اوست کا یوں ہے قول
نحن اقرب نورؔیہ بات — ولامکاں ہے حق کی ذات

بیان ہمہ اوست

ہر شئ میں توں دیکھ محیط ظہور اوسی کا قبض و بسیط
ایسا پاک منزہ ذات محیط پنے کی کیا کوں بات
آپے نزدیک آپے دور آپے سب شئ میں معمور
آپے طالب آپ مطلوب آپ محب آپے محبوب
آپے جز اور آپے کل آپے بلبل آپ گل
آپے نور ہور آپے نار آپے گنج اور آپے مار
آپے سایہ آپے دھوپ آپ نرنجن آپے روپ
آپ محیط اور آپ محاط آپ نرالا آپ سنگات
آپ بر ہور آپ بحر آپے شام ہور آپ سحر
آپے جن ہور انس ملک آپے ارض ہور عرش فلک
آپے دار ہور آپ منصور آپے موسیٰ آپ کوہ طور
آپے زخم اور آپ مرہم آپے راحت آپے غم
آپ صراحی آپ شراب آپے پیالہ آپ کباب
آپے شاہ ہور آپ گدا آپے ساز ہور آپ صدا
آپے دریا آپے بوند بس کر نورؔ مکھ کو موند

☆☆☆

97

نظم

ذات صفات ظہور صفات ستکی ہستی حق کے سات
اس بن ناہی دوجا کوئے ظاہر باطن سب گھٹ روئے
یوں بولیا مستی کے حال معاف رکھو مستو ں کال قال
جو کچھ طالب کو درکار سب اوس بیچ کیا اظہار
کئی سخناں اوس بیچ پہچان کہا گیا ہے معمہ جان
ہے وہ مرشد پر موقوف جب اوکھولے پائے وقوف
ظاہر دسے عبادت خام لیکن مطلب لکھیا اتمام
کہا میرا فرزند اوس آن تھا طالب صاحب عرفان
کہا اونے آ کر مجھ سات کر دیو کچھ ڈھنی ابیات
نفس دل روح کا ہوئے بیان سر نور ذات کا دیو نشان
تب یو بولیا ان کے سات چھ سو چوراسی ابیات
نام اس کا مصباحُ النور جوں موسیٰ کو ہے کوہ طور

☆☆☆

نظم

سادھو سدھ بدھ کھوئے کر مرید ہو ہر آن
تن من کا کچھ گیان نہ رکھئے ہورہے بے جان

جان جاناں جو ملے جب جان آپس کا کھوئے
جان اپنے سوں گذر گیا تو جاناں اپنا ہوئے

بدکون چت دیکھئے بد چت سوں ہوئے نہ چت
سنگم گیان ورست کا جیون چندر جوت اہت

جگ یوں جگ میں کال کر پھر جگ تے بوج نکا
بوجن ہارا سوج ہوا وبوجے حال و وصال

کاسب کسب سے گذر گیا تو مکھ باطن کا مونچ
شدائدا سے گذر گیا تو دیکھ ہو ہو کونچ

نوریؔ محمد بات کہا ہے یک بات نکات
ہر نکتے میں دیکھ ردسے گاھو کا ذات صفات

نظم

اے نوریؔ بے کار رہو — شش جہت سو بن بھار رہو
ساتو دریا کے پار رہو — مت صفتوں کے تم وار رہو
ظاہر میں ہردم خوار رہو — باطن میں تم چو سار رہو
جوں بستاں میں گلزار رہو — وہاں ہر یک پل ہشیار رہو
نفس کے حق میں بیمار رہو — ہر یک دل سوں دلدار رہو
وہاں ذکر جلی سوں کام نہیں — قلبی روحی فام نہیں (فہم نہیں)
وہاں سری خفی کا نام نہیں — وہاں رات ہورہے شام نہیں
اس خلوت بار عام نہیں — بن ولی کے الہام نہیں
وہاں مئے ہے شیشہ جام نہیں — وہاں ارت ہے ارقام نہیں
وہاں خواب نہ کچھ بیداری ہے — نہ غفلت نہ ہشیاری ہے
نہ خوشی وصل میں ساری ہے — نہ زخم ہجر کے کاری ہے
نادکھ سکھ نہ دلداری ہے — نہ صحت مرض آزاری ہے
نہ وہاں رنگ ہورروپ دسے — نہ طالب نہ مطلوب دسے
نازشت حسن اسلوب دسے — نہ حب محب محبوب دسے
نہ اچھا برا کچھ خوب دسے — نہ وہاں کچھ سایا دھوپ دسے
نا وہاں ناظر منظور اہے — نا ظلمت ہے نا نور اہے

ناموسیٰ نہ کوہ طور اہے نہ ظلمت ہے نا نور اہے
نادار ہے نہ منصور اہے نہ خالی نہ معمور اہے
نا حشر قیامت صور اہے نہ دوزخ جنت حور اہے
توں آپ خودی سوں ہوئے نہنگ نہ صلح محبت نا ہے جنگ
نہ شکل نہ صورت مورت رنگ ناہوش نہ ہوشیاری نہ دنگ
نہ تنہائی نہ صحبت سنگ نہ جلد رواں نہ وہ لنگ
نہ وہاں ستے آباد ہے نہ ویرانہ، نہ شاد ہے
نہ دل آپس کا شادہ ہے ناغم سوں جی برباد ہے
نہ ظلم وستم بے دادہ ہے نہ وہاں کسی کی فریاد اہے
نہ بندہ نہ آزاد اہے نہ صدا سکوت ہو رناد اہے
وہاں عقل فہم عرفان نہیں وہاں گیان فہم ان گیان نہیں
وہاں اپنی کچھ پہچان نہیں وہاں زندہ مردہ جان نہیں
واں مومن کفر ایمان نہیں یو ہر یک حال آسان نہیں
وہاں بخیل سخاوت دان نہیں نا ہمت نہ اوسان نہیں
جان سا تو دریا ایک اچھے وہاں علم بنا یک دیک اچھے
اس دیکھ میں یک ادیکھ اچھے وہاں ترنگ نظر کے بھینگ اچھے
وہاں آتش عشق کی سینک اچھے بن کثرت وحدت ایک اچھے
وہ شہر منے جان بستی نیں وہاں بلند آواز ہو رپستی نیں
وہاں صغرہ کبریٰ وسطیٰ نیں وہاں دھیر کی جلدی سستی نیں

وہاں ناظرین یک نظرا ہے لامکاں محل وہ نشر اہے
وہاں بیچ بنا یک شجرا ہے بن ڈال شجر کو ثمر اچھے
وہ ثمر شجر میں ادھرا ہے جو سچے کامل بشر اہے
وہاں واصل حق کوں گذرا ہے ناصور قیامت حشر اہے
وہاں دریا ہے پر آب نہیں اس دریا موج حباب نہیں
وہاں غواثی بے لاب نہیں بن غوث قطب الاقطاب نہیں
وہاں سائل سوال و جواب نہیں وہاں فلک سورج مہتاب نہیں
وہاں بندہ ہے نا خدا دسے نہ ایک پنا نہ جدا دسے
نہ شاہ قلندر گدا دسے نہ قمیص عمامہ بردا دسے
نہ غفلت ظلمت ہوا دسے نہ وحی الہامی ندا دسے
نہ عاشقی کا صدا دسے نہ معشوقی کی ادا دسے
میں نورؔ آپس کا حال کہا یو حال نہیں کچھ قال کہا

☆☆☆

ایں مستزاد حضرت شیخ فریدالدین عطار است براے شاہدی آوردم

نقد قدم از مخزن اسرار بر آمد	چوں گنج عیاں شود
خود بود کہ خود بر سر بازار بر آمد	بر خود نگراں شود
درعین بتاں خود است کہ خود را بپرستد	خود را بہ پرستند
خود کشت بت وخود بہ پرستار بر آمد	خودعین بتان شود
خود عرش شد و کرسی و افلاک و ملائک	در خلوت نوری
خود بر صنعت کعبہ و کبار بر آمد	یکبار نشان شد
جسم واعرض وجوہر وعقل ودل وجان اوست	ہر سوی کے بینے
ظاہر شو و خود مظہر آثار بر آمد	نادان بگمان شد
اشعار نید از کرت چشم سرت ہست	راز است نہفتہ
ناکہ بزباں از دل عطار برآمد	ایں بود کہ آں شد

☆☆☆

دکھنی اشعار

مطلب سوں اپنے کام ہے دکھنی اچھو یا فارسی
مکھ دیکھنے سے ہے غرض جس جسکی ہوئے آرسی

نورمحمد ہے در دکھن دکھنی سوں کرتا ہے بیاں
دکھنی سوں دل کا مدعا کہنے نہ ہر گز عارسی

ایک بزرگ کا شعر اور نصیحت

شد عیاں از رشتۂ تسبیح شیخ
کفر پہناں است و اسلام آشکار
کبھی تسبیح اور زنار کے جھگڑے میں مت پوچھو
یہ دونوں ایک ہیں آپس میں ان کے بیچ رشتہ ہے

★★★

شجرہ

هٰذه شجرةٌ مباركةٌ طيبة واصلها ثابت فى السّماء من احيى تحت ظلّ هذه الشّجرة فقد حرم عليه النّار۔

الٰہی بحرمت سلطان الانبیاء والمرسلین رسولِ ربّ العالمین خاتم النبین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

الٰہی بحرمتِ حضرت امیر المؤمنین امام المتقین اسد اللہ الغالب مظہر العجائب والغرائب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ

الٰہی بحرمتِ حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمتِ حضرت اِمام زین العابدین رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت اِمام باقر رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمتِ حضرت اِمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمتِ حضرت اِمام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمتِ حضرت اِمام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمتِ حضرت شیخ المشائخ معروف کرخی قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت شیخ ضیاء الدین سری سقطی قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمت حضرت سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت شیخ ابو بکر شبلی قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت شیخ ابو الفضل عبد العزیز یمنی قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت شیخ ابو الفرح یوسف ترطوسی قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت شیخ ابو الحسن علی قریشی الھنکاری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت شیخ ابو سعید مبارک المخزمی قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت غوث الصمدانی قطب ربانی محبوب سبحانی مقبول ہر دو جہانی سلطاں میراں محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت سید شیخ عبد الرزاق قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت سید عماد الدین قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت سید ابی نصر محی الدین قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت سید محمد آصف بن احمد قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت سید حسن قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت حاجی الحرمین سید یوسف قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت سید یونس قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت سید عبد الرحمن قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت سید یونس ثانی قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت سید شیخ شمس الدین قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت سید شیخ یوسف بن عبد القادر قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت قطب الاقطاب حضرت سید نور محمد شاہ قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت سید محمد نور احمد شاہ قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت سید محی الدین رُستم زماں قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت سید حسین انور شاہ قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت سید عبد العزیز رُستم زماں شاہ قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ حضرت سید غوث محی الدین شاہ جمالی عرف غوثو میاں قدس اللہ سرہٗ العزیز

واسطہ چشتیہ

اِلٰہی بحرمتِ سیدغوث محی الدین عرف غوثو میاں قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ سیدعبدالعزیز رُستم زماں ثانی قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ سیدحسین انور قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ سیدمحی الدین رستم زماں قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ سیدمحمد نوراحمد قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ سیدخواجہ نورمحمد قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ سیدخواجہ میراں جی شمس العشاق قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ سیدخواجہ کمال الدین مجرّد بیابانی قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ سیدخواجہ جمال الدین مغربی قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت فرید الدین گنج شکر قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ ابوالانوار عثمان ہیرونی قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ حاجی شریف زندانی قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ قطب الدین احمد مودود چشتی قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ ناصح الدین ابویوسف چشتی قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ ناصر الدین ابومحمد چشتی قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ قدوۃ الدین ابواحمد چشتی قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ ابوالحاق چشتی قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ قدوۃ الدین علو دینواری قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ امین الدین ہبیرۃ البصری قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ سدید الدین خذیفۃ المرعشی قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ سلطان ابراہیم ادھم بلخی قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ ابوالفضل فضیل بن عیاض قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہٗ العزیز

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ

اِلٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم